

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_232704

UNIVERSAL
LIBRARY

اعزاز و دکھن

ہماری اس تالیف کو یہ اعزاز مایہ افتخار و ناز ہے
 کہ حضرت آقائی ولی نعمت - قدر قدرت - قوی شوکت
 اعلیٰ حضرت حضور پر نور بندگانِ عالی متعالی مدظلہ العالی
 آصف جاہ نظام الدولہ نظام الملک میر محبوب علیخان دہلوی
 فتح جنگ جی - سی - یس - آئی - جی - سی - بی
 فرمانروائے سلطنت آصفیہ حیدر آباد دکن صاۃ اللہ
 عن الشہ وروالفتن نے کمال شفقت اور مہربانی
 سے اجازت عطا فرمائی کہ ہم اس کتاب کو
 حضرت کے نام نامی سے معنون کریں دام اللہ قباہم واجلاہم ابداً
 (منک پروردہ دولت فدوی عزیز جنگ مؤلف)

صفحہ نمبر	ابواب	صفحہ نمبر
۴	۲	۱
دیکھا چہ		
۲	حمد و نعت	۱
۴	سبب تالیف	۲
۱۰	شکریہ آقاے ولی نعت	۳
۱۲	فہرست کتب مستندہ	۴
پہلا باب علم یعنی اصول فن جمل کے متعلق		
پہلی فصل متعلق بمراتب ابتدائی		
۱۶	جمل کی تعریف	۱
۷	فن جمل کی تاریخ	۲
۲۲	غایت جمل کا بیان	۳
دوسری فصل متعلق بموضوع جمل		
۲۴	حروف و اعداد جمل کا بیان ۱ عربی زبان کے متعلق	۱
۳۱	فارسیوں اور ہندیوں کا جمل ۲	=
۳۲	زبان سنسکرت کا جمل ۳	=
۳۴	رومیوں کا جمل ۴	=
۳۵	بیان عام	۲

۳۷	۱	ابجد آدم علیہ السلام	۲	الفاظ جمل کا بیان	۲
۳۹	۲	ابجد نوحی	"	"	"
۴۲	۳	ابجد ترفع و تنزل	"	"	"
۴۶	۴	ابجد سبعہ	"	"	"
۵۱	۵	ابجد عناصر	"	"	"
۵۲	۶	ابجد طبیبی	"	"	"
۵۵	۷	ابجد ابدان	"	"	"
۵۶	۰	مشافہ و مغایرہ کا اختلاف عام	۳	اختلاف مذاہب کا بیان	۳
۵۷	۱	س کے عدد میں اختلاف	"	"	"
"	۲	ص کے عدد میں اختلاف	"	"	"
"	۳	ش کے عدد میں اختلاف	"	"	"
"	۴	ض کے عدد میں اختلاف	"	"	"
"	۵	ط کے عدد میں اختلاف	"	"	"
"	۶	غ کے عدد میں اختلاف	"	"	"
۶۱	۰	بیان عام	۴	اقسام جمل کا بیان	۴
۶۲	۱	جمل اصغر	"	"	"
۶۶	۲	جمل صغیر یعنی زبر	"	"	"
۷۰	۳	جمل وسط یعنی بیئات	"	"	"
۷۳	۴	جمل کبیر یعنی زبر و بیئات	"	"	"

۷۷	جل اکبر	۵	۷۷
۸۰	قاعدہ عام	۱	۵
۸۲	الف قواعد خاص	۲	۷۷
۹۱	ب	۷۷	۷۷
۹۴	ت	۷۷	۷۷
۱۱۴	از ثاق	۷۷	۷۷
۷۷	ک	۷۷	۷۷
۱۱۹	ل	۷۷	۷۷
۱۲۰	م-ن	۷۷	۷۷
۱۲۲	و	۷۷	۷۷
۷۷	ح	۷۷	۷۷
۱۲۳	ہمزہ	۷۷	۷۷
۱۲۰	ی	۷۷	۷۷
۱۲۱	حرف مشدد	۷۷	۷۷
	دوسرا باب عمل یعنی شروع و عمل کے متعلق		
	پہلی فصل تاریخ کے متعلق		
۱۴۳	تاریخ کی تعریف	۱	
۱۵۰	بیان عام	۲	
۱۵۱	(الف) باعتبار حقیقت	۷۷	۷۷

۱۵۱	(۱) صوری	تاریخ کے اقسام	۲
۱۵۲	(۲) معنوی	"	"
"	(۳) صوری و معنوی	"	"
۱۵۷	(ب) باعتبار لفظ	"	"
"	(۱) تاریخ مفرد	"	"
"	(۲) تاریخ مرکب	"	"
۱۵۸	(ج) باعتبار کلام	"	"
"	(۱) تاریخ منثور	"	"
"	(۲) تاریخ منظوم	"	"
۱۵۹	(د) باعتبار مادہ تاریخ	"	"
"	(۱) تاریخ مستقل	"	"
"	(۲) تاریخ غیر مستقل جس میں تعبیر	"	"
"	و تخریج کا بیان ہے	"	"
۱۶۱	(۵) باعتبار تصنیف	"	"
"	(۱) تاریخ مصنفہ مورخ	"	"
"	(۲) تصنیف غیر	"	"
۱۶۳	(و) باعتبار بیان	"	"
۱۶۵	نظم کوثر پر ترجیح ہے (الف)	محاسن تاریخ - بیان عام	۳
۱۶۶	سالم مصرع میں مادہ اولیٰ ہے (ب)	"	"

۱۷۷	(ج) مادہ میں صاحب واقعہ یا فیہرست	=	=
=	کام نام اور واقعات برج ہون	=	=
۱۸۰	(د) مبتداء سے خبر قریب ہو	=	=
=	(۵) مادہ بدون تدخل و تخریج ہو	=	=
۱۸۱	(و) بہر تلی کے الفاظ نہ ہوں	=	=
۱۸۲	(ز) سنہ کی خصوصیت	=	=
=	صنائع و بدائع تاریخ کا بیان عام	=	۴
۱۸۳	(۱) صنعت عامۃ الوجود	=	=
۱۸۶	(۲) صنعت خاصۃ الوجود	=	=
۱۹۱	(۳) صنعت مقطوعہ ترتیبی	=	=
۱۹۲	(۴) صنعت تجمع	=	=
۱۹۳	(۵) صنعت تضاعف	=	=
۱۹۴	(۶) صنعت تناصف	=	=
۱۹۵	(۷) صنعت تضارب	=	=
۱۹۶	(۸) صنعت اعجام	=	=
۱۹۷	(۹) صنعت اہمال	=	=
۱۹۹	(۱۰) صنعت سرور میں ملفوظی و مکتوبی	=	=
=	(۱۱) صنعت تحریک	=	=
۲۰۰	(۱۲) صنعت تسکین	=	=

۲۰۱	(۱۳) صنعت مفرده و مرکبه	=	=
۲۰۲	(۱۴) صنعت تعریب	=	=
۲۰۳	(۱۵) صنعت از دو لاج	=	=
۲۰۴	(۱۶) صنعت معکوس	=	=
=	(۱۷) صنعت مستعج	=	=
۲۰۵	(۱۸) صنعت ترصیع	=	=
۲۰۸	(۱۹) صنعت ذوق تارکینین	=	=
۲۱۰	(۲۰) صنعت مراتب	=	=
=	(۲۱) صنعت دائره	=	=
۲۱۹	(۲۲) صنعت معش	=	=
۲۲۰	(۲۳) صنعت کثیر	=	=
۲۲۱	(۲۴) صنعت تنقیط	=	=
۲۲۳	(۲۵) صنعت سلب نقط	=	=
۲۲۴	(۲۶) صنعت لوح طلسمی	=	=
۲۲۶	(۲۷) صنعت مجمع الاقسام	=	=
۲۲۸	(۲۸) مجتمع القنائع	=	=
۲۲۹	(۲۹) صنعت بسط - بیان عام	=	=
۲۳۰	(الف) بسط عددی	=	=
=	(ب) بسط عددی حرفی	=	=

۲۳۳	بسط عددی ترکیبی	=	=
۲۳۵	بسط الحروف	=	=
۲۳۸	بسط المربی و مقوی	=	=
۲۴۱	بسط غریزی	=	=
۲۴۳	بسط ترفع عددی	=	=
۲۴۵	بسط ترفع حرفی	=	=
۲۴۶	بسط ترفع طبعی	=	=
۲۴۸	بسط ترفع بالطبع	=	=
۲۴۹	بسط ترفع اوتار	=	=
۲۵۱	بسط ترفع ازواج	=	=
۲۵۳	بسط تنزل عددی	=	=
۲۵۷	بسط تنزل حرفی	=	=
۲۵۸	بسط تنزل طبعی	=	=
۲۵۹	بسط تنزل بالطبع	=	=
۲۶۱	بسط تنزل اوتار	=	=
=	بسط تنزل ازواج	=	=
۲۶۳	بسط تواخی	=	=
۲۶۶	بسط تجمع	=	=
۲۶۹	بسط تضاعف	=	=

۲۷۰	(ر) بسط تناصف	=	=
۲۷۱	(ش) بسط تنصیف	=	=
۲۷۲	(ت) بسط تضارب	=	=
۲۷۶	(ث) بسط تکسیر	=	=
۲۷۹	(خ) بسط تقویٰ ضرب باطن و باطن	=	=
۲۸۱	(ذ) بسط تقویٰ ضرب ظاہر و ظاہر	=	=
۲۸۲	(ض) بسط تقویٰ ضرب باطن و ظاہر	=	=
۲۸۶	(ظ) بسط تمازج	=	=
۲۸۸	(غ) بسط مداخل اربعہ	=	=
	دوسری فصل ترقیم کے متعلق	=	=
۲۹۲	عرب و عجم اور ہند کا طریقہ		۱
۲۹۷	سنسکرت کا عمل		۲
	خاتمہ کتاب ہذا		
	حصہ اول تاریخ سنین کے بیان میں		
۲۹۸	بیان عام		۱
۳۰۰	(۱) سنہ آدمی کا بیان		۲
۳۰۱	(۲) سنہ براہمی کا بیان		۳
=	(۳) سنہ داؤدی کا بیان		۴
۳۰۲	(۴) سنہ موسوی کا بیان		۵

۳۰۲	سنہ عیسوی کا بیان	(۵)	۶
۳۰۳	سنہ محمدی کا بیان	(۶)	۷
۳۰۵	سنہ ہجری کا بیان	(۷)	۸
۳۰۷	سنہ مہدوی کا بیان	(۸)	۹
۳۰۹	سنہ ترکی کا بیان	(۹)	۱۰
۳۱۰	سنہ فصلی کا بیان	(۱۰)	۱۱
۳۱۳	سنہ آہی کا بیان	(۱۱)	۱۲
=	سنہ جلالی کا بیان	(۱۲)	۱۳
=	سنہ بنگلہ کا بیان	(۱۳)	۱۴
۳۱۵	سنہ فارسی ویزدجودی کا بیان	(۱۴)	۱۵
=	سنہ ساکا و سمیت کا بیان	(۱۵)	۱۶
۳۱۶	سنہ رومی کا بیان	(۱۶)	۱۷
=	سنہ نوروز کا بیان	(۱۷)	۱۸
	دوسرا حصہ - متقدمین و متاخرین و معاصرین کا تاریخی کلام		
۳۱۸	بیانِ عام		۱
۳۲۱	(الف) قصائد فقہیہ تاریخی		۲
۳۲۴	(ب) تواریخ ولادت		۳
۳۳۲	(ج) تواریخ بسم اللہ خوائی		۴
۳۳۳	(د) تواریخ تقریبِ خان		۵

۳۳۳	تواریخ شادی کدخدائی (۸)	۶
۳۳۲	تواریخ سالگره و جوبلی (۹)	۷
۳۳۴	تواریخ غسل صحت (۱۰)	۸
۳۳۶	تواریخ جلوس و فرمانروائی (ح)	۹
۳۳۹	تواریخ مستوح (ط)	۱۰
۳۵۰	تواریخ وزارت (ی)	۱۱
۳۵۶	تواریخ خطابات (ک)	۱۲
۳۵۸	تواریخ جانشینی و تقرر خدمت (ل)	۱۳
۳۵۹	تواریخ خیریت دم (م)	۱۴
۳۶۲	تواریخ شکار (ن)	۱۵
=	تواریخ تالیف و تصنیف و طبع (س)	۱۶
۳۶۸	تواریخ بنا و تعمیر (ع)	۱۷
۳۷۳	تواریخ سزا (ف)	۱۸
=	تواریخ فراغ حج (ص)	۱۹
۳۷۴	تواریخ رهائی از قید (ق)	۲۰
=	تواریخ وفات (ر)	۲۱
۳۸۹	فرهنگ کتاب‌ها	۱
۳۹۵	تواریخ تالیف و طبع کتاب‌ها	۲
۳۹۹	ریویوز	۳

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ

هَذَا كِتَابٌ مُحْكَمٌ فِي حَقَائِقِ الْفَنِّ الْأَكْمَلِ
(۱۸۲۹ نوروز)

یہ کار آمد کتاب دو ابواب پر مشتمل ہے (۳۱۴۱ بنگلہ) پہلا باب متضمن
باصول فن و قوانین اہل حمل (۱۹۶۴ سمیت) دوسرا باب
مقسم بر اقسام وقائق عمل (۳۲۵۵ ہجری)

لِسَمِيعِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ

اسکی رجسٹری بموجب احکام قلم عدد چوکی ۵

(۳۲۶۶ ہجری) بدون اجازت مولف کسی اور کو اسکے چھاپنے کا

حق نہ ہوگا (۳۲۶۶ ہجری) بلا اجازت کے اسکا ترجمہ بھی ناجائز ہوگا

(۳۲۶۶ ہجری)

قَدْ طُبِعَ بِإِذْنِ تَمَامِ عَزِيزٍ فِي عَزِيزِ الْمَطَابِعِ

بِحَقِّهِ

۱۳۳۷

أَبْتَدَى الْكَلَامَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱۳۲۵ ہجری

جَلَّ لِلْحَمْدِ لِلَّهِ النَّبِيلِ وَاضِعُ الْجَبَلِ - تَعَالَى شَانُهُ

۱۳۲۵ ہجری

وَجَلِيلُ بُرْهَانِهِ عَزَّ وَجَلَّ - وَالصَّلَاةُ دَائِمًا عَلَا

۱۳ ۱۷

۱۳۲۵ ہجری

النَّبِيِّ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ - وَعَلَى إِلَهِ الْعَوَالِي وَ

۱۳ ۱۷

فصلی

خُلَفَائِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ - وَشُكْرًا لِرَبِّ النَّعْمَةِ

۱۳ ۳۶

فصلی

الْعُلَمَاءِ - الَّذِي أَعْطَى الْمُؤَلِّفَ نَوَافِلَ أَحْسَنَ الْعَطَا

محمدی

۱۳ ۳۶

محمدی

إِنَّ حُكْمَهُ يَطْرَحُ الْعَدُوَّ كَالْجَمَلِ الْأَصْغَرَ وَيَرْفَعُ

۱۹۰۸ عیسوی

مَرَاتِبَ الْوَافِي وَالْمَدَارِجَ كَالْبَسِطِ وَالْجَمَلِ الْأَكْبَرَ

۱۹۰۸ عیسوی

ذَاتُهُ مُصْبِحٌ وَمُشْرِفٌ وَوَسِيطٌ - وَسِمَاطُهُ

۱۹۰۸ سمرت

الْمَرْضِيُّ بِالْوَانِ النِّعْدَةُ بَسِيطٌ - نِظَامُ مُلْكِهِ أَشْرَفُ

۱۸۲۹

۱۹۰۸ سمرت

وَقَوِيْرٌ - قَوْعٌ خُطَابَةٌ عَلَيِّمٌ الْبَدَلُ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ

۱۸۲۹ نوروز

نوروز

ضَالِحُفَ اللَّهِ قَوَامَةٌ وَإِقْبَالَةٌ - وَمَدَّ ظِلَالُهُ

۱۳۱۲

۱۳۱۲ بک

وَكَبَّرَ أَجْلَالَهُ - يَا حُسَيْنَ الْجَلَدِ وَفَضْلَهُ

۱۳۱۵

بک

الْقَدِيْمُ - وَبِحُرْمَةِ سُلْطَانِ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيْنَا

۱۳۱۵

فصل ہند

الْكَرِيْمُ -

فصل ہند

اما بعد۔ بندہ ہیچمان احمد عبدالغیر و لا یتخلص بن جناب مولوی حاج
 محمد نظام الدین مغفور یا طبعی۔ شافعی مدرسی جسکو سرکار نظام نے اسکے خدا کی
 صلیہ میں وظیفہ حسن خدمت اور خطاب خان بہادر عزیز جنگ سے سرفرازی
 بخشی ہے۔ اور گورنمنٹ آف انڈیا نے اس کے مشاغل علمی کے اعتراف میں جٹلا
 شمس العلماء کا اعزاز عطا فرمایا ہے۔ طالبین و شائقین فنِ جبل کی خدمت میں
 بادب عرض پرداز ہے کہ اگرچہ ہندوستان نے اس فن لطیف کو متقدمین عجم
 لیتے۔ اور عجم نے عرب سے۔ لیکن کیسے افسوس کی بات ہے کہ نہ زبان فارسی میں
 اس فن کی کوئی باسوط کتاب پائی جاتی ہے۔ اور نہ زبان اردو میں کوئی جامع رسالہ۔
 عربوں کے پاس جو کچھ ذخیرہ اس فن کا رہا ہو گا وہ آج زمانہ سے معدوم ہے
 بلا و عرب اور مصر وغیرہ کے مطالع اپنی فہرستوں میں اس فن پر صفر کہتے ہیں اور
 شاہی اور پبلک کتب خانوں میں کسی کتاب کا پتا نہیں چلتا۔ اسمیں کچھ شک
 نہیں کہ عربوں کے لٹریچر میں اس فن کا ذخیرہ ضرور رہا ہو گا اور ممکن ہے کہ ابھی
 لیکن یا تو زمانہ کی بے قدری نے اسکو پردہ خفا میں جگہ دی ہے یا سبیل و نہار کی گردش
 نے اسکو صفحہ روزگار سے مٹا دیا ہے۔ جو کچھ اسکی بوباس باقی رہ گئی ہو وہ صرف
 بعض بزرگوں کی احتیاط اور پچسی کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے اپنی لاثانی تصانیف
 میں کہیں کہیں۔ کچھ نہ کچھ اس کا ذکر فرمنا کر دیا ہے جن میں بعض حضرات اختصاً
 کے ساتھ کہیں کچھ قواعد بھی لکھتے ہیں۔ اور بعض نے کسی موقع پر بعض اصطلاحات
 کی تعریف کر دی ہے۔ اور بعض نے کسی بحث کے ضمن میں اختلاف مذاہبِ جبل سے
 بحث کی ہے۔ غرض خال خال جو کچھ ہے وہ ایسا مختصر ہے کہ گویا کچھ نہیں ہے۔

اور جس قدر بھی ہے وہ انہیں کا صدقہ ہے۔

فارسی کے بعض متقدمین نے اگرچہ اس فن میں عملی طور پر قدم رکھا ہے۔ اور متاخرین کے تاریخی کلام سے اوکل اعلیٰ وچسپی کا اندازہ معلوم ہوتا ہے لیکن علمی ذخیرہ کی حفاظت میں انہوں نے کچھ نہیں کیا۔ ہمارے معلومات کی حد تک ہم کہہ سکتے ہیں کہ علماء عرب نے توفیوں وغیرہ کے ضمن میں کچھ نہ کچھ اس کا ضمنی تذکرہ کر کے اصول فن کو سچا ہے۔ لیکن فارسیوں نے یا تو اس کو معمولی چیز سمجھ کر چھوڑ دیا یا زحمت پسندی سے کنارہ کیا۔ آفرین ہے ہمارے ہندوستان جسٹ نشان پر کہ اسنے عجیبوں سے زیادہ اس کی قدر اور حفاظت کی۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے اپنی متعدد تصانیف میں اس فن کے متعلق عرب کی پیروی کی ہے۔ یعنی خال خال مضامین کو اپنے مختلف تصانیف میں ضمنا بیان کیا ہے۔ اور جلال لکھنوی نے ۱۲۹۲ھ ہجری میں ایک متقل سالہ افادہ نسخہ کے نام سے لکھا جو ۳۳ صفحہ پر مشتمل ہے اور چھپ چکا ہے۔ پرنسپی انوار حسین سہسروانی نے فارسی زبان میں ایک اچھی کتاب لکھی جو مختص تسلیم سے موسوم ہے۔ یہ کتاب سنہ ۱۲۹۲ھ ہجری میں تالیف ہوئی۔ اور سنہ ۱۲۹۲ھ ہجری میں چھپی۔ ہم کو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ امیر مینائی مرحوم نے بھی اس کے متعلق کوئی کتاب لکھی تھی جس کے مبیضہ کی توثیق نہیں آئی جو آپ کے صاحبزادہ کی حفاظت میں ہے۔

ہمارے استاد مولانا نجم الدین حسن غفور مدد راسی فضل تخلص نے بھی ایک جامع رسالہ کی بنیاد قائم کی تھی۔ اور اسکو معدن الجواہر سے موسوم کیا تھا۔ لیکن اس کے مقالہ اول متعلق بحقیقت حروف کو ختم فرما کر مقالہ دوم متعلق بہ فنِ جمل کو نصف سے زیادہ لکھنے پر پائے تھو کہ دنیا سے چل بسے۔ اور ان کی ادھوری محنت بھی آج اور اول الذکر دونوں

کتا بون سے فائق ہے۔ غرض اہل ہندو دکن نے اس کے متعلق عجیبوں کے تعالیمین اگرچہ بہت کچھ کیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ مولیٰ ہے اس کے سوا اور بہت کچھ درکار جلال لکھنوی کا رسالہ بے شک مفید رسالہ ہے اور یہ چارے مولف نے جہاں تک انکو ذخیرہ مل سکا اس کے ذریعہ سے اچھی کتاب لکھی ہے جو مختصر مفید کا حکم رکھتی ہے لیکن اس کے اختصار کی وجہ سے اکثر چیزیں اس میں قابل اضافہ ہیں نیز اسکی تحفہ صرف تاریکیوں سے ہے۔ لائق مولف نے اصول فن سے قطع نظر فرمائی ہے۔

ملخص تسلیم۔ مؤلفہ منشی انوار حسین سہسوانی بہ نسبت کتاب اول الذکر کی قدرے مبسوط ہے اور منشی صاحب نے اصول فن کے بیان کی بہت کچھ کوشش کی ہے لیکن اس وجہ سے کہ غالباً انکو عربی کتابوں کا ذخیرہ بہت کم ملا ہے وہ اپنے مقصد میں کم کامیاب ہوئے ہیں۔ اگر یہ کتاب زبان فارسی میں نہ ہوتی تو بلا شک اس میں ہندوستان کو بہت نفع پہونچتا اور اب بھی جس قدر امداد شاہ قین فن اور فارسی دانان ہندو کو اس کتاب سے ملتی ہے وہ بہت قیمتی امداد ہے طرز بیان اور ترتیب کی شان مولف کے مذاق طبیعت سے متعلق ہے۔ ان بزرگ کی مہربانی سے اگر یہ کتاب مرتب اور شائع نہ ہو جاتی تو آج ہمارے جمع کئے ہوئے ذخیرے میں ایک بہت بڑا نقصان رہ جاتا منشی صاحب کی طباعی نے بعض اختراعات کا اضافہ بھی کیا ہے۔

اگرچہ اس کتاب کا ایک حصہ جلال لکھنوی کی تردید کے نذر ہوا ہے اور یہ اختلاف مذاہب جل کا نتیجہ ہے لیکن تاہم اس کتاب کی مجموعی حیثیت سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ منشی صاحب نے اس کی تالیف میں محنت شاقہ ادا کرائی ہے اور ہماری رگ میں وہ اپنے مقصد میں ایک حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔

صاحبِ معدن الجواہر کی اگر حیاتِ مستعار و فاکرتی اور یہ رسالہ کامل ہو جاتا اور اشاعت کے درجہ میں آجاتا تو بے شک اس کا مرتبہ ما قبل الذکر رسائلِ سنی ہو جاتا۔ افسوس ہے کہ یہ کتاب ادھوری رہ گئی۔ اس ادھورے حصہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ مولانا نے اصول فنِ حمل کی تحقیق میں بڑی ہی جانکاہی کی ہے بعض دستوں نے ہم سے کہا کہ ہم اس کتاب کو کامل کر دیں اگرچہ یہ بات آسان تھی لیکن اس وجہ سے ہم نے اس رائے سے اختلاف کیا کہ طرزِ ترتیب اور طرزِ بیان میں ہر ایک مؤلف کا مذاق جدا ہوا کرتا ہے۔ مسائل مختلفہ حمل میں لائقِ مؤلف کی رائے سے اکثر مفادات پر ہمو اختلاف ہے۔ نیز آپ نے اس کا آغاز زبانِ فارسی میں فرمایا ہے۔ ہمو اس کی تکمیل کے بعد اس کا ترجمہ بھی اردو زبان میں کرنا پڑتا ورنہ ہندوستان کو اس سے چند نفعائدہ حاصل نہ ہوتا۔ انہیں تمام وجوہ سے ہم نے یہی مناسب خیال کیا کہ اپنی ڈیڑھ ایش کی مسجدِ جدا قائم کریں اور لائقِ مؤلفین کے آراء سے استناد اور اپنی رائے کا بھی اظہار کریں۔ ہم نے جہاں تک ان کتابوں کی سیر کی اور اس سے یہ نتیجہ حاصل کیا کہ لائقِ مؤلفین نے ان کتابوں کے اکثر حصہ میں اجمالِ بیان سے زیادہ کام لیا ہے اور تعریفات میں تاریخی نظائر کی پابندی بہت کم کی ہے۔ اور صنائعِ تاریخ میں بھی انتخاب اور اختصار کو ملحوظ رکھا ہے۔ اختلافِ مذاہب میں فریقین کے دلائل کے ساتھ اپنی قطعی رائے کے اظہار میں احتیاط کی ہے۔ ترقیم سے بالکل قطع نظر فرمائی ہے جو حمل کا ایک شعبہ ہے۔ اور ہر ایک بیان میں امانِ جبل اور محققینِ سلف کے اقوال سے بہت کم استناد فرمایا ہے۔

یہی تمام وجوہ ہیں جن کے لحاظ سے ہم نے اس کتاب سے مستقل کی نالیف کی ضرورت

خیال کی اور اس مہتمم باطن کام کا بیڑا اوٹھایا۔ ہم تجویزی واقف ہیں کہ ہندوستان کی موجودہ حالت اور اس فن کے ساتھ اس کی دل چسپی اس درجہ میں نہیں ہو کہ پہلے اس کتاب کی قدر کرے اور مصنف کو اس کی محنت کا صلہ یا کم سے کم مصارف طبع سے جلد سبکدوش ہونے کا موقع دے۔ لیکن ہم نے اس خیال سے اپنی ہمت کو لپٹ ہونے نہ دیا کہ ہماری محنت کا قدر دان ہمارا آقلے نعمت ہے۔

ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم ایک ایسے فرمان روا کے سایہ عاطفت میں فارغ البال اور وظیفہ حسن خدمت سے خوشحال ہیں جس کی نامہ توجہ اشاعت علوم و فنون کی جا مبذول ہے۔ سچ یہ ہے کہ اس کی ذات ستودہ صفات ہی کا صدقہ ہے کہ مصنفین و مولفین اس درجہ میں آپکے ہیں کہ اپنی معیشت سے بے فکر ہو کر علمی خدمات کے ذریعہ سے پہلے کو فائدہ پہنچا دیں اور ذخیرہ علوم کی تکمیل کریں۔

ہم نے اس کتاب کو غرائب الجمل سے موسوم کیا ہے۔

یہ کتاب دو باب اور ایک خاتمہ پر شامل ہے۔ اور ہر ایک باب میں دو فصل ہیں۔ باب اول۔ علم یعنی اصول فن جمل سے متعلق ہے جس کی پہلی فصل میں ہر ابتدائی کا بیان ہے۔ یعنی (۱) جمل کی تعریف (۲) فن جمل کی تاریخ۔ (۳) غایت جمل کا بیان۔

اور دوسری فصل متعلق بموضوع جمل ہے جس میں (۱) حروف و اعداد جمل۔

(۲) الفاظ جمل کی کیفیت (۳) اختلافات مذاہب جمل (۴) اقسام جمل۔

(۵) قواعد و ضوابط جمل بیان ہوئے ہیں۔

باب دوم۔ عمل یعنی فروع جمل سے متعلق ہے جسکی پہلی فصل تاریخ سے مخصوص

ہے یعنی (۱) تاریخ کی تعریف (۲) تاریخ کے اقسام (۳) تاریخ کے محاسن۔

(۴) صنائع و بدائع تاریخ۔ اس میں ۲۹ صنعتوں کا مفصل بیان ہے اور صرف اونیسویں صنعت کے ۲۸ اقسام بیان ہوئے ہیں۔ ہر ایک صنعت کی تعریف کے ساتھ تاریخی نمونہ پیش ہوئی ہے اور ہر ایک مثال کو صنعت متعلقہ کے ساتھ مطابق کر کے دکھایا گیا ہے اور حتی الامکان اس امر کی کوشش کی گئی ہے کہ اس صنعت کے متعلق تاریخی واقعات بھی بیان ہوں۔

اور دوسری فصل ترقیم سے مخصوص ہے جس میں عرب اور عجم کے طریقہ عمل کا بیان اور سنسکرت کے طریقہ ترقیم کی صراحت ہے۔

خاتمہ کو بھی دو حصص پر شامل رکھا ہے۔ حصہ اول میں سنین مختلفہ کی تاریخ اور حقیقت کا بیان ہے۔ یعنی سنہ آدمی۔ سنہ ابراہیمی۔ سنہ داؤدی۔ سنہ موسوی۔ سنہ عیسوی۔ سنہ محمدی۔ سنہ ہجری۔ سنہ مہدوی۔ سنہ ترکی۔ سنہ فضل۔ سنہ آہی۔ سنہ جلالی۔ سنہ بنگلہ۔ سنہ فارسی ویزدجردی۔ سنہ ساکا و سمت۔ سنہ رومی۔ سنہ نوروز۔

دوسرے حصہ میں متأخرین و متقدمین و معاصرین کے تاریخی کلام کو بہت ناظرین کیا ہے اور نوعیت کے مختلفہ کو جدا جدا عنوان کے ساتھ دکھایا ہے جیسے فصائد نعتیہ تاریخی۔ تواریخ ولادت۔ تواریخ بسم اللہ خوانی۔ تواریخ تقریب خاتن۔ تواریخ شادی کدخدائی۔ تواریخ سالگرہ و جوبلی۔ تواریخ غسل صحت۔ تواریخ جلوس و فرمان روائی۔ تواریخ فتوح۔ تواریخ وزارت۔

تواریخ خطابات - تواریخ تقرر خدمات و جانشینی - تواریخ خیر مقدم - تواریخ شکار
تواریخ تالیف و تصنیف و طبع کتب - تواریخ بنا و تعمیر - تواریخ سزا - تواریخ فراغ
حج - تواریخ رہائی از قید و تواریخ وفات -

شکریہ ولی نعمت | ہم اپنے آقائے ولی نعمت - والی سلطنت - قدر قدرت
توسی شوکت - اعلیٰ حضرت - حضور پر نور - بند گانغالی متعالی مدظلہ العالی
آصف جاہ نظام الدولہ نظام الملک میر محبوب علیخان بھاد
فتح جنگ - جی - سی - یس - آئی - جی - سی - بی - فرمان رواہی سلطنت
آصفیہ حیدر آباد دکن صانہ المد عن الشرور والفتن کے دل سے شکر گزار
ہیں جس کی ریاست ابد فرار میں ہمارا نشوونما ہوا اور جس کی ملازمت کا اعزاز
ہم کو ملا اور دیرینہ تابعداری کے بعد آج ہم اس کے شاہی خزانہ سے وظیفہ باب
حسن خدمت اور دعا گوے دولت ہیں - اسی بادشاہ ذیجاہ نے ہم کو خطابی اعزاز
سے سرفراز فرمایا اور ہماری ہر ایک گزشتہ تالیف کا صلہ تالیف عطا فرما کر ہمارا
حوصلہ بڑھایا -

ہماری تمام تالیفات ماضی میں اس کتاب کو یہ خاص امتیاز حاصل ہے کہ
اولوالعزم فرمانروائے کمال شفقت و مہربانی سے ہم کو اس بات کی اجازت عطا فرمائی
کہ ہم اس کو اس قدر دان علم و ہنر کے نام نامی سے معنون کریں - ادام اللہ قبائلم
واجلاہم ابدًا ابدًا - **قصیدہ مدحیہ**

جس کے کل اعداد یا ہر ایک شعر یا ہر ایک مصرعے یا ہر لفظ ابتداء مصرعے یا ہر حرف آخر
مصرعے اول یا ہر مصرعے کے حروف معجمہ یا مہملہ یا حروف مہملہ مصرعے اول و معجمہ مصرعے ثانی

یہ مجموعہ مفعول اول و مہملہ مصرع ثانی کے اعداد و مکملہ سے بصنعت عامۃ الوزن و تالیخ طبع کتاب حاصل ہوئی ہے بشرطیکہ ان اعداد کو ۳۳ پر ضرب دین اور حاصل ضرب پر ۲۱ بڑا دین اور مجموعہ کو ۵۱ پر تقسیم کریں اور کسرات باقی ماندہ کو ۲۲ پر ضرب دین

<p> سن در شب زلف تو ندیدم خط لب را گر آبلہ پا بشکست آبِ سفر کرد ہر تشنہ کہ جویاے خار نگہ تست تیغ نگہت و حرم خاطر عشاق تشبیب تو تطویل سخن را نہ پسند ہشدار کہ چشم شہ خوبان نگران است محبوب بنام است و لقب آصف و را صیت لقبش گوش بدل دار و دناش نشا ہے کہ گرانباری لطفش بتقابل ای خسرو اقلیم دکن آصف دیجاہ محبوب ید اللہی وزین وجہ کہ جنگ بر مصحف روی تو عیان آتش و آب است از شربت ذوق سخن آن لب جان بخش تا آئینہ را کرد درخت پشت بدیو آ صنعت بحقیقت نشود مدہ متابل </p>	<p> تاشمع رخت شانہ نرد کا کل شب را جویاے تو پروانہ کند رنج و تعب را از جوہر تیغ تو خورد آبِ غیب را دیدیم کہ بر طاق نہد پاسِ ادب را پیچید بحسب کاکل پر پیچ سبب را جوہر تو بفریاد برد شکوہ بلب را ترجیع بناش نبود حسن لقب را در گوشہ دل جلوہ دهد قدرت لب را پیوستہ بیک پلہ نشانہ جد و آب را ذات تو مشرف و اوجب را و نسب را بر فتح تو نازست شجیعانِ عرب را سیمای تو تفسیر کند حلم و غضب را بیمار تو پروانہ کند حدت تب را آئینہ روے تو کشد عکسِ عجب را رخسار تو جوہر کشد صنمِ حلب را </p>
--	---

در عهد توافد ام شود سد جرائم	چشم عسک ملک تو داند نقب را
حاجت به طبیبی نبرد شکوه بیمار	کو بر در رنجور کشاده است مطب را
قدر توجه داند حریفان سخن ساز	جاہل چه کند منزله فن ادب را
توطوطی شکر شکن باغ کلامی	خطل غور بامون چه کشد ذوق طب را
آواز گدازد رونق در بار کریم است	لب بستن من شهره دهد شور و شغب را
پامردی تو تا نزد دست بدو شتم	از دامن دولت نه کشم دست طلب را
از وسعت مضمون شاقافیه تنگ است	آن به که ردیفم بشد حد ادب را
نظمم بزبان کرده و دیعت امل دل	دستم به حاضر خند و دحسن طلب را
در جیز حکم تو شود گنبد گردان	در رقبه ملک تو بود سکن غیر را
در خلل همایون تو آسوده شود خلق	زا انسان که سرت چتر کشد سایه رب را
هر سال بضریر گریش عمر تو ده چند	تا گوهر مه سجد کشد رشته شب را

(دعا)

فہرست کتب مستندہ | ذیل میں ہم نے ایک فہرست اون کتابوں کی لکھی ہے جو
ہم کو اس کتاب کی تالیف میں ایک حد تک ضرور مدد ملی۔

کتاب	نمبر	نام کتاب	نام مصنف
۱	الف	ارمغان (مقیاس الشعار)	مرزا محمد جعفر اوج لکھنوی
۲	ب	افادہ تاریخی	جلال لکھنوی
۳	ج	الفتاویٰ الخیریہ	خیر الدین رحیمی
۴	د	المطالع النصیریہ للمطالع المصریہ	نصر پوری

۵	الف	الملاح الجواهر	حکیم افلاطون
۶	ت	تاج العروس من جواهر القاموس	امام بهیقی رحمه الله علیه
۷	ث	تاریخ	امام بخاری رحمه الله علیه
۸	ج	تفسیر در منشور	امام سیوطی رحمه الله علیه
۹	ج	جفر جامع	لا ادری
۱۰	ح	جواهر خمس	محمد غوث گوالیاری رحمه الله علیه
۱۱	ح	حاشیه تحفة المنهاج	شردانی
۱۲	ح	حاشیه تفسیر بضای	حافظ اسمعیل قنوی
۱۳	ح	ایضاً	عبدالحکیم سیالکوٹی
۱۴	خ	خزانة عامره	میر غلام علی آزاد بگرامی
۱۵	ر	رسائل عبد الجلیل	میر عبد الجلیل بگرامی
۱۶	س	سبعة المرحان فی آثار مہندستان	میر غلام علی آزاد بگرامی
۱۷	س	سیرة	ابو محمد عبد الملک بن ہشام
۱۸	س	ایضاً	امام محمد بن اسحاق رحمه الله علیه
۱۹	ش	شرح الورد السحری	بکری
۲۰	ث	شرح جواهر خمس	شناوی
۲۱	ث	شمس المعارف	شیخ احمد بونی رحمه الله علیه
۲۲	ث	شواہد الافکار	امام سیوطی رحمه الله علیه
۲۳	ص	صراح من الصحاح	ابو الفضل محمد بن عمرو بن خالد

۲۴	ع	عقد الجواهر	شلی باعلوی
۲۵	غ	غزلان الہند	میر غلام علی آزاد بلگرامی
۲۶	=	غیاث اللغات	مولوی غیاث الدین رامپوری
۲۷	ف	فتح الجواد بشرح الارشاد	ابن حجر کملی
۲۸	=	فرہنگ رشیدی	رشید تتوی
۲۹	ق	قاموس المحيط	مجد الدین محمد فیروز آبادی شیرازی
۳۰	=	قوائین دستگیری	مولوی غلام دستگیر مدرسی
۳۱	ک	کتب المداخل	لا ادری
۳۲	=	کلمات الشعرا	سر خوش
۳۳	=	کلیات داغ	نواب فصیح الملک داغ دہلوی
۳۴	=	کلیات قدر	میر غلام حسین قدر بلگرامی
۳۵	م	محاضرة الاول و مسامرة الاول و آخر	علی ددہ
۳۶	=	معدن الجواهر	مولوی نجم الدین حسن افضل مدرسی
۳۷	=	مغنی المحتاج بشرح المنہاج	خطیب شیرینی
۳۸	=	مفتاح الاستخراج در جفر	لا ادری
۳۹	=	محفص تسلیم	منشی انوار حسین سہسوائی
۴۰	=	منتخب اللغات شاہجہانی	میر عبد الرشید تتوی
۴۱	=	موید الفضلا	مولوی محمد لاد
۴۲	ن	نتایج الافکار	قدرت عین خان گوپاموی

۴۳	ن	نقش خاطر در کبیر	لا اوری
۴۴	۵	ہاشم مقدمہ تاریخ ابن خلدون	نصر ہورینی
۴۵	۷	ہفت قلمزم	مولوی قبول محمد

معزز ناظرین غائبانِ کتابوں کے ناموں کو پڑھ کر متعجب ہوں گے کہ بشتا
ایک دور سائل کے باقی کل کتابوں کو فن جمل سے کیا تعلق ہے لیکن بات وہی ہے
جس کو ہم نے وجہ تالیف میں عرض کر دیا ہے کہ فاضل مصنفین اور مؤلفین نے ضمناً
کہیں کہیں اس فن کے کلیات یا جزئیات کا خال خال تذکرہ اپنی بیش بہا تصانیف میں
کر دیا ہے جس سے ہم نے اپنا مطلب حاصل کیا ہے۔ افسوس ہے کہ محکوم سائے میزان
التاریخ نہیں ملا جس کا تذکرہ جناب مرزا اوج لکھنوی نے اپنی تالیف ارتغان میں فرمایا
ہے وہ ہم سے بالمشافہ فرماتے تھے کہ میزان التاریخ عربی زبان میں ایک قلمی سالہ تھا
جو پچاس سائے صفحات پر شامل تھا جس کو آپ کے والد ماجد مرزا دبیر مغفور کے زمانہ
حیات میں ان کے کسی دوست نے مستعار دیا تھا اور آج اس کا پتہ نہیں چلتا
اگرچہ اس کا ذکر ہم نے اس کتاب میں کیا ہے لیکن اس کا نام ہم نے اس فہرست میں
اس لئے لکھنا مناسب نہ جانا کہ وہ ہماری نظر سے نہیں گزرا۔ باقی رسائل مندرجہ
فہرست بالا سے بعض تو ہمارے کتاب خانہ میں موجود ہیں اور اکثر ہماری دستاویز
مولوی نجم الدین حسن مدرسی کے کتب خانہ میں اللہم اغفرہ

باب اول متعلق باصول جمل

فصل اول متعلق بہ مراتب ابتدائی

(۱) جمل کی تعریف

جَمْلُ یا جَلُّ بضم جیم وتشدید میم مفتوح یا بدون تشدید فتح میم۔ زبان عربی کا لفظ ہے جس کے معنی۔ حروف تہجی کو اعداد کے مقابلہ میں قائم کرنے کے ہیں۔ جیسے الف موسمی قرار دیا جاوے ایک کا۔ یا بے کو مساوی قرار دیا جاوے دو کا۔ صاحب فرہنگ آصفیہ نے جیم اور میم دونوں کو مضموم لکھا ہے اور فرمایا ہے کہ جَمْل سے حروف ابجد کے اعداد کا حساب مراد ہے۔ منشی انوار حسین سہسولوی نے بھی اپنی تالیف بخش تسلیم میں بضم جیم تازی و میم مضموم مشدّد و وزیر تخفیف لکھا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جمل حساب اعداد ابجد کو کہتے ہیں۔ صاحب غیاث اللغات کا قول ہے کہ جمل بضم جیم وتشدید میم مفتوح بمعنی حساب اعداد حروف ابجد و بامعنی یہ تخفیف میم نیز آمدہ منتخب اللغات شاہجہانی میں مذکور ہے کہ جمل بضم جیم و فتح میم جملہا و بتشدید میم حساب ابجد و یہ تخفیف نیز آمدہ چنانکہ مشہور است۔ و بقول منشی الارب فی لغات العرب الجمل کسکر و قد یخفف حساب ابجد ست۔ اور صاحب قاموس کا بھی یہی قول ہے لیکن اوس کی شرح تاج العروس میں جواہر القاموس میں کی قدر صراحت کے ساتھ اس کا بیان ہے الحاصل لفظ جمل کے اعراب میں اتفاق اسی پر ہے کہ میم مفتوح ہے خواہ مشدّد ہو یا غیر مشدّد۔ صاحب فرہنگ آصفیہ۔ اور شخص تسلیم نے غالباً صحت اعراب پر کم التفات فرمایا ہے۔

(۲) فن جمل کی تاریخ

صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ فن جمل عربوں کے اسلام سے پیشتر بھی

مستعمل تھا جیسا کہ ایک حدیث شریف سے اس کا پتا چلتا ہے یعنی امام محمد بن سہمت
المطلبی المعروف بابن سہمت نے کتاب سیرۃ میں اور امام محمد بن اسماعیل البخاری نے کتاب
التایخ میں اور شیخ ابو محمد عبد الملک بن ہشام الحمیری نے کتاب سیرۃ میں اور نیز
دوسرے محققین نے اپنی تصنیفات میں اس حدیث مبارک کا ذکر فرمایا ہے۔
قاضی بیضاوی اور نیز دوسرے مفسرین نے سورہ بقرہ کے حروف مقطعات
کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ علمائے یہود نے نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے سوال
کیا اور آپ نے تعداد میں کواعداد حروف مقطعات سے مطابق فرما کر جواب دیا۔
شیخ الحدیث جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ تفسیر بیضاوی میں جو
شواہد الافکار سے موسوم ہے اور نیز تفسیر درمنثور میں کتب معتبرہ حدیث کے حوالہ
سے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

عبد الرحمن بن خلدون نے بھی مقدمہ تاریخ میں لکھا ہے۔

شیخ شہاب الدین احمد خاچی نے حاشیہ تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے کہ

وقیل انہ معروف فی اللغات القدیمہ کالعبرانیۃ وہو کثیر فی التورۃ کما فی

رسالۃ فضائح الیہود للفرالی (انتہی) (ترجمہ) حساب جمل کی نسبت کہا گیا

ہے کہ وہ قدیم زبانوں کا (جیسے عبرانی زبان ہے) مشہور فن ہے۔ اور تورات میں

کثرت سے مستعمل ہوا ہے جیسا کہ امام غزالی ج نے اپنی کتاب فضائح الیہود میں ذکر کیا ہے

ابن خلدون نے مقدمہ تاریخ میں لکھا ہے کہ دلالت ہذہ الحروف علی تلک

الاعداد لیست طبعیۃ ولا عقلیۃ وانما ہی بالتواضع والاصطلاح الذی یسمونه

حساب الجمل لغم انہ قدیم مشہور (انتہی) (ترجمہ) دلالت ان حروف کی ان

اعداد پر طبعی نہیں ہے اور نہ عقلی ہے بلکہ یہ دلالت وضعی و اصطلاحی ہر جگہ کا اصطلاحی نام حساب جمل ہے بے شک یہ قدیم اور مشہور اصطلاح ہے۔

میر غلام علی آزاد بلگرامی نے کتاب سحۃ المرجان فی آثار ہندستان میں لکھا ہو کہ ما وقف علی من وضع قاعدۃ الجمل وقرر حروف البجاء بازار الاعداد - یعنی میں واقف نہیں ہوں کہ قاعدہ جمل کا واضع کون ہے اور کس نے حروف تہجی کے مقابلہ میں اعداد کو قائم کیا ہے۔

صاحب معدن الجواہر فرماتے ہیں کہ جمل صغیر کا واضع خداوند کبریم ہے جمل جملہ و تتم نوالہ جیسا کہ علی دود نے کتاب محاضرات الاوائل و مسامراتہ الاواخر میں لکھا ہو

کہ اول کتاب انزل اللہ من السماء ابو جاد ذکرہ السہیلی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما (الخ) یعنی پہلی تحریر جس کو خدا نے آسمان سے اتارا وہ ابجدین ہیں اس کو سہیلی نے ابن عباسؓ سے ذکر کیا ہے۔

اسی طرح شیخ احمد بونی نے کتاب شمس المعارف میں لکھا ہے کہ اما ابجد

فانہا سر بانیۃ انزلت علی آدم علیہ السلام و ادریس و نوح و موسیٰ و عیسیٰ صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین یعنی ابجد سریانی زبان کے الفاظ ہیں جو نازل ہوئے آدم و ادریس و نوح و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام پر۔

جمل صغیر کا پتا تو اسقدر چلتا ہے جس کا ذکر اوپر ہوا۔ لیکن جمل وسیط اور جمل کبیر وغیرہ کا واضع کون ہے البتہ اس کی تحقیق نہیں ہو سکی۔ بعض متقدمین کا قول ہے کہ جمل وسیط اور جمل کبیر وغیرہ فن جمل کے اقسام فرعی ہیں۔ اور ان سب کی اصل جمل صغیر ہے۔ یعنی جمل صغیر ہی سے یہ سب اقسام پیدا ہوئے ہیں (الخ)

ہم کہتے ہیں کہ جمل صغیرہ کو فن جمل کی ایک قسم قرار دینا چاہیے۔ ان اقسام کی تعریف اور ادون کا باہمی فرق اور نیز یہ کہ جمل صغیرہ کو اس مقام پر اصل کا قائم مقام کیوں قرار دیا گیا۔ ان تمام امور کو ہم اسی فصل کے ایک خاص بیان میں جو اقسام فن جمل سے موسوم ہو گا ذکر کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

کتاب محاضرة الاول میں مذکور ہے کہ حکیم فیثاغورث نے جو (پرسوں کا شاگرد تھا) اعداد حروف و اسماء روحانیہ کی نسبت محققانہ بحث کی ہوا و فلسفہ کا واضح بھی یہی شخص ہے اور علم وفق بھی (جس کی بنا علم جمل پر قائم ہے) اسی کا وضع کیا ہوا ہے۔ اسی کے متعلق تاریخ حکماء میں ذکر ہے کہ اول من علم وفق

وعلم هذه العجائب فيثاغورث المذكور وله في الاوافق العددية عجائب (انہی) یعنی پہلا شخص جس نے علم وفق کو بنایا اور اس سے عجائبات کو پیدا کیا وہ فیثاغورث ہے اور فنون اوافق میں جو اعدادی فن ہے عجیب چیزیں اسی سے منسوب ہیں۔

بعض رسائل میں اس کا ذکر ہے کہ زبر و بینات کے قاعدہ کا واضع حکیم ارسطاطالیس ہے۔ صاحب معدن الجواهر فرماتے ہیں کہ ایسا کہنا درست نہیں ہے اس لئے کہ زبر اور جمل صغیرہ دونوں ایک ہیں۔ اور جمل صغیرہ کی نسبت یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ اس کا واضع حق جمل شانہ ہے پس اس کو ارسطاطالیس سے منسوب کرنا عقل سے بعید ہے۔

ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ جن اہل تحقیق نے زبر و بینات کی ایجاد کو حکیم ارسطاطالیس سے منسوب کیا ہے وہ قابلِ حریف گیری نہیں ہیں۔ اگر مان لیا جائے کہ ہر ایک

حرف کے مقابلہ میں عدد کے قائم کرنے کا واضع خداوند کریم ہے تو قاعدہ زبر و بیّنات کی ایجاد سے اس میں کوئی نقصان نہیں آتا اس لئے کہ ہر ایک حرف کی ملفوظی شکل یعنی اسم حرف کے اعداد کو زبر و بیّنات کہتے ہیں مثلاً (ا) جس کی ملفوظی شکل (الف) ہے اس کے عدد بقاعدہ جمل (۱۱۱) ہیں پس شکل ملفوظی کے پہلے حرف کے عدد کو اصطلاح جمل میں (زبر) کہتے ہیں اور باقی کے اعداد کا نام (بیّنات) ہے یعنی (الف) میں حرف اول (ا) کا عدد (۱) زبر کہلاوے گا۔ اور حروف باقیہ۔ ل۔ ف۔ کے اعداد (۱۱۰) بیّنات سے موسوم ہوں گے۔ اسی طرح (ب) کا ملفوظ (با) ہے جس میں (ب) کا عدد (۲) زبر ہے۔ اور (۱) کا عدد (۱۱) بیّنات ہے۔ اور واضعان اقسام جمل (زبر) ہی کو جمل صغیر کہا ہے۔ اور (بیّنات) کو جمل وسیط سے موسوم کیا ہے۔

اس حالت میں اگر ہم قاعدہ زبر و بیّنات کی وضع کو کسی حکیم سے منسوب کریں تو ہمارا یہ کہنا اس امر سلسلہ کے مغائر نہیں ہے کہ جمل کا واضع حکیم مطلق ہے۔ اس لئے کہ جمل اصل ہے اور اس کے تمام اقسام اس کے فروع۔

ہماری تحقیق اور رائے میں حکیم مطلق کو واضع جمل صغیر کہنا ہی سن و جد و دست نہیں ہے جیسا کہ صاحب معدن الجواہر نے فرمایا ہے بلکہ اس کو مطلقاً جمل کا واضع کہنا چاہیے۔ لائق مصنف موصوف کے ذہن مبارک میں یہ اشکال اسی لئے پیدا ہوئی ہے کہ آپ نے حکیم مطلق کو واضع جمل صغیر تسلیم کرنے میں زیادہ غور نہیں فرمایا ہم بلحاظ تعریفات اقسام و اقوال صاحبان تحقیق یوں کہہ سکتے ہیں کہ جمل کا واضع حکیم مطلق ہے۔ اور واضع جمل صغیر و کبیر (یعنی زبر و بیّنات) حکیم اصطلاحی و اسد اعلم حقیقۃ الحال۔

اسی طرح بعض اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ جبل کبیر کا واضح بھی حکیم ارسطو
طالیس ہے۔ اور صاحب معدن الجواہر نے اس تحقیق پر بھی اپنا اختلاف ظاہر
فرمایا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ اس کے تصفیہ کے لئے بھی ہمارا وہ بیان کافی ہے جو گزرا
جس کے بعد کوئی محل اشکال باقی نہیں رہتا۔

علمائے سنسکرت کا قول ہے کہ واضح حروف مقطعات ہی واضح جبل ہے
اس فن کے متعلق سنسکرت میں متعدد کتابیں ہیں اور خاص خاص علوم کو متقدم
قاعدہ ترقیم میں لکھا ہے (قاعدہ ترقیم کا ذکر ہم نے اس کتاب کی فصل دوم متعلقہ
باب دوم میں کیا ہے۔) سنسکرت میں ایک لاکھ اسی ہزار الفاظ ایسے ہیں جنکو
اعداد مقرر ہیں یعنی اعداد حروف کے سوا اعداد الفاظ کا بھی قاعدہ مقرر ہے اعداد
حروف میں سنسکرت نے عدد ہزار پر قناعت نہیں کی ہے بلکہ مرتبہ الف کے بعد ایک
حرف کا عدد لاکھ ہے اسی طرح ایک حرف کا عدد کروڑ ہے اور یہ سلسلہ ختم تعداد
حروف تک مسلسل چلا گیا ہے بدین وجہ کہ سنسکرت میں حروف تہجی کی تعداد ۲۸ ہے یا ۲۹
ہے لہذا اعداد کے مراتب بھی زیادہ ہیں اور اعداد الفاظ کا قاعدہ اختصار کے لئے قائم
ہوا ہے اور دنیا میں اس پر عمل سات ہزار سال سے بیان ہوا ہے اور اس کی وضع کا
سہرہ مخلوق سے کسی کے سر نہیں ہے یعنی اون کے پاس بھی طلاق کبیر جبل جلالہ وضع
جل ہے۔

فن جبل کو سنسکرت میں سنگیت و دیا کہتے ہیں اور اس کا رتبہ حروف سے مقدم
مانا گیا ہے یعنی حروف سے دنیا کی حاجتیں اس قدر نہیں پوری ہوتیں جس قدر قاعدہ ترقیم

اور اعلیٰ علوم کی اکثر کتابیں قاعدہ ترقیم میں لکھی گئی ہیں۔ مگر نقل نویسی نے قاعدہ ترقیم میں غلطیوں کا طومار باندھ دیا۔ اور غلط نگاروں کی بدولت ہندسوں کی شکل کچھ سے کچھ ہو گئی۔ اور ترقیم میں قواعد کثیرہ کی تدوین اور اون کی تعریف اسکے بخل نے صد کتابوں کو لایجمل قرار دیا۔ آج ہم ان کو صرف دیکھتے ہیں اور پڑھ نہیں سکتے۔ تاہم کے پتوں پر ایسی چیزیں بہت سی ہیں اور بعض کی نسبت یہ بتا ہی چلا ہے کہ فلاں فن میں لکھی گئی ہیں۔ لیکن کتاب نے اس تحریر کے آغاز میں قواعد ترقیم کا کوئی اشارہ نہیں کیا جس سے ہم اون کے مطالب سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔

(۳) غایتِ جبل کا بیان

اس فن لطیف سے اہل جفر و نجوم و تکسیر وغیرہ کی جو کچھ بھی غایت رہی لیکن اہل جبل نے اس سے دو طرحیہ کام لیا ہے۔

(۱) ہندسوں کا کام حروف سے۔ (۲) حروف کا کام ہندسوں سے۔

نمبر (۱) کا استعمال عرب میں اس طرح پایا گیا ہے کہ ابتدا میں کل حسابی مقاصد حروف ہی سے حاصل کئے جاتے تھے۔ یعنی رقمی ہندسوں کی ایجاد سے پہلے تمام حساب کتاب حروف ہی میں بقاعدہ جبل ہوا کرتا تھا۔ اوراق کتب پر شمار کے نمبر بھی حروف ہی میں لکھے جاتے تھے۔ بعض پرانی کتابیں ہماری نگاہ سے بھی گزرتی ہیں جن کے صفحات پر حروف ہی سے شمار قائم تھا۔ بقول بعض اہل تاریخ کے جب عربوں نے باغراض حسابی ہندسوں کو ایجاد کیا تو اعداد کی مختصر شکل سے ان کو تسکین نہ ہوئی اس لئے کہ اکثر ہندسوں کی شکل سہل التغیر ہے خصوصاً صفر۔ پہر عربوں نے نقدی کا ربا

کے لئے رقمی ہند سے ایجاد کیے جن کی شکلیں معنی خیز اور حروف سے مرکب ہیں۔
 ہم نے اپنی تالیف سیاق و سکن میں ان ہند سون کی حقیقت تفصیل کے ساتھ لکھی ہے۔ لیکن
 رقمی ہند سون کے وضع ہونے کے بعد بھی وہ حسابی کاروبار جو رقمی معاملات کے سوا تھا
 حروف ہی میں قائم رہا۔ ہم نے بعض عبری ایسے کتب بھی دیکھے ہیں جو سنہ چار سو ہجری کے بعد
 لکھے گئے ہیں جن کے صفحات کا شمار بھی حروف ہی میں پایا گیا۔

بعض محققین نے اس کا ذکر کیا ہے کہ توریت میں بعض احوال یعقوب علیہ السلام
 ۶۱۳۔ احکام کی تعداد کو (تریع مصوب) کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے اور اس میں
 عین کا عدد بعض ۰ کے سم لیا گیا ہے۔ یہ عددی اختلاف تو اختلاف مذاہب کا
 نتیجہ ہے جس کا بیان ہر قسم فصل دوم کے آخرین ایک خاص مقام پر کریں گے۔
 بہر حال یہ امر مسلمہ ہے کہ واضعِ اجل کی غایت اس فن کے وضع کرنے سے
 یہی تھی کہ کتابت کے اغراض کے ساتھ حسابی ضرورت بھی حروف ہی سے پوری ہو
 اگر یہ مقصد نہ ہوتا تو واضعِ حروف۔ حروف کے ساتھ ساتھ ہند سون کے اشکال بھی
 وضع کرتا کیوں کہ دنیوی کاروبار میں غرض کتابت حروف و حساب ایک دوسری کی
 لازم و ملزوم ہے۔

اہل تاریخ نے ہر ایک زبان کے ہند سون کے وضع کی تاریخ مختلف طریقوں پر لکھی
 لیکن کسی نے ہند سون کی قدامت کو حروف کے ساتھ مساوی نہیں تسلیم کیا ہے۔
 جب ہر ایک زبان کے ہند سون کا واضع کوئی نہ کوئی شخص مانا گیا ہے اور یہ کہا گیا
 کہ اس سے پہلے ہند سون کا وجود نہ تھا تو اس سے ہی قیاس قائم ہوتا ہے کہ ہر ایک
 زبان میں ہند سون کی ایجاد سے قبل حروف ہی سے حسابی کام لیا جاتا تھا۔

پس واقعات کی یادگار کے لئے چند ایسے حروف کا جمع کر دینا جن کے مجموعی اعداد سند واقعہ کے مساوی ہوں اسی پہلی غایت میں داخل ہے۔ یہ منہ بہ منہ کچھ تلاش کی لیکن ہم کو عربی زبان نہ قدما کے کلام سے کوئی ایسے الفاظ تاربخی ملے نہ آئے جو معنی آ بھی ہوں اور نفس واقعہ کے ساتھ تعلق رکھتے ہوں۔ ہم اس کا تفصیلی بیان اس کتاب کے دوسرے باب میں بعض من (تاریخ) کریں گے انشاء اللہ۔

حاصل یہ ہے کہ حروف سے ہندسوں کا کام لینا فن جمل کی پہلی غایت ہے اور اسکو غایت اصلی سمجھنا چاہیئے۔

نمبر (۲) یعنی دوسری غایت کو غالباً طباعون نے اپنے زور و طبیعت سے پیدا کر لیا ہے اور سمجھا جاتا ہے کہ یہ طریقہ کتابت راز کے لئے بہت مفید ہے۔ اہل مکسیر و مفت و دعوت نے تو اپنے قواعد کے مطابق اس سے کام لیا ہے لیکن عموماً خط و کتابت کا ہندسوں ہی میں کرنا اختراع طباعان عجم کہا گیا ہے جس کو ہم اس کتاب کی فصل دوم باب دوم میں بیان کریں گے۔ اس موقع پر دوسری غایت کے اظہار میں ہم اسی قد بیان پر قناعت کرتے ہیں کہ اصطلاح جمل میں اسی کا نام ترقیم ہے اور قاعدہ ترقیم سے بہ نسبت اور زبانوں کے سنسکرت نے زیادہ کام لیا ہے ہندوستان میں بھی فی زمانہ اس پر عمل درآمد ہے۔ جس اصول پر ملگراف یعنی تار برقی کا کام جاری ہے وہ قریباً اسی کے ہے۔ اگرچہ اس میں اعداد حروف جمل کی مطابقت نہیں ہے۔

فصل دوم متعلق بموضوع جمل

(۱) حروف و اعداد حروف کا بیان

نمبر

(۱) عربی زبان کے متعلق صاحب قاموس فرماتے ہیں کہ لفظ حرف کا اطلاق صرف

یعنی حرف ہجا پر ہے جو کلمہ کا مادہ ہے اور نیز حرف اصطلاحی یعنی حرف معنوی پر جو کلمہ کے اقسام سے گانہ سے ایک قسم ہے۔ حرف کی جمع حروف اور حرف آئی ہے اور یہ عربی زبان کا لفظ ہے۔

حروف ہجا کو حروف تہجی اور حروف مبانی اور حروف مجہم اور حروف منفرد اور مفردات اور حروف منفصلہ و مقطعات بھی کہتے ہیں۔

علامہ بونی نے شمس المعارف الکبریٰ میں فرمایا ہے کہ ان سرکل امۃ فی کتابہا و سر کتاب اللہ تعالیٰ فی الحروف و الحروف مختلفۃ الاشکال الخ یعنی تحقیق ہر ایک امۃ کا ہیرو اس کی کتاب میں ہے اور کتاب اللہ کا ہیرو حروف میں اور حروف مختلف اشکال رکھتے ہیں۔

شیخ اکبر نے فتوحات مکیین میں ارشاد فرمایا کہ (۵) ان الحروف امۃ الالفاظ شہدت بذلک السن الحفاظ (ترجمہ شعر) یہ تحقیق حروف اللہ ہیں الفاظ کے اور گواہی دیتی ہیں اس پر حفاظ کی زبانیں۔

کتب معتبرہ سے یہ بات ثابت ہے کہ زبان عربی کے حروف تہجی سب سے پہلے ابوالبشر آدم صلی اللہ علیہ نبیاً و علیہ السلام پر نازل ہوئے جن کا مجموعہ الفاظ ذیل میں ہے۔ آیت۔ تَجْمِدُ۔ ذَرِّسُ۔ شَصِصْتُ۔ طَعِيفُ۔ تَلْکُم۔ تَوْبِی شیع علی دود نے کتاب محاضرة الاول و مسامرة الاواخر میں تفسیر الفصول سے نقل کیا ہے کہ اول ما نزل علی آدم علیہ السلام عَشْرَ صُحُفٍ۔ اول لیلیٰ میں

شہر رمضان و کان فیہا سورۃ مقطعة بحروف (الخ) و کان فی الصحف الحروف التسعة والعشرون (انہی) یعنی پہلے چوبیس آدم علیہ السلام پر شہر رمضان کی پہلی رات میں

نازل ہوئی وہ دس صحیفہ ہیں۔ اور انہیں میں تہا سواہ حروف مقطعة اور اوان صحیفوں میں ۲۹ حرف
 علامہ بونی نے شمس المعارف میں بحوالہ بحر الوقت لاجم البونی فرمایا ہے کہ
 اول کتاب انزل علی آدم علیہ السلام حروف المعجم الخ یعنی پہلی کتاب جو آدم علیہ
 السلام پر نازل ہوئی وہ حروف معجم ہیں۔

پھر آپ ہی نے ذکر کیا ہے کہ لما سئل صلی اللہ علیہ وسلم عن حروف المعجم
 فقال ا ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ
 ع غ ف ق ک ل م ن و ہ لا وی۔ یعنی جب سوال کیا گیا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حروف معجم کا تو آپ نے فرمایا کہ حروف
 معجم ا ب ت ث (الخ) ہیں۔

پھر علامہ موصوف کا قول ہے وہی عربیۃ فسمیٰ بالعربیۃ و فیہا امرار جمیع
 الکتاب والصحف المنزلة و زیادة علیہا واما الایکدة فسر یانیۃ (الخ) یعنی چون کہ
 وہ حروف عربی ہیں لہذا آپ نے اون کا نام عربی حروف رکھا اور انہیں حروف
 میں تمام نازل شدہ کتابوں اور صحیفوں کے امرار ہیں اور اون کے علاوہ اور سہرا
 بھی ہیں۔ لیکن ایچہ سریانی ہے۔

شیخ الحدیث جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب المظہر میں لکھا ہے کہ
 قال عبد الملک ابن حبیب کان اللسان الاول الذی نزل بہ آدم من الجنة عربیاً
 الی ان بعد العبد وطال حروف و صار سریانیاً و ہو منسوب الی ارض سورتمہ وہی
 ارض الجزیرۃ بہا کان نوح علیہ السلام وقومہ قبل الفرق (الخ) یعنی پہلی زبان جس کے
 بن حبیب نے کہ پہلی زبان جس کے ساتھ آدم علیہ السلام جنت سے اتر آئے عربی

تھی۔ زمانہ دراز کے بعد تحریف ہو کر سریانی ہو گئی اور وہ منسوب ہے ملک سوران کی جانب۔ اور ملک سوران ایک جزیرہ تھا جس میں تھے نوح علیہ السلام اور اُن کی قوم غرق ہونے سے پہلے

جس قدر ہم نے اوپر عرض کیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ حروف تہجی کی معلّم اول اور منثّل۔ خداوند کریم ہے جل جلالہ۔ اور ابوالبشر آدم علیہ السلام پہلے شخص ہیں جنہیں حروف عربیہ نازل ہوئے جن کی صراحت نبینا علیہ السلام نے فرمائی ابجد آدم میں جس کے الفاظ کا ذکر اوپر ہوا ہے انہیں حروف عربیہ کا سلسلہ ہے اور ابجد معروفہ و مروجہ میں حروف تو وہی ہیں لیکن اُن کا سلسلہ اور اُن کی ترتیب اس ابجد کے الفاظ سریانی زبان کے ہیں اور اسی ابجد کو بعض محققین نے ابجد نوحی کہا ہے۔ جو نوح علیہ السلام سے منسوب ہے۔

بعض اہل تحقیق نے حروف تہجی کی تعداد ۲۹ بیان کی ہے۔ اور لاکھ ایک حرف قرار دیا ہے اور بعض نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ اور بعض فرمہ کہ یہی حروف میں شمار کیا ہے اور اس طریقہ سے ۲۹ کی بھرتی کی ہے لیکن اس میں بھی بہت کچھ اختلاف رہا ہے۔ اہل جبل و دوق و دعو و سیمیا وغیرہ کا اتفاق اسپر ہے کہ ہمزہ کو تعداد حروف تہجی میں شمار نہ کرنا چاہیے اور حروف تہجی کو ۲۸ تسلیم کرنا چاہیے۔ چنانچہ۔

جابر بردی نے بھی شرح شافعیہ میں لکھا ہے کہ وکان المبرّد یعدّ ہائمانیہ

وعشرین ویتک الہمزہ ویقول الہمزہ لا صورة لها وانا نکتب نارة واولا
ونارة یاء ونارة الفاعلا نة باس الحروف التي اسکا لها محفوظه و معروفه

یعنی بُتروغوی نے حروف تہجی کو ۲۸ شمار کیا ہے اور ہمزہ کو ترک کیا ہے۔ اس لئے کہ ہمزہ کو لئے کوئی صورت نہیں ہے یعنی وہ کبھی واؤ کی شکل میں ہوتا ہے اور کبھی یا کی شکل میں اور کبھی الف کی۔ لہذا ہمزہ کو اوں حروف میں شمار نہیں کیا جن کی شکلیں محفوظ اور معروف ہیں۔

الحاصل واضح جبل نے ۲۸ حروف تہجی عربی سے بسلسلہ ترتیب ابجد نجومی ہر ایک حرف کے لئے ایک عدد خاص قرار دیا ہے پس اعداد کے سلسلہ اور ترتیب میں پہلا درجہ آحاد کا ہے یعنی اکائیوں کا۔ اور دوسرا درجہ عشرات یعنی دہائیوں کا اور تیسرا درجہ مات کا یعنی سیکڑے۔ اور چوتھا درجہ الوف کا جس میں صرف ایک حرف کے ایک ہزار عدد ہیں۔ اس لئے کہ مجموعی تعداد حروف میں گنجائش اسی قدر تھی۔

ہم اس موقع پر ابجد آدم سے قطع نظر کرتے ہیں جو کہ متروک ہے اور بدنیوچ کہ ابجد فوجی قبول و رتوج ہے صرف اسکو ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ اور یہ بات ہم کو مستحق نہ ہو سکی کہ ابجد آدم کو جس کے حروف کی ترتیب ترتیب مروجہ حروف تہجی کے ساتھ مطابق تھی کیونکہ فروغ نہ ہوا۔

الغرض واضح جبل نے ۲۸ حروف تہجی سے ۹ حروف کو آحاد کے لئے مخصوص کیا اور نو کو عشرات کے لئے۔ اور نو کو مات کے لئے۔ اور ایک حرف کو الف کے لئے۔ ملاحظہ ہو نقشہ ذیل جس کو ہم نے نقشہ (الف) سے موسوم کیا ہے جس میں یہ چاروں مدارج مع ہر ایک حرف کے عدد مقررہ کے ظاہر ہوتے ہیں

نقشہ الف

ط	ح	ز	و	ه	د	ج	ب	ا	احاد
۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱	اعداد
ص	ف	ع	س	ن	م	ل	ک	ی	عشرات
۹۰	۸۰	۷۰	۶۰	۵۰	۴۰	۳۰	۲۰	۱۰	اعداد
ظ	ض	ذ	خ	ث	ت	ش	ر	ق	مآت
۹۰۰	۸۰۰	۷۰۰	۶۰۰	۵۰۰	۴۰۰	۳۰۰	۲۰۰	۱۰۰	اعداد
								غ	الف
								۱۰۰۰	عدد

اسمعیل بن محمد القنوی نے حاشیہ تفسیر بیضاوی میں انہیں چار مراتب کا ذکر کیا ہے اور ہر ایک حرف کے مقابل انہیں اعداد کو قائم کیا ہے جو نقشہ بالا میں لکھے گئے ہیں اور کہا گیا ہے کہ یہ مذہب مشرق کا ہے۔ مغربہ کو اس سے کسی قدر اختلاف ہے جس کا تفصیل بیان اسی فصل میں آوے گا۔

بعض اہل جمل نے لکھا ہے کہ کل حروف پہنچی کو اون کے اعداد کے ساتھ دو سطروں میں لکھنا چاہیے۔ سطر اول کا نام اصطلاح جمل میں اساس ہے اور سطر دوم کا نام نظیرہ۔ اس اعتباری عمل سے اعداد حروف میں کوئی فرق نہیں آتا۔ ہم نقشہ ذیل میں جس کو نقشہ (ب) سے موسوم کرتے ہیں۔ اس ترتیب کو بھی ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

نقشہ ب

اساس		نظيره	
ا	۱	س	۶۰
ب	۲	ع	۷۰
ج	۳	ف	۸۰
د	۴	ص	۹۰
ه	۵	ق	۱۰۰
و	۶	ر	۲۰۰
ز	۷	ش	۳۰۰
ح	۸	ت	۴۰۰
ط	۹	ث	۵۰۰
ی	۱۰	خ	۶۰۰
ک	۲۰	ذ	۷۰۰
ل	۳۰	ض	۸۰۰
م	۴۰	ظ	۹۰۰
ن	۵۰	غ	۱۰۰۰

اساس - زبان عربی کا لفظ ہے۔ بفتح اول و ثانی بمعنی بنیاد (کہ انی منہی الارب) اور لفظ نظیرہ بھی عربی ہے۔ بقول صاحب منہی الارب کسفینہ۔ بمعنی مہتر قوم و دید بان و نگہبان لشکر۔ اور نظیر کے معنی شال کے بھی ہیں۔ اور اس اصطلاح میں نامے تانیث صرف بخاطر جمع حروف ہے۔

صاحب مخصّ تسلیم نے ان دونوں اصطلاحی ناموں کو انہیں دونوں سطروں کے مقابل لکھا ہے جس کی نقل ہم نے نقشہ (ب) میں کی ہے۔ لیکن بعض اہل تحقیق کے قول سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صاحب مخصّ تسلیم یا کاتب مطبع نے دوسری سطر کے بعض حروف کو صرف اصول تنصیف پر سطر اول میں شامل کر دیا ہے درحقیقت (نقشہ الف) ہی کی پہلی سطر کا نام اساس ہے جس میں کل حروف متعلق بہ احاد میں اور ظاہر ہے کہ احاد بنیاد ہیں عشرات اور مات اور الف کی دوسری سطر میں ان حروف کو لکھنا چاہیے جو عشرات اور مات و الف سے متعلق ہیں جو نظیرہ میں سطر اول کے۔ پس ہماری تحقیق میں نقشہ صحیحہ (ب) حسب ذیل ہوگا۔

۱۰	ی	ک	گ	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۱۱۰
۱۰	ق	ر	ٹ	ش	ت	ٹ	خ	ذ	ض	ظ
۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰	۱۱۰۰
۱۰	غ									
۱۰۰۰										

(۳) زبان سنسکرت کا اجل | سنسکرت کے بعض عالموں کا قول ہے کہ عربوں کی طریقہ
 اجل کو زبان سنسکرت سے اخذ کیا ہے اور اس کے متعلق ہم اپنی تحقیق کو ایک حد تک
 فصل اول میں بیان کر آئے ہیں۔ سنسکرت کے کل حروف مقطعات (۳۶) ہیں
 (پنڈت جگت پرشاد و دیا بھوشن تر کہ سر دینی۔ انتخاب ہند) نے سچ کہا ہے
 کہ الف کے درجہ میں حروف سنسکرت متعدد ہیں اور عربوں نے قلت حروف
 کی وجہ سے صرف غ کے عدد ۱۰۰۰ پر قناعت کی ہے پس سنسکرت کی ثروت
 حروف کی وجہ سے مرتبہ الف بھی مثل اور مراتب کے کامل ہے۔
 الغرض حروف سنسکرت اور ان کے اعداد مقررہ کی صراحت ہم نے
 نقشہ ذیل میں کی ہے جس کو نقشہ (د) سے موسوم کرتے ہیں۔
 جس طرح ابجد نوحی میں سلسلہ حروف بھی باغراض اجل بدلا ہوا ہے
 سنسکرت میں بھی باغراض اجل حروف کا سلسلہ اصلی قائم نہیں ہے۔ اور جس طرح
 ابجد آدم میں بمقابلہ ابجد نوحی اعداد مقررہ میں اختلاف ہے اس طرح سنسکرت میں
 کوئی خاص ابجد بمطابق ترتیب حروف ابجد آدم کے قائم مقام نہیں ہے۔

الوف			ت			عشرات			احاد		
اعداد	تلفظ	صوت	اعداد	تلفظ	صوت	اعداد	تلفظ	صوت	اعداد	تلفظ	صوت
۱۰۰۰	بو	تو	۱۰۰	تو	تو	۱۰	تو	تو	۱	پا	پ
۱۰۰۰۰	کا	گا	۲۰۰	شپا	گا	۲۰	جم	جا	۲	را	ر
۱۰۰۰۰۰	چپا	چا	۳۰۰	ری	ری	۳۰	جے	جے	۳	دے	د
۱۰۰۰۰۰۰۰	او	او	۴۰۰	مون	مو	۴۰	ر	ا	۴	ڈ	ڈا
۱۰۰۰۰۰۰۰۰	و	و	۵۰۰	ڈا	ڈا	۵۰	وا	وا	۵	کا	کا
۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰	سوی	سوی	۶۰۰	ڈا	ڈا	۶۰	لا	لا	۶	شا	شا
۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰	ئی	ئی	۷۰۰	ہ	ہ	۷۰	بہا	بہا	۷	وی	وی
۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰	آو	آو	۸۰۰	ئی	ئی	۸۰	دو	دو	۸	ع	ع
۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰	پہا	پہا	۹۰۰	پہا	پہا	۹۰	یا	یا	۹	کما	کما

اور بدین وجہ کہ عربی میں ابجد آدم خود متروک ہے اور ابجد نوحی ہی پر عمل ہر لہذا
سنسکرت کو عربی کے ساتھ اس خاص باب میں اتحاد کامل ہے۔ ہمارے اس بیان کو
ناظرین اس وقت سمجھ سکیں گے جب کہ آئندہ بیان (الفاظ جمل) سے ابجد آدم
اور ابجد نوحی کے فرق پر قادر ہوں۔

(۴) رومیوں کا جمل | رومیوں نے یہی اس فن کی جانب توجہ کی ہے اور اسکی
غایت پر غور کر کے اپنی زبان کے صرف ۷ حروف کے لئے اعداد قرار دیئے ہیں اور
انہیں ۷ حروف کی تکرار سے حسابی کل مراتب میں کام لیا ہے۔ ہر کو کسی تاریخ کو
اس کا پتا نہیں ملا کہ اس کا واضع کون ہے۔ اور کس زمانہ سے اون کے پاس
یہ عمل جاری ہے۔ ان کی ایجاد کے اعلیٰ قدر دان اس وقت مغربی قومیں ہیں
جن میں سے ایک انگریز بھی ہیں جن کے پاس۔

(۱) حرف الی	کا ایک عدد محسوب ہوتا ہے اور
(۲) حرف وی	کا عدد پانچ ہے اور
(۳) حرف یکس	کا عدد دس ہے اور
(۴) حرف ایل	کا عدد پچاس ہے اور
(۵) حرف جی	کا عدد سو ہے اور
(۶) حرف ڈی	کا عدد پانسو ہے اور
(۷) حرف ایم	کا عدد ہزار ہے -

ان کے اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ عربی ہندسون کی ایجاد ہونے سے قبل رومی
طریقہ سے کام لیا جاتا تھا اور یورپ کا طرز عمل یہی تھا کہ ہندسون کے عوض انہیں

۷ حروف سے حسابی کاروبار کرتے تھے۔ اور ہند سون کے وضع ہونے کے بعد بھی بعض خاص کاموں میں اعداد کے عوض حروف سے کام لیا جاتا ہے۔

زمانہ حال کے ایک طبّاع انگریزی شاعر نے حافظ شیرازی کی تاریخ و قضا (خاک مصلیٰ - ۷۹۱) کو انگریزی زبان میں اس خوبصورتی کے ساتھ ترجمہ کیا ہے کہ اگر اس میں سے صرف حروف بالاکے اعداد شمار ہوں تو اون اعداد کے مجموعہ سے سنہ وفات حاصل ہوتا ہے۔ اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ انگریزی شعرا بھی فن جمل اور اس کی غایت نمبر (۱) سے دل چسپی رکھتے ہیں۔ حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ کا جو دیوان یورپ میں چھپا ہے اس کے خاتمہ پر تاریخ متذکرہ عنوان موجود ہے اگر طبّاع لوگ ہر ایک زبان میں جس میں فن جمل رائج نہ ہوا ابجد آدم کے اصول پر تاریخ لکھنا چاہیں تو برابر لکھ سکتے ہیں اور ان کی یہ جدّت اس زبان کو لیکچر پر احسان کرے گی کہ ایک لطیف فن کو انہوں نے اس میں داخل کیا۔

جن زبانوں میں فن جمل نہیں ہے اون میں اس فن کا دخل صرف باصول ابجد آدم ہو سکتا ہے ورنہ سلسلہ حروف مقطعات کو تو وبالا کرنے کے لئے کوئی مستحکم اصول موجود نہیں ہے اور نہ یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچتی ہے کہ واضح جمل عربی و سنسکرت نے حروف تہجی کے سلسلہ کو کس اصول اور کس بنیاد پر تہ و بالا کیا ہے۔ اس موقع پر چونکہ ہم ابجد آدم کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اس میں یہ بڑی خوبی ہے کہ غیر بانوں میں جمل کو رواج دینے کے لئے ابجد آدم ہی رہنما ہے

(۲) الفاظ جمل کا بیان

بیان عام | صاحب معدن الجواہر نے لکھا ہے کہ ترتیب حروف تہجی کے لئے باجماع

جمل چند الفاظ موضوع اور مقربین بعض نے اون الفاظ کو الفاظ ابجد یہ کہا ہے اور
ابجد باوجودیکہ سریانی زبان کا لفظ ہے لیکن عربوں کے پاس بقاعدہ عربی اسکی جمع
ابوجاد آئی ہے جیسا کہ شیخ علی دوہ نے کتاب محاضرات الاوائل میں لکھا ہے۔

قال السہیلی۔ قد جرئی ابوجاد علی لفظ لایجوز الا ان کیون عربیاً تقول ہذا ابوجاد
ورایت اباجاد ومرت بابی جاد واخلت فی معناه (الخ) یعنی کہا ہے سہیلی نے
کہ ابوجاد ایک ایسے لفظ پر متعمل ہوا ہے جس کے لئے جائز نہیں ہے مگر یہ کہ ہوو
عربی۔ کہا جاتا ہے۔ ہذا ابوجاد۔ رایت اباجاد۔ ومرت بابی جاد۔ اور اختلف
کیا گیا ہے اس کے معنی میں۔

صاحب شمس اللغات نے لفظ ابودجاد کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ
ابجد ہے۔ اور صاحب مؤید الفضل لفظ ابوجاد پر فرماتے ہیں کہ اس سے اباجاد مراد
ہے۔ پس ابجد کن جمع ابجاد اور ابوجاد متحقق ہے۔ بڑی حیرت اسپر ہے کہ لغات
عرب اس سے ساکت ہیں۔

بعض محققین نے الفاظ ابجد نوحی کی نسبت لکھا ہے کہ وہ معنی دار ہیں۔ جو کچھ
اون کا خیال ہے ہم اوس کو اسی بیان میں اس کے موقع پر یہ ناظرین کریں گے۔

اہل تحقیق کا اسپر اتفاق ہے کہ مختلف اعتبارات سے الفاظ جمل کے مختلف
اقسام ہیں۔ صاحب لمخص تسلیم نے بھی چند اقسام کا ذکر فرمایا ہے۔ اور صاحب معون
ابجاہرنے مع شئی زاید انکی تعریف کی ہے۔ لیکن طرز بیان میں کچھ ایسی گڑبگڑ ہو گئی
ہے کہ شائقین فن سمجھنے کر اشتیاق میں سرگرداں رہ جاتے ہیں۔ لہذا ہم نے اون کی ترتیب
نہ صرف بیان اقسام کے طور پر قائم کی ہے بلکہ جا بجا اس بات کے سمجھانے کی بھی کوشش

کی ہے کہ کونسی قسم مورخ کے لئے کس موقع پر کام آتی ہے۔ بنیاد اعداد کے لحاظ سے مقدم تو وہی ابجد نوعی ہے جس کو ہم نے اپنی اس ترتیب میں دوسرا نمبر دیا ہے۔ لیکن قدامت کا سہرا با و آدم کی ابجد کے سر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسکو ہم سب سے پہلے عرض کرتے ہیں۔

(۱) ابجد آدمؑ | سب سے قدیم اور پرانی ابجد کے الفاظ جن کو بعض محققین نور ابجد آدمؑ کہا ہے (۷) ہیں۔

(۱)	ابتث	جس میں حروف	ا	ب	ت	ث	ہیں
(۲)	جحد	جس میں حروف	ج	ح	خ	د	ہیں
(۳)	ذر زس	جس میں حروف	ذ	ر	ز	س	ہیں
(۴)	شصضط	جس میں حروف	ش	ص	ض	ط	ہیں
(۵)	ظعنف	جس میں حروف	ظ	ع	غ	ف	ہیں
(۶)	قکلکم	جس میں حروف	ق	ک	ل	م	ہیں
(۷)	نویہی	جس میں حروف	ن	و	ہ	ی	ہیں

ان الفاظ کے متعلق ہم کچھ زیادہ نہیں لکھیں گے اس لئے کہ ہم گزشتہ حصہ

کتاب میں بیان کر آئے ہیں کہ یہ ابجد متروک ہے۔ اگر یہ مروج رہتی تو اعداد اور حروف مخصوصہ حروف ابجد نوعی میں ہی کا یا پلٹ ہو جاتی اور اس کا با و آدم ہی نرالا ہوتا اور اس کا نام بعوض ابجد کے ابتث رکھا جاتا اور اسکی اشاعت میں اعداد و مراتب حروف حسب نقشہ ذیل قرار پاتے۔

اعداد	ا	ب	ت	ث	ج	ح	خ	د	ذ
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
عشرات	ر	ز	س	ش	ص	ض	ط	ظ	ع
	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
مئات	غ	ف	ق	ک	ل	م	ن	و	ه
	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
الآلاف	ی								
	۱۰۰۰								

بعض اہل تحقیق نے ابجد آدم کی تعریف کی ہے اس لئے کہ حروف تہجی کی مروجہ ترتیب اس میں قائم ہے۔ صاحب مخصّص تسلیم نے لکھا ہے کہ اس ابجد کے ہر ایک لفظ میں پہلا حرف مفتوح ہے اور دوسرا کسور اور تیسرا مضموماً اور چوتھا ساکن۔

ہم نے اس کا ذکر صرف تاریخی طریقہ پر کر دیا ہے۔ جبل مروجہ میں اس کو کچھ دخل نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی مورخ اس صراحت کے ساتھ کہ ہم نے ابجد آدم پر عمل کیا ہے۔ تاریخ لکھے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ ہماری رائے میں وہ خلف الرشید کہلانیکا مستحق ہوگا۔ اس لئے کہ اس نے باو آدم کی ابجد کو زندہ کیا۔ صاحب معدن الجواهر نے ابجد آدم کا ذکر فرمایا ہے لیکن اس کے اعداد میں آپ سے غالباً تسامح ہوا ہے۔ آپ کا مرتبہ نقش حسب ذیل ہے۔

حروف	—	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵
حروف	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵
اعداد	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹

حروف تہجی کا سلسلہ اس کا متقاضی نہیں ہو سکتا کہ ہم اعداد میں بھی سلسلہ قائم رکھ کر مراتب کے اصل مقصد سے قطع نظر کریں۔ اگر ابجد آدم کے آخری عدد کا خاتمہ ۲۸ پر ہو جاوے تو باوا آدم پر بہت بڑا اعتراض وارد ہوگا۔

(۲) ابجد نوحی | ابجد نوحی کا دوسرا درجہ اس لئے غیر موزون نہیں ہے کہ اس کی نسبت کہا گیا ہے کہ اس کا نزول نوح علیہ السلام پر ہوا ہے جن کا لقب آدم ثانی تھا۔ اہل تحقیق کا اتفاق ہے کہ اس کے الفاظ سریانی زبان کے ہیں جن کو ہم ذیل میں عرض کرتے ہیں ۲۸ حروف مقطعات یعنی حروف تہجی سے اس کے لئے آٹھ الفاظ وضع ہوئے ہیں جو بقول بعض اہل لغت معنی دار ہیں۔

(۱) ابجد (۲) موز (۳) خطی (۴) کلین
(۵) سَعْفَص (۶) قَرِشَتْ (۷) شَحْذ (۸) صَنْطَع

صاحب غیاث اللغات فرماتے ہیں کہ ابجد کنایت از حروف مفردات

کہ الف باتانا۔ باشد تا آخر و بہشت کلمہ معروف کہ بحساب حمل بجہت ترتیب اعداد حروف تہجی داشته اند۔ آپ ہی کا قول ہے کہ صاحب مدارالافاضل فرمایا کہ (۱) ابجد بمعنی ابی وجہ فی العصیۃ یعنی باوا آدم پائے گم گناہین یعنی گناہا دن سے سرزد ہوا۔

- (۲) **مُؤَوِّزٌ** بمعنی اشیع ہواہ۔ یعنی پیروی کی آدم نے ہوا و نفسانی کی
- (۳) **حُطَّی** بمعنی حُطَّ ذنبہ بالتوبۃ والاستغفار۔ یعنی محو کیا گیا
اوس کا گناہ توبہ اور استغفار کی وجہ سے۔
- (۴) **کَلِمَیْن** بمعنی تکلم بکلمۃ قتاب علیہ بالقبول والرحمۃ۔ یعنی کلام
کیا ایک کلمہ سے پس قبول ہوئی اوس کی توبہ پروردگار
کی رحمت سے۔
- (۵) **سَعَفَص** بمعنی ضاق علیہ الدنیا فافیض علیہ۔ یعنی تنگ ہوئی
دنیا اسپر پس بیکافی گئی اسپر یعنی بہت دی گئی۔
- (۶) **قَرَشَت** بمعنی اقرب ذنبہ فشرفت بالکرامۃ۔ یعنی اعتراف کیا
اپنے گناہ کا پس مشرف بکرامت ہوا۔
- (۷) **شَخَذ** بمعنی اخذ من اللہ قوۃ۔ یعنی حاصل کی اللہ قوت
- (۸) **ضَطَع** بمعنی سد عنہ نزع الشیطان بالعزیمۃ۔ یعنی جاتا
رہا اوس سے شیطان کا دباؤ بسبب کلام حق اور توحید
بعض محققین نے صرف اس قدر لکھا ہے کہ یہ آٹھوں لفظ زبان سریانی کے ہیں
صاحب غیاث ہی کا قول ہے کہ بقول بعض ابا جاد نام ایک باؤشا
گزارا ہے اور اسی کا مخفف ابجد ہے اور باقی سات کلمے اوس کے فرزندوں کے
نام ہیں۔
- پھر آپ نے فرمایا ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ مراد نام ایک شخص تھا جس نے
خط لکھنے کی ایجاد کی اور یہ آٹھوں لفظ اوس کے آٹھ فرزندوں کے نام ہیں۔

پہر آپ ہی نے بحوالہ ضوابط عظیم لکھا ہے کہ ان آٹھوں الفاظ کے خاص معنی ہیں۔ یعنی (۱) ابجد آغاز کیا (۲) ہوز نگیا (۳) حطی واقف ہوا (۴) کلین بنخگو ہوا (۵) سغفص اس سے سیکھا (۶) قرشت ترتیباً (۷) شخز نگاہ رکھا (۸) ضنطغ تمام کیا۔

ان آٹھوں الفاظ کے متعلق صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ یہی البشیر ہی پر اول نازل ہو کر پہر اور انبیا علیہم السلام پر بعض علما محققین نے ان کو بامعنی خیال کیا ہے اور بعض کے پاس بے معنی ہیں یعنی اعلام بعض آخر الذکر نے ان کو شیطا طین اور سلاطین کے نام سے تعبیر کیا ہے جیسا کہ صراح و منتخب اللغات اور منتہی الارباب میں مذکور ہے۔ آخر پر آپ فرماتے ہیں کہ جب یہ بات پاتھق کو پہونچتی ہے کہ یہ الفاظ صحف اور کتب سماویہ کے ذریعہ سے انبیا علیہم السلام نازل ہوئے ہیں اور ان کا وضع حق جل شانہ ہے تو وضع اول کو بے معنی نہیں خیال کر سکتے اور وضع ثانی میں ان کو اعلام میں داخل کر لینا مانیوں کا اختیار ہی ہرگز اور اس وقت ہمارا ان کو بے معنی کہنا ہمارے قلت و نقص علم کے سوا اور کچھ نہیں رہتا۔

الحاصل الفاظ ابجد کے جتنے اقسام اسی سلسلہ میں آنے والے ہیں ان سب کا ماخذ یہی ابجد نوحی ہے اور ان الفاظ کے حروف باعتبار عدد اسی ابجد نوحی کے تابع ہیں اہل فنون نے خصوصیات خاص اور اپنی اپنی ضرورت پر ان کے اقسام کو جدا جدا قائم کیا ہے۔ یہ ابجد زمانے میں کچھ ایسی مرغوب ہوئی کہ اولاد آدم نے باوا آدم کے ابجد کو ترک کر کے اسی کو اختیار کیا۔

نقشہ ذیل میں الفاظ ابجد نوحی کے حروف کو عدد دون کے ساتھ ہم نے دیئے

ناظرین کیا ہے۔ نقشہ ابجد نوحی

الفاظ							ابجد			ہوز		
حروف	ا	ب	ج	د	ه	و	ز					
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷					
الفاظ							حطی			کلمن		
حروف	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن					
اعداد	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰					
الفاظ							سقفص			قرشت		
حروف	س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت				
اعداد	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰				
الفاظ							شخذ			صنظف		
حروف	ث	خ	ز	ض	ظ	غ						
اعداد	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰						

(۳) ابجد ترغ و تنزل۔ الفاظ ابجد کی تیسری قسم ابجد ترغ ہے جو نو لفظوں پر شامل ہے۔ انہیں الفاظ اور اون کے اعداد سے اہل علم جعفر وغیرہم نے بھی کام لیا ہے اور بلحاظ قواعد قبض و بسط اعداد و حروف و بہ نسبت مراتب احاد و عشرت اپنا مقصد حاصل کیا ہے۔ صنائع تاریخ سے صنعت بسط ترغ میں اسی ابجد سے کام لیا جاتا ہے۔

(۱) ایقغ (۲) بکر (۳) جالش (۴) ومت (۵) ہنث

(۶) و سَخ (۷) ز عَد (۸) حَفْض (۹) طَصْط

ان لفظوں کے معنی سے کچھ سروکار نہ رکھنا چاہیے۔ اگر ہم لغات میں ان کے معنی ڈھونڈنے بیٹھیں اور کسی لفظ کے کچھ معنی کل ہی آویں تو واضع کے مقصود سے ان کو کچھ تعلق نہ ہوگا۔ ان الفاظ کے ہر ایک حرف کے وہی عدد ہوں گے جو ابجد نوحی نمبر ۲ میں بیان ہوئے ہیں۔

ان الفاظ کا ایک نقشہ ہم نے ذیل میں دیا ہے جس کے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ ہر ایک لفظ میں پہلا حرف احاد کا ہے اور دوسرا حرف اسی مرتبہ کے عشر تک اور تیسرا حرف اسی مرتبہ کے آت کا۔ اسی طرح صرف لفظ اول میں پہلا حرف اسی مرتبہ کے الف کا ہے۔

مثلاً (ایقغ) اس کے پہلے حرف کا عدد ایک ہے تو دوسرے حرف کا عدد ایک صفر کی زیادتی سے نل اور تیسرے حرف کا عدد دو صفر کی زیادتی سے نو اور چوتھے حرف کا عدد تین صفر کی زیادتی سے ہزار۔ وقس علیہ الباقی۔

اس نزالی ابجد کا فائدہ صنائع تباہ میں پہونچکر معلوم ہوگا جس کو نسق ہر اعداد اور بسط کہا گیا ہے۔

اگر اس فن کا مبتدی اس قسم کی حقیقت سے آگاہ نہ ہوئے تو وہ صنائع تباہ کو آسانی کے ساتھ نہیں سمجھ سکتا۔

نقشہ ذیل کے ہر ایک خانہ کے حروف کو اوپر سے نیچے کی جانب یعنی کھڑا پڑیے تو ابجد ترفع حاصل ہوگی۔ اور سطرون کے اصول پر سلسلہ وار آڑا پڑیے تو ابجد نوحی کے الفاظ حاصل ہوں گے جن کا بیان نمبر (۲) پر گزر چکا ہے۔

بدین وجہ کہ ہر ایک لفظ میں ایک ہی عدد کے مراتب اعلیٰ کے کل حروف جمع ہو
ہیں اس کو ابجد ترفع کہنا بیجا نہیں ہے۔ اسی ابجد سے تنزل کا مقصد بھی
حاصل ہوتا ہے یعنی اسی ابجد کے ہر ایک لفظ کو الٹا دین تو اسکو ابجد تنزل کہا
جاسکتا ہے جیسے (ایقغ) کا عکس (عقیغا) اور (بکر) کا عکس (رکب)
ہم نے نقشہ ابجد ترفع کے بعد۔ ابجد تنزل کا بھی ایک نقشہ ہدیہ ناظرین کیا ہے
اہل جمل نے اس ابجد کا ذکر تو کیا ہے لیکن اس کا کوئی نام نہیں رکھا۔
بدین وجہ کہ ابجد نمبر (۱) و (۲) کے نام ہیں۔ ہم نے ان کے سکوت کو کم ترک
الاول للآخر کا مصداق سمجھا۔

واضح ہو کہ متقدمین نے ابجد تنزل کا بھی ذکر نہیں کیا ہے در حالے کہ
صنائع تاریخ میں۔ بسط تنزل حرفی۔ بسط تنزل عددی۔ بسط تنزل طبعی۔
بسط تنزل بالطبع۔ بسط تنزل اوتار۔ بسط تنزل ازواج کی صنعتیں موجود ہیں
جن سے تمام تر ابجد تنزل کا تعلق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے الفاظ ابجدین
یہ جدت کی ہے کہ ابجد ترفع کے ساتھ ابجد تنزل کا بھی بیان کر دیا ہے۔
ابجد تنزل کے الفاظ سے پہلے لفظ کا پہلا حرف الوف کا ہے۔ اور
دوسرا حرف مات کا۔ اور تیسرا حرف عشرات کا۔ اور چوتھا حرف
احاد کا۔ باقی ۸ الفاظ سہ حرفی ہیں جن میں حرف اول متعلق بہ مات
ہے۔ اور حرف دوم متعلق بہ عشرات۔ اور حرف سوم متعلق بہ احاد

نقشه اجد ترف

مراتب	مرتبه اول	مرتبه دوم	مرتبه سوم	مرتبه چهارم	مرتبه پنجم	مرتبه ششم	مرتبه هفتم	مرتبه هشتم	مرتبه نهم
الفبا اجد ترف	الفتح	بکر	جاش	دست	هنت	و سح	زعد	حفض	طصطا
حروف	ا	ب	ج	د	ه	و	ز	ح	ط
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
حروف	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
اعداد	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
حروف	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
اعداد	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
حروف	غ
اعداد	۱۰۰۰

نقشه اجد تنزل

مراتب	مرتبه اول	مرتبه دوم	مرتبه سوم	مرتبه چهارم	مرتبه پنجم	مرتبه ششم	مرتبه هفتم	مرتبه هشتم	مرتبه نهم
الفبا اجد تنزل	غقیا	رکب	شلیج	تمد	ثنه	خسو	زغز	خفصع	طصطا
حروف	ا	ب	ج	د	ه	و	ز	ح	ط
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
حروف	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
اعداد	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
حروف	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
اعداد	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
حروف	غ
اعداد	۱۰۰۰

بعض محققین جمل نے نقشہ اول سے یہ بات پیدا کی ہے کہ اصطلاح جمل میں احوال و عشرات و آت والوف کے پہلے مرتبہ کا نام (ایقغ) رکبہ دیا ہے۔ اسی طرح دوسرے مرتبہ کا نام (اکبر)۔ تیسرے مرتبہ کا نام (جلش)۔ چوتھے مرتبہ کا نام (دست)۔ پانچویں مرتبہ کا نام (ہنٹ)۔ چھٹے مرتبہ کا نام (وسخ)۔ ساتویں مرتبہ کا نام (زغند)۔ آٹھویں مرتبہ کا نام (حفض)۔ نوین مرتبہ کا نام (طغضط) ان الفاظ کے نہ کوئی معنی ہیں اور نہ وجہ تسمیہ کے ساتھ اون کو کوئی معنوی تعلق۔

(۴) ابجد سبعة اہل تجہیم اور وفق و تکسیر و دعوت وغیرہم نے اپنے اپنے اغراض خاص کے لحاظ سے الفاظ ابجد نوحی میں تصرف کیا ہے۔ اور ایک خاص ابجد اوی دی ہے جس کے الفاظ (۷) ہیں۔

(۱) ابجد (۲) ہوزح (۳) طیکل (۴) منفع
(۵) فصقر (۶) شتخ (۷) وضغظغ -

اس تغیر لفظی کا اثر اعداد و مرد و مقررہ پر کچھ نہیں پڑتا۔ ہر ایک حرف کے لئے جو عدد بقاعدہ جمل و ابجد نوحی معین و مقرر ہے۔ وہی قائم ہے۔ انہوں نے کل حروف کو ایام ہفتہ اور سبعة سیارہ پر تقسیم کیا ہے۔ اور ہر ایک دن اور ہر ایک ستارہ سے کئی کئی حروف کو مخصوص کیا ہے۔ اگر موزعین کو ان الفاظ اور اون کی حقیقت سے الگ ہی رہے گی تو وہ بایں گویں میں صنائع و بدائع سے کام لے سکیں گے یہی وجہ ہے کہ ہم نے ان الفاظ کو بھی ایک خاص نمبر پر قائم کیا ہے۔ نقشہ ذیل میں ہم نے حقیقت الفاظ کی صراحت کی ہے۔ بدین وجہ کہ اس ابجد کا تعلق ستارہ دن اور سبعة سیارہ سے ہر لہذا اس کو اہل فن نے ابجد سبعة کہا ہے۔

حروف و اعداد				انعام	معمولہ	جملہ
د	ج	ب	ا	ابجد	شنبہ	زل
۴	۳	۲	۱			
ح	ز	و	۵	ہوزح	پنجشنبہ	مشری
۸	۷	۶	۵			
ل	ک	ی	ط	طیکل	شنبہ	مربخ
۳۰	۲۰	۱۰	۹			
ع	س	ن	م	منع	یکشنبہ	شمس
۷۰	۶۰	۵۰	۴۰			
ر	ق	ص	ف	فصقر	جمعہ	زمرہ
۲۰۰	۱۰۰	۹۰	۸۰			
خ	ث	ت	ش	ششخ	چارشنبہ	عطارد
۶۰۰	۵۰۰	۴۰۰	۳۰۰			
غ	ظ	ض	ذ	ذضظغ	دوشنبہ	قمر
۱۰۰۰	۹۰۰	۸۰۰	۷۰۰			

(افادہ) واضح ہو کہ بقاعدہ نجوم ہر ایک دن میں وقت طلوع سے اُس سیارہ کی بادشاہت کا آغاز ہوتا ہے جو اُس دن کے لئے مقرر ہے۔ ایک گھنٹہ تک اُس کی بادشاہت بدون وزارت مستقل ہوتی ہے۔ دوسرے گھنٹہ میں بادشاہ کی حکومت کے ساتھ ایک دوسرے ستارہ کی وزارت شروع ہوتی ہے۔

اسی طرح ہر ایک گھنٹہ میں وزیر بدلتا رہتا ہے۔ مثلاً شنبہ کا بادشاہ زحل ہے فرض کرو کہ طلوع کا وقت صبح کے ۶ بجے ہے تو ۶ سے ۷ بجے تک زحل کی بادشاہت بلا شرکت وزیر ہے۔

۷ سے ۸ تک اسی زحل کی بادشاہت اور مشتری کی وزارت۔

۸ سے ۹ تک اسی زحل کی بادشاہت اور مریخ کی وزارت۔

۹ سے ۱۰ تک اسی زحل کی بادشاہت اور آفتاب کی وزارت۔

۱۰ سے ۱۱ تک اسی زحل کی بادشاہت اور زہرہ کی وزارت۔

۱۱ سے ۱۲ تک اسی زحل کی بادشاہت اور عطارد کی وزارت۔

۱۲ سے ایک گھنٹہ تک اسی زحل کی بادشاہت اور قمر کی وزارت۔

اسے ۲ تک پہر پہلے گھنٹہ کی کیفیت ہوگی یعنی زحل کی بادشاہت

بدون وزیر مستقل رہے گی۔

۲ سے ۳ تک اسی زحل کی بادشاہت اور مشتری کی وزارت۔

۳ سے ۴ تک اسی زحل کی بادشاہت اور مریخ کی وزارت۔

۴ سے ۵ تک اسی زحل کی بادشاہت اور آفتاب کی وزارت۔

۵ سے ۶ بجے شام تک اسی زحل کی بادشاہت اور زہرہ کی وزارت۔

۶ سے ۷ بجے رات تک اسی زحل کی بادشاہت اور عطارد کی وزارت۔

۷ سے ۸ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور قمر کی وزارت۔

۸ سے ۹ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت بدون وزیرت۔

۹ سے ۱۰ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور مشتری کی وزارت۔

۱۰ سے ۱۱ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور میخ کی وزارت۔
 ۱۱ سے ۱۲ بجے رات تک اسی زحل کی بادشاہت اور آفتاب کی وزارت۔
 ۱۲ سے ایک بجے رات تک اسی زحل کی بادشاہت اور زہرہ کی وزارت۔
 اسے دو بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور عطارد کی وزارت۔
 ۲ بجے سے ۳ بجے رات تک اسی زحل کی بادشاہت اور قمر کی وزارت۔
 ۳ بجے سے ۴ بجے شنب پہر اسی زحل کی بادشاہت مستقل بلا وزیر۔
 ۴ بجے سے ۵ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور مشتری کی وزارت۔
 ۵ بجے سے ۶ بجے صبح ثانی تک اسی زحل کی بادشاہت اور میخ کی وزارت۔
 ۶ بجے صبح یکشنبہ سے زحل کی بادشاہت جاتی رہے گی۔ اور سلسلہ وزارت میں
 چونکہ شمس کا درجہ تھا لہذا وہی اس دن کا بادشاہ رہے گا۔ اور اس کی
 بادشاہت کے لئے وزرا کا وہی دور تسلسل رہیگا جو بطور تمثیل روز شنبہ کے
 لئے بیان ہوا۔

اب اس قدر اور جاننا چاہیے کہ سب سے سیارہ میں بقاعدہ نجوم ۴ سعد
 مانے گئے ہیں اور ۳ نحس۔

سعد میں پہلا درجہ مشتری کا ہے۔ اور دوسرا درجہ زہرہ کا۔ اور یہ
 دونوں بہر حالت میں سعد ہیں۔ اور تیسرا درجہ قمر کا جو زوال ماہ میں نحس کہلاتا
 ہے۔ اور چوتھا درجہ عطارد کا ہے۔ لیکن اس میں یہ نقص ہے کہ اگر خود بادشاہ
 تو سعد ہے اور باوجود وزیر نحس کے اپنے مسعود اثر کو قائم رکھتا ہے۔ لیکن اگر
 کسی غیر مسعود بادشاہ کے دن اس کی وزارت آجاوے تو غیر مسعودی میں بادشاہ کا

تابع ہو جاتا ہے۔ برخلاف مشتری اور زہرہ کے یعنی یہ ونون اگر غیر مسعود بادشاہ کی حکومت میں وزیر ہوں تو اپنے سعد اثر سے بادشاہ کی غیر مسعودی کو کم کرینگے اور خود اوس کے تابع نہ ہوں گے۔

جس طرح چار سیارے سعد میں اسی طرح ۳ سیارے غیر سعد مانے گئے ہیں۔ اول درجہ میں زحل۔ دوسرے درجہ میں یخ۔ تیسرے درجہ میں آفتاب۔ معزز ناظرین ہم کو معاف فرماوین کہ ہم نے اس مضمون معترضہ میں ان کا وقت ضائع کیا اور فنِ جمل سے غیر متعلق چند امور کو اس موقع پر بیان کیا لیکن غور فرمایا جاوے تو ہر ایک اس شخص کو جو فنِ جمل سے واقف ہونا چاہتا ہے باغراض خاص نجوم کے اس قدر کتابوں سے واقف ہو رہنا فائدہ سے خالی نہیں ہے اس لئے کہ فرض کرو ہم ایک لڑکے کی ولادت کی تاریخ لکھنا چاہتے ہیں اور چون کہ اس کی ولادت بروز شنبہ وقت ۸ ساعت صبح واقع ہوئی ہے۔ ہم واقف ہیں کہ روز شنبہ کا بادشاہ زحل ہے۔ اور روز شنبہ۔ اور زحل کے حروف۔ ا۔ ب۔ ج۔ د۔ ہین۔ اور ۸ بجے صبح سے ۹ تک مرتب کی وزارت ہے جس کے حروف۔ ط۔ ی۔ ک۔ ل۔ ہین۔ اور ہم تاریخ کے لکھنے میں اس کی پابندی کریں گے کہ مادہ کا مصراع ایسے الفاظ میں واقع ہو جو حتی الامکان انہیں آٹھ حروف سے مرکب ہوں تو ہمارا ایسا مادہ تاریخ بہت زیادہ قابل تعریف ہوگا۔ یا اگر ہم نے اس لڑکے کو یخ یا زحل سے استعارہ کر کے یا ایسے کنایہ سے جس کا اشارہ یخ یا زحل کی جانب ہوتا ہو مادہ تاریخ تجویز کیا تو ایسا مادہ قابل تعریف ہوگا۔ الغرض اس بیان کا حقیقی کالطف ناظرین کتاب کو اسی وقت حاصل ہوگا جب کہ

صنائع تالیف گوئی کی سیر اس کتاب کے باب دوم سے فرمادین۔

(۵۱) ابجد عناصر | اہل فنون مذکورۃ الصدر نے بلحاظ تعلق عناصر یعنی۔ آتش خاک

ہوا۔ آب۔ اور زمین الفاظ کو جو نقشہ متذکرہ ابجد نمبر (۴۴) میں بیان ہوئے ہیں چاروں

عناصر سے متعلق کیا ہے یعنی ہر ایک عنصر سے کئی کئی حروف متعلق کئے ہیں۔

ہم نے نقشہ ذیل میں اس مقصد کو ہدیہ ناظرین کیا ہے۔

الفاظ	ابجد	ہمزج	طبیعی	منسج	فصقر	ششخ	ذضطغ
حروف آتشی	۱	۵	ط	م	ف	ش	ذ
	۱	۵	۹	۴۰	۱۰	۳۰۰	۷۰۰
حروف خاکی	ب	و	ی	ن	ص	ت	ض
	۲	۶	۱۰	۵۰	۹۰	۴۰۰	۱۰۰
حروف ہوائی	ج	ز	ک	س	ق	ث	ظ
	۳	۷	۲۰	۶۰	۱۰۰	۵۰۰	۹۰۰
حروف آبی	د	ح	ل	ع	ر	خ	غ
	۴	۸	۳۰	۷۰	۲۰۰	۶۰۰	۱۰۰۰

نقشہ بالا کی کٹہری سطرین مسلسل پڑھی جاوین تو اون سے ابجد نوچی

مروجہ الفاظ بھی حاصل ہوتے ہیں۔ اور وہ خاص الفاظ بھی جن سے متعلق بیان

اسی نقشہ سے واضعان فن کے مقرر کئے ہوئے چار ایسے الفاظ حاصل

ہوتے ہیں جن کو ہر ایک عنصر سے تعلق ہے۔ یعنی

(۱) نقشہ کی سطر اول کے حروف سے

ابجد نوچی

- (۲) نقشہ کی سطر دوم کے حروف سے بونیقتض
 (۳) نقشہ کی سطر سوم کے حروف سے جز کستقظ
 (۴) نقشہ کی سطر چارم کے حروف سے دحلعرخغ

اگرچہ یہ چاروں الفاظ بے معنی اور صرف حروف کا مجموعہ ہیں لیکن محققین فن نے ان کو اس لئے قائم کر دیا ہے کہ یاد رکھنے میں آسانی ہو۔

اہل فن نے پہلے لفظ کو آتش کہا ہے۔ اور دوسرے لفظ کو خاکی۔ اور تیسرے لفظ کو ہوائی۔ اور چوتھے لفظ کو آبی۔

کتاب المداخل میں لکھا ہے۔ کہ حروف آتش مفتوح کہلاتے ہیں۔ اور حروف خاکی مجزوم۔ اور حروف ہوائی مضموم۔ اور حروف آبی مکسور۔ حروف چارگانہ باعتبار عناصر کا ذکر مقدمہ تاریخ ابن خلدون میں ہے اور صاحب معدن الجواہر نے بھی کیا ہے۔

ان حروف اور ان الفاظ کی ضرورت صنائع تاریخ میں پڑے گی جن کا بیان اس کتاب کے دوسرے باب میں آوے گا۔ انشاء اللہ

صاحبان جمل نے اس ابجد کا کوئی نام نہیں رکھا۔ اور یہ کبھی درست نہ تھا ہم نے اس کو ابجد عناصر سے موسوم کیا ہے۔ جو وجہ تسمیہ پر حاوی ہے (۶) ابجد طبعی | مقدمہ تاریخ ابن خلدون میں مذکور ہے۔ اور صاحب معدن الجواہر

نے بھی اس کا ذکر کیا ہے کہ علمائے جفر وغیرہم کے پاس بلحاظ طبائع مرکبہ۔ حروف ابجد چار اقسام میں تقسیم ہیں

(۱) حروف حارہ (۲) حروف بارودہ (۳) حروف رطبہ (۴) حروف یابسہ۔

حروف حارہ - ۱۴ ہیں - ا - ہ - ط - م - ف - ش - ذ
ج - ز - ک - س - ق - ث - ظ - ان حروف سہ الفاظ پہ طمقنہ
جز کسقطظ - بنائے گئے ہیں - لفظ اول آتشی ہے - اور لفظ دوم ہوائی

جیسا کہ بیان ماضیہ میں گزرا - اسطرح

حروف بارہ - ۱۴ ہیں ج - ز - ک - س - ق - ث - ظ
د - ح - ل - ع - ر - خ - غ - ان حروف سہ الفاظ جز کسقطظ
و طعر خغ - بنائے گئے ہیں - لفظ اول ہوائی ہے - اور لفظ دوم آبی

جیسا کہ بیان ماضیہ میں گزرا - اسطرح

حروف رطبہ - ۱۴ ہیں - د - ح - ل - ع - ر - خ - غ
ب - و - می - ن - ص - ت - ض - ان حروف سہ الفاظ و طعر خغ
بوینصتض - بنائے گئے - لفظ اول آبی ہے - اور لفظ دوم خاکی -

جیسا کہ بیان ماضیہ میں گزرا - اسطرح

حروف یابسہ - ۱۴ ہیں - ا - ہ - ط - م - ف - ش - ذ
ب - و - می - ن - ص - ت - ض - ان حروف سہ الفاظ پہ طمقنہ
بوینصتض - بنا کر گئے ہیں - لفظ اول آتشی ہے - اور لفظ دوم خاکی جیسا کہ بیان ماضیہ

میں خیال کر رہیں کہ متقدمین نے اس بیان میں صرف بنظر اختصار او نہیں چار الفاظ
مرکبہ سے کام لیا ہے جو بیان ماضیہ میں گزرے ہیں - اس بیان کی خاص ابجد کا
ذکر نہیں کیا - اور اصول بیان اس کا متقاضی ہے کہ اس کی خاص ابجد بیان کیجئے
جس کا نام ابجد طبعی ہونا چاہیئے - اور ان الفاظ اور نام کی وضع کو متقدمین نے

ہمارے لئے چھوڑ دیا۔

صنائع تاریخ میں مورخ کو اس ابجد سے بہت بڑی مدد مل سکتی ہے۔

[illegible]

(۷) ابجد ابدان | علمائے جفر وغیرہم نے بلحاظ اعضاء جسمانی انسان ایک خاص
 ابجد وضع کی ہے جس کا تعلق اعضاء جسمانی انسان سے ہے۔
 اس کے ۷ الفاظ وہی ہیں جو ابجد سبعة نمبر (۷) پر گزر چکے ہیں۔
 بدین لحاظ کہ آئندہ بیان کے سمجھنے میں ناظرین کتاب کو آسانی ہو ہم پہلے ایک
 نقشہ پیش کرتے ہیں

تعدد وترتیب بجائے مراتب	اطلاقیہ	بنیانیہ	جسمانیہ	طبیعیہ
۱	۱	۱	۱	۱
۲	۲	۲	۲	۲
۳	۳	۳	۳	۳
۴	۴	۴	۴	۴
۵	۵	۵	۵	۵
۶	۶	۶	۶	۶
۷	۷	۷	۷	۷
۸	۸	۸	۸	۸
۹	۹	۹	۹	۹
۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰
۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱
۱۲	۱۲	۱۲	۱۲	۱۲
۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳
۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴
۱۵	۱۵	۱۵	۱۵	۱۵
۱۶	۱۶	۱۶	۱۶	۱۶
۱۷	۱۷	۱۷	۱۷	۱۷
۱۸	۱۸	۱۸	۱۸	۱۸
۱۹	۱۹	۱۹	۱۹	۱۹
۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰
۲۱	۲۱	۲۱	۲۱	۲۱
۲۲	۲۲	۲۲	۲۲	۲۲
۲۳	۲۳	۲۳	۲۳	۲۳
۲۴	۲۴	۲۴	۲۴	۲۴
۲۵	۲۵	۲۵	۲۵	۲۵
۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۲۷	۲۷	۲۷	۲۷	۲۷
۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸
۲۹	۲۹	۲۹	۲۹	۲۹
۳۰	۳۰	۳۰	۳۰	۳۰
۳۱	۳۱	۳۱	۳۱	۳۱
۳۲	۳۲	۳۲	۳۲	۳۲
۳۳	۳۳	۳۳	۳۳	۳۳
۳۴	۳۴	۳۴	۳۴	۳۴
۳۵	۳۵	۳۵	۳۵	۳۵
۳۶	۳۶	۳۶	۳۶	۳۶
۳۷	۳۷	۳۷	۳۷	۳۷
۳۸	۳۸	۳۸	۳۸	۳۸
۳۹	۳۹	۳۹	۳۹	۳۹
۴۰	۴۰	۴۰	۴۰	۴۰
۴۱	۴۱	۴۱	۴۱	۴۱
۴۲	۴۲	۴۲	۴۲	۴۲
۴۳	۴۳	۴۳	۴۳	۴۳
۴۴	۴۴	۴۴	۴۴	۴۴
۴۵	۴۵	۴۵	۴۵	۴۵
۴۶	۴۶	۴۶	۴۶	۴۶
۴۷	۴۷	۴۷	۴۷	۴۷
۴۸	۴۸	۴۸	۴۸	۴۸
۴۹	۴۹	۴۹	۴۹	۴۹
۵۰	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰
۵۱	۵۱	۵۱	۵۱	۵۱
۵۲	۵۲	۵۲	۵۲	۵۲
۵۳	۵۳	۵۳	۵۳	۵۳
۵۴	۵۴	۵۴	۵۴	۵۴
۵۵	۵۵	۵۵	۵۵	۵۵
۵۶	۵۶	۵۶	۵۶	۵۶
۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷
۵۸	۵۸	۵۸	۵۸	۵۸
۵۹	۵۹	۵۹	۵۹	۵۹
۶۰	۶۰	۶۰	۶۰	۶۰
۶۱	۶۱	۶۱	۶۱	۶۱
۶۲	۶۲	۶۲	۶۲	۶۲
۶۳	۶۳	۶۳	۶۳	۶۳
۶۴	۶۴	۶۴	۶۴	۶۴
۶۵	۶۵	۶۵	۶۵	۶۵
۶۶	۶۶	۶۶	۶۶	۶۶
۶۷	۶۷	۶۷	۶۷	۶۷
۶۸	۶۸	۶۸	۶۸	۶۸
۶۹	۶۹	۶۹	۶۹	۶۹
۷۰	۷۰	۷۰	۷۰	۷۰
۷۱	۷۱	۷۱	۷۱	۷۱
۷۲	۷۲	۷۲	۷۲	۷۲
۷۳	۷۳	۷۳	۷۳	۷۳
۷۴	۷۴	۷۴	۷۴	۷۴
۷۵	۷۵	۷۵	۷۵	۷۵
۷۶	۷۶	۷۶	۷۶	۷۶
۷۷	۷۷	۷۷	۷۷	۷۷
۷۸	۷۸	۷۸	۷۸	۷۸
۷۹	۷۹	۷۹	۷۹	۷۹
۸۰	۸۰	۸۰	۸۰	۸۰
۸۱	۸۱	۸۱	۸۱	۸۱
۸۲	۸۲	۸۲	۸۲	۸۲
۸۳	۸۳	۸۳	۸۳	۸۳
۸۴	۸۴	۸۴	۸۴	۸۴
۸۵	۸۵	۸۵	۸۵	۸۵
۸۶	۸۶	۸۶	۸۶	۸۶
۸۷	۸۷	۸۷	۸۷	۸۷
۸۸	۸۸	۸۸	۸۸	۸۸
۸۹	۸۹	۸۹	۸۹	۸۹
۹۰	۹۰	۹۰	۹۰	۹۰
۹۱	۹۱	۹۱	۹۱	۹۱
۹۲	۹۲	۹۲	۹۲	۹۲
۹۳	۹۳	۹۳	۹۳	۹۳
۹۴	۹۴	۹۴	۹۴	۹۴
۹۵	۹۵	۹۵	۹۵	۹۵
۹۶	۹۶	۹۶	۹۶	۹۶
۹۷	۹۷	۹۷	۹۷	۹۷
۹۸	۹۸	۹۸	۹۸	۹۸
۹۹	۹۹	۹۹	۹۹	۹۹
۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰

اکثر رسائل علم جعفرین اس کا ذکر ہے۔ ان ساتوں الفاظ سے پہلے حرف کا تعلق انسان کے سر و ماں تعلق بہ سے ہوا اور حرف دوم کا تعلق اوس حصہ جسم انسانی سے ہر جو مقعد سے قد میں تک ہو۔ اور تیسرے حرف کا تعلق رگ گردن سے سر فوڈ تک۔ اور چوتھا حرف سر فوڈ سے سر ذکر تک۔
 متقدمین نے اس ابجد کے لئے کوئی نام تجویز نہیں کیا۔ ہماری امرین اس کو ابجد ابدان کہنا چاہیے۔

عالمان فن نے چار مرکب الفاظ وضع کئے ہیں۔ اور ہر ایک لفظ کو حکیم ایک حصہ کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے۔ اور یہ چاروں الفاظ نقشہ صدر کے آخر خانے میں بیان ہوئے ہیں۔ صاحب معدن الجواہر فرماتے ہیں کہ للراس وما حوله قیل (۱) طمقشذ) وللمقعد الی الافخاذ والقدین (بویہ صحتض) وللملاوچ

الے راس الفواد (جزر کسقتط) ولراس الفواد الی راس الذکر (و حلع رخنغ) یعنی سر اور اوس کے متعلقات کے لئے لفظ نمبر (۱) ہے۔ یعنی اس لفظ میں جتنے حروف ہیں وہ سر و ماں تعلق بہ سے متعلق ہیں۔ اور مقعد سے قد میں تک کے لئے لفظ نمبر ۲۔ علی ہذا رگ گردن سے سر فوڈ تک کے لئے لفظ نمبر ۳۔ اسی طرح سر فوڈ سے سر ذکر تک کے لئے لفظ نمبر ۴۔

اور یہ چار الفاظ مرکب ہی وہی ہیں جن کا ذکر ابجد عناصر میں ہوا ہے۔ اس ابجد کو بھی صنائع تالیخی سے بہت کچھ تعلق ہے۔

(۳) اختلاف مذاہب جمل کا بیان

صاحب معدن الجواہر کا قول ہر کلمہ اہل جمل کے دو مذاہب ہیں۔ ایک مذہب مشرقی

جس کے پیروں سے امام محمد غزالی اور شیخ احمد بن حنبل و غیرہ ماہین۔ دوسرا مذہب مغارہ جس کو شیخ اکبر محی الدین ابن عربی اور شیخ ابو الحسن شاذلی اور ابن خلدون وغیرہم نے اختیار کیا تھا اور ان دونوں مذاہب کا اختلاف صرف چھ حروف میں ہے۔ جس کو ہم نے نقشہ ذیل میں دکھلایا ہے۔

کتاب	یا	عدد حسب مذہب مشارقہ	عدد حسب مذہب مغارہ
۱	س	۶۰	۳۰۰
۲	ص	۹۰	۶۰
۳	ش	۳۰۰	۱۰۰۰
۴	ض	۸۰۰	۹۰
۵	ظ	۹۰۰	۸۰۰
۶	غ	۱۰۰۰	۹۰۰

نصر الوفا فی الہورینی نے مقدمہ تاریخ ابن خلدون پر جو کہ مصر میں طبع ہوا ہے بضمین تصحیح لکھا ہے کہ ترتیب طبائع الحروف عند المغارہ غیر ترتیب المشارقہ منہم الغزالی کما ان الجمل عندہم مخالف فی ستہ احراف فان الصاد عندہم بستین والفاء بستین والسين الموحدة بثلاث مائة والظاء بثمان مائة۔

والفین بستع مائة والشین بالفاء انتہی) یعنی ترتیب طبائع حروف کی مغارہ کے پاس برخلاف مشارقہ ہے۔ اور امام غزالی مشارقہ میں داخل ہیں جیسا کہ ۶ حروف کے اعداد میں اختلاف ہے۔ پس صا کے عدد مغارہ کے پاس ۱۰ ہیں

اور ضاد کے ۹۰ اور سین ہجملہ کے ۳۰۰ اور ظا ہجملہ کے ۸۰۰ اور غین کے ۹۰۰ اور شین کے ۱۰۰۰ -

صاحب معدن الجواہر نے بحوالہ کتاب المطالع النصیریہ للمطالع المصریہ فی اصول الخطیۃ لکھا ہے کہ ان ماذکرہ المحشی فی ترتیب الابدیۃ من الشعر وغیرہ

انما ہو علی طریقۃ المغاربتہ دون ما علیہ امام المشارقۃ الغزالی وغیرہ ویتنبی علی اختلاف الطریقتین الاختلاف فی اعدادہا بالجمل والاختلاف بینہما فی اعداد

ستہ احرف وہی السین والصاد والمہملتان والشین والضاد والظا والغین المعجمات فا السین عندنا (اسی عند المشارقۃ لتین وعند ہم) (اسی عند المغاربتہ)

بالثلث مائۃ التی ہی عند الشین المعجمۃ عندنا وہی عند ہم آخر الحروف بالالف الذی ہو عد الغین عندنا وہی عند ہم بالتسع مائۃ التی ہی عد والظا

عندنا وہی عند ہم بالثمانۃ التی ہی عد الضاد عندنا وہی عند ہم بالتسعین الذی ہو عد الصاد عندنا وہی عند ہم بستین عد السین التی ابتداء

بہا (انتہی) یعنی بہ تحقیق جو کچھ ذکر کیا ہے محشی نے ترتیب حروف ابجد کے متعلق خواہ وہ شعر میں ہو یا غیر شعر میں سوا اس کے نہیں ہے کہ وہ مغاربہ کا

طریقہ ہی برخلاف مشارقہ کے جس میں امام مشارقۃ غزالی وغیرہ ہیں اور اختلاف اعداد جمل کا مبنی ہے ان دونوں طریق کے اختلاف پر جو صرف چہ

حروف میں ہے اور نہیں میں سے ہے سین اور صاد ہجملہ اور شین اور ضاد اور ظا اور غین ہجملہ پس سین کے عدد ہمارے یعنی مشارقہ کے پاس ۶۰ ہیں اور مغاربہ کے پاس ۳۰۰ اور یہ ۳۰۰ ہمارے پاس شین کے عدد ہیں اور یہی

شصتین حرف آخر اور ہزار عدد کا ہے مغاربہ کے پاس اور ہزار عدد کا حرف ہمارے پاس غلین ہے اور اسی غلین کے عدد مغاربہ کے پاس ۹۰۰ ہیں جو ہمارے پاس ظار کے عدد ہیں اور اسی ظار کے عدد ان کے پاس ۸۰۰ ہیں جو ہمارے پاس ضاد کے عدد ہیں اور اسی ضاد کے عدد ان کے پاس ۹۰ ہیں جو ہمارے پاس صاد کے عدد ہیں اور اسی صاد کے عدد ان کے پاس ۶۰ ہیں جو ہمارے پاس سین کے عدد ہیں جس سے ہم نے اس تصریح کی ابتداء کی (انتہی)

ہم نے اختلاف مذاہب کا بیان صرف ناظرین کتاب و شائقین فن کی بصیرت بڑبانے کے لئے کیا ہے۔ فی زمانہ جمہور متاخرین کا اتفاق مذہب مشارقہ پر ہے اور اسی سے کام لینا چاہیے۔

حاصل یہ ہے کہ مذہب مشارقہ کی ابجد تو وہی ابجد نوحی ہے جس پر کل اتفاق ہے۔ اور مذہب مغاربہ کی ابجد باختلاف ایلام بعض الفاظ ابجد ہونے والے۔ حلی۔ کلین۔ سغفص۔ قرست۔ شخ۔ طغش۔ ہے ہم نقشہ ذیل میں دو نمونوں کا مقابلہ کر کے دکھلاتے ہیں۔ اور یہ صرف ناظرین کتاب کی تفریح طبع کے لئے ہے۔

مذہب مغاربہ	ا	ب	ج	د	ه	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰
مذہب مشارقہ	ا	ب	ج	د	ه	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰

س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰
ص	ع	ف	ض	ق	ر	س	ت	ث	خ	ز	ظ	غ	ش
۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰

اس نقشہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اختلاف مذاہب صرف سطر دوم میں ہے یعنی بعض عشر آدمیات و الف میں۔

اب ہم حیران ہیں کہ یا اسد یہ اختلاف آخر کسی نہ کسی اصول پر مبنی ہونا چاہیئے تھا۔ اور کوئی ایک اصول اس اختلاف کا ذنب تک ہمارے سمجھ میں آیا ہے اور نہ مغارہ نے اس کا اشارہ کیا ہے۔ ہم اس کتاب کے گزشتہ حصہ میں بذیل الفاظ جمل بیان کر آئے ہیں کہ بعض اہل تحقیق نے ابجد آدم علیہ السلام کے الفاظ۔ ابجد فوجی کے سوا بیان کئے ہیں۔ پس خیریت یہ ہوئی کہ کوئی خاص فرقہ ابجد آدم کا پیرو نہ بنا ورنہ ایک تیسرے اختلاف کیلئے ماخذ اور مادہ موجود تھا اور اس کے پیرو خلف کہلانے کے مستحق ہوتے اس لئے کہ ان کی پیروی باوا آدم کی ابجد کو رواج دیتی۔

حاصل یہ ہے کہ مشارقہ ہون یا مغارہ دونوں پر ناخلفی کا الزام ضرور حائد ہوتا ہے۔ کیونکہ باوا آدم کی ابجد کو چھوڑ کر آدم ثانی کی پیروی میں لڑے ہیں۔ لیکن مغارہ یہ ضرور کہیں گے کہ ہم نے اس اختلاف کو آدم ثانی ہی سے سیکھا ہے کہ انہوں نے باوا آدم کی خود پیروی نہیں کی۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ چھوٹے باوا ابھی اوستا وازل کے شاگرد تھے جس نے بڑے

بادا کی تسلیم کی تھی۔

اگرچہ اہل جمل کے پاس یہ الفاظ اور اون کے حروف کے یہ اعداد مقرر و کہین لیکن اگر کسی نے اس قاعدہ پر عمل کر کے اس کی صراحت کر دی تو وہ عمل قابل اعتراض نہ ہوگا۔ اس لئے کہ بے شک ایک صحیح اصول پر اس کی بنیاد ہے۔ اور جنکی زبانوں میں فنِ جمل جاری نہیں ہے وہ اسی کی مدد سے فنِ جمل کو اپنی زبان میں جاری کر سکتے ہیں اور ہم نے حروفِ ابجد کے بیان میں اسکی جانب اشارہ ہی کیا ہے۔

ایک اور اختلاف ہے جو بعض حروف کے اعداد میں اسوجہ سے پیدا ہوا ہے کہ رسم الخط نے اشکالِ حروف میں ضرورت کے لحاظ سے تبدیل کی ہے جیسے تاء مدورہ جو بعض مواقع میں بسکال ہائے مہملہ لکھی جاتی ہے یا الف مدودہ پر۔ رسم الخط عربی نے ایک کٹرا زبر بشکل الف۔ اور فارسیوں نے مد بڑا یا ہے۔ بعضوں نے حمزہ کا ایک عدد محسوب کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ الحاصل ان امور میں بھی مختلف مذاہب ہو چکے ہیں۔ لیکن ہم خیال کرتے ہیں کہ یہ اختلافات اصولی نہیں ہیں بلکہ فروعی ہیں۔ اور ہمارا یہ بیان اصولی اختلافات سے مخصوص ہے۔ لہذا ہم ان فروعی اختلافات کو قواعدِ جمل کے ذیل میں بیان کرنا پسند کرتے ہیں جہاں ہر ایک حرف کے رسم الخط اور اعداد سے بحث کی گئی ہے۔

(۴) اقسامِ جمل کا بیان

بیانِ عام | اگرچہ بعض صاحبانِ تحقیق نے جمل کے صرف دو اقسام کا ذکر فرمایا، ایک جملِ کبیر۔ دوسری جملِ صغیر۔ اور بعض دقیقہ سخنوں نے ایک تیسری قسم بھی

پیدا کر کے اوسکو جمل وسیط سے موسوم کیا ہے۔ لیکن غور و تأمل سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت جمل کے پانچ اقسام ہیں (۱) جمل اصغر (۲) جمل صغیر (۳) جمل وسیط (۴) جمل کبیر (۵) جمل اکبر۔ صاحب معدن الجواہر نے اقسام جمل میں ایک اور قسم بھی پیدا کی ہے اور اس کو جمل تہجی سے موسوم فرمایا ہے لیکن ہم کو اس چٹپی قسم سے اختلاف ہے۔ یہ وہی جمل ہے جس کو جمل آدم کہتے ہیں جس کا ضروری بیان ہم بیان الفاظ جمل میں تفصیلاً اور اختلاف مذاہب جمل میں اجمالاً کر آئے ہیں یعنی اہل تحقیق نے جس جمل کو ابوالبشر آدم علیہ السلام کی جانب منسوب کیا ہے جس میں حروف تہجی کا سلسلہ مروجہ قائم رکھ کر اس کے عدد اسی سلسلہ سے لئے جاتے ہیں وہی جمل آدم ہر اسی کو صاحب معدن الجواہر نے جمل تہجی کہا ہے۔ لیکن ہر گاہ جمل تہجی یا جمل آدم کو اولاد آدم میں مقبولیت کا درجہ نصیب ہی نہیں ہوا اور آدم ثانی نوح علیہ السلام کے جمل نوحی کا رواج قرار پا گیا تو ہم کو اس باب میں جو قسم جمل نوحی سے متعلق ہے جمل آدم کو اس کی ایک قسم قرار نہ دینا چاہیے اس لئے کہ جمل آدم یا جمل تہجی اصول میں داخل ہوا در یہ بیان ذیلی ہے۔

اگر ہم اپنی کتاب کو صرف جمل تہجی ہی سے متعلق کریں تو یہی تمام اقسام سکڑ دیں گی یہی بیان ہو سکیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے جمل آدم کا ذکر الفاظ جمل اور اختلاف مذاہب کے بیان میں کیا۔ اور اقسام جمل کے بیان کو صرف جمل نوحی یعنی جمل برجی کے ذیلی اقسام سے مخصوص رکھا ہے۔ پس پانچوں اقسام متذکرہ بالا کو ہم ذیل میں جدا جدا بیان کرتے ہیں۔

(۱) جمل اصغر | ہر جمل اصغر کے بیان میں صاحب معدن الجواہر کی رائے کے ساتھ

پورا اتفاق ہے کہ جمل اصغر حقیقت وہی ہے جس کو اہل حساب جعفر وغیرہ نے جمل کبیر سے موسوم کیا ہے یعنی انہوں نے جمل نوحی اور جمل مردجہ کے حروف ابجدی کے اعداد میں یہ التزام کیا ہے کہ جن حروف کو احاد سے تعلق ہے وہ انکو بحال خود چھوڑ دیتے ہیں اور حروف متعلقہ عشرات و مات والف کے اعداد کو ۱۲ یا ۹ پر تقسیم کرتے ہیں اور بعد تقسیم جو کسر باقی رہ جاتی ہے اسکو حرف مذکور کا عدد قرار دیتے ہیں مثلاً (می) اسکے عدد ۱۰ ہیں جس کو ۹ پر تقسیم کرنے سے ایک عدد بچ رہتا ہے تو (ی) کو ایک کا مساوی خیال کرتے ہیں یعنی (ی) کا عدد بھی مثل الف کے ایک قرار دیتے ہیں۔

اسی طرح ک کے عدد ۲۰ کو ۱۲ پر تقسیم کرتے ہیں اور آٹھ کی کسر بچ رہتی ہے اوسی کو ک کا عدد خیال کرتے ہیں۔

پہلی صورت یعنی ۹ کو طرح دینے یا ۹ پر تقسیم کرنے کا بیان حاشیہ سمعیل قنوی متعلق بفسیہ بیضاوی میں ہوا ہے اور ابن خلدون نے مقدمہ تاریخ میں اسکا ضبط لکھا ہے۔

دوسری صورت یعنی ۱۲ کو طرح دینے یا ۱۲ پر تقسیم کرنے کا بیان بھی حاشیہ قنوی میں مذکور ہے پس جب کہ ان دونوں طریقوں سے اصل عدد و حروف ابجد کا گہٹ کر ایک قل تعدا پر باقی رہ جاتا ہے تو اس کو جمل اصغر کہنا مناسب ہے نہ جمل کبیر اس نام میں ہمارا اور ان کا اختلاف صرف اعتباری ہے اور بس۔

ذیل میں الف اور ب کے نام سے دو نقشے دیئے جاتے ہیں جن سے جمل اصغر کے اعداد ہر ایک حرف ابجدی کے مقابلہ میں معلوم ہو سکتے ہیں۔

نقشہ الف متعلق بہ طرح ۹								
۱	ب	ج	د	ه	و	ز	ح	ط
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
۱	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
۱	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
غ								
۱								

نقشہ ب متعلق بہ طرح ۱۲								
۱	ب	ج	د	ه	و	ز	ح	ط
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
۰	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
	۱	۶	۴	۲	۰	۱۰	۸	۶
ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
۴	۸	۰	۴	۸	۰	۴	۸	۰
غ								
۴								

ان دونوں نقشوں کے ملاحظہ سے معلوم ہوا کہ حبل اصغر میں بعض حروف کے عدد تو بحال خود قائم رہے جیسے نقشہ (الف) میں ا ب ج د ہ و ز ح ط اور نقشہ (ب) میں ان حروف کے سوا حروف می بھی بحال خود رہا۔

اس کی وجہ ظاہر ہے کہ ان حروف کے اعداد میں ۹ کے طرح دینے کی گنجائش ہی نہ تھی اور نہ ۱۲ کا طرح دینا ممکن تھا۔

اسی جمل اصغر میں اکثر حروف کے اعداد بعد طرح ۹ یا ۱۲ گھٹ کر عشر آ اور مات اور الف کے درجہ سے احاد میں آگئی جیسے نقشہ (الف) میں می سے آخر تک۔ اور نقشہ (ب) میں۔ ک۔ ل۔ م۔ ن۔ ع۔ ف۔ ص۔ ق۔ ر۔ ت۔ ث۔ ذ۔ ض۔ غ۔

اسی جمل اصغر سے بعض حروف کے اعداد ۱۲ کے طرح دینے کے بعد کچھ نہ رہے۔ جیسے نقشہ (ب) میں۔ س۔ ش۔ خ۔ ظ۔

اس عمل کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر ہم جمل اصغر کے قاعدہ سے کوئی تاریخ لکھیں تو ہمکو بعض حروف کے عدد پیش لینے ہونگے اور باقی ماندہ حروف کے عدد دعوام احاد ہی لینے پڑینگے بعض ناظرین کے دل میں یہ خیال ضرور آویگا کہ صرف احاد سے تاریخ کا حاصل ہونا بہت دشوار ہوگا۔ ہم اون کو اطمینان دلاتے ہیں کہ اس کتاب کی فصل اول متعلقہ باب دوم میں صنائع تاریخ کے پڑھنے کے بعد انکو شکیں ہو جاوے گی کہ صرف احاد سے ہی تاریخ لکھی جاسکتی ہے۔ یا اگر ہم کو کوئی مبسوط تاریخ شریں لکھنے کا اتفاق ہو تو اس وقت ہی جمل اصغر سے بخوبی کام لیا جاسکتا ہے۔ اس لئے کہ تاریخ صرف نظم سے مخصوص نہیں ہے۔

اس موقع پر البتہ ایک بات کہہ سکتی ہے کہ نقشہ (الف) میں ط کا عدد ۹ کیونکر قائم رکھا گیا۔ اور نقشہ (ب) میں۔ س۔ ش۔ خ۔ ظ۔ کو عدد دس کیوں محروم کیا گیا۔ اگر۔ س۔ کے عدد۔ ۶۰۔ کو ۱۲ پر تقسیم کرنے یا ۱۲ کو اس میں طرح دینے

کے بعد اس کی کسرات کچھ نہ باقی رہی اور اس وجہ سے اس کو بے عدد قرار دیا گیا تو۔ ط۔ کے عدد میں ۹ کو طرح دینے کے بعد بھی وہی نتیجہ حاصل ہوتا تھا یعنی ط کو بھی بے عدد قرار دیا جاسکتا تھا درحالے کہ نقشہ (الف) میں ط کا عدد ۹ قائم رکھا گیا ہے۔ اور نقشہ (ب) میں۔ س۔ ساقط العد ہے۔ اس کے متعلق ہم بجز اس کے اور کچھ نہیں کہہ سکتے کہ واضع قاعدہ نے ایسا ہی حکم دیا ہے اور ایسا ہی عمل کیا ہے اگر آج ہم اپنی رائے سے اس قاعدہ میں ترمیم کرنے پر آمادہ ہوں تو ط کو بھی ساقط العد قرار دے سکتے ہیں۔

ہماری ذاتی رائے ط کی نسبت بھی یہی ہے کہ بقاعدہ جمل اصغر اس کو ساقط العد قرار دینا چاہیے۔ اگرچہ صاحب معدن الجواہر اس جزئیہ میں ساکت ہیں۔ اور متقدمین کا مذہب بھی اس کے خلاف ہے۔

(۲) جمل صغیر | جمل صغیر کو متقدمین ازربری بھی کہا ہے۔ زربری متقدمین بان عربی کا لفظ ہے زبر کی جمع اور زبر بفتح اول معنی نوشتہ وکتا با و اصطلاح اہل جمل میں زبر یا جمل صغیر اتم حرف کے پہلے حرف کے عدد کو کہتے ہیں جس کا نام سہمی ہے مثلاً ب کا اسم ملفوظ باب ہے اور ج کا اسم ملفوظ (جیم) اور د کا اسم ملفوظ (دال) پس لفظ جیم سے صرف حرف ج اور لفظ دال سے صرف حرف د کا عدد تو زبر ہے اور ما بقی دو حروف یعنی می یا ا۔ ل کے اعداد کو بیانات کہتے ہیں۔ بیانات کا تفصیلی بیان جمل وسیط میں ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ جمل صغیر کو اقسام جمل کی تعریفات کے لحاظ سے دو حقیقت فن جمل کا ایک اصول عام مانا گیا ہے لیکن بدین وجہ کہ اقسام جمل مختلف اعتبارات سے جدے جدے بیان ہوئے ہیں یہی جمل صغیر کو بھی جمل اصغر کے بعد بطور قسم

جمل بیان کر دینا مناسب سمجھا۔ اور تقسیم اور تعریفات خود اس بات کی متقاضی ہیں کہ جمل صغیر کو دوسرے درجہ میں بیان کریں۔ اگر اس تقسیم اور تعریفات مختلفہ اقسام جمل سے قطع نظر کی جاوے۔ اور ان اقسام کو صنائع جمل میں شامل کیا جاوے تو خود اصل فن کا نام جمل صغیر قرار پاوے گا۔ لیکن چون کہ متقدمین نے جمل صغیر کے مقابلہ میں جمل وسیط و کبیر کو بھی بیان کیا ہے لہذا ہم اصول تقسیم میں انہیں کی پیروی کرتے ہیں۔ اور جمل صغیر کو اقسام جمل ہی میں شمار کرتے ہیں۔

میر عبد الرشید تھوڑی نے منتخب اللغات شاہجہانی میں اور صاحب غیث اللغات نے لفظ بیانات کے ضمن میں اور نیز صاحب معدن الجواہر نے اس کا ذکر کیا ہے (۱۰۰) میر غلام علی آزاد بلگرامی نے سبجۃ المرجان میں فرمایا ہے کہ قال بر عبارت

عن کلمۃ فصحاء مساویۃ لکلمۃ اخری فی حساب الجمل کا لصلح والنوع والصباح والمساءر (الی آخرہ) صاحب غزلان الہند نے لکھا ہے اور قریب قریب تحریر آزاد بلگرامی کا یہی ترجمہ ہے کہ زبر بڑا ہے معجمہ مضمومہ و باء موحدة مفتوحة و راء مہملہ عبارت ہے دو کلمہ مساوی الاعداد سے یا دو مساوی الاعداد زائد از کلمہ سے جیسے لفظ کل جس کے عدد (۵۰) ہیں اور لفظ ہمہ جس کے عدد بھی (۵۰) ہیں یا (اول من آمن) جس کے عدد ۲۱۸ ہیں اور (علی ابن ابی طالب) اس کے عدد بھی ۲۱۸ ہیں۔

ہم عرض کرتے ہیں کہ لفظ زبر کر یہ دوسرے معنی ہیں اور فن جمل ہی سے اسکا بھی تعلق ہے اور اس خالص بیان میں صرف اس قدر عرض کر دینا کافی ہے کہ جمل صغیر کی تعریف کے لحاظ سے لفظ زبر باعتبار اپنے پہلے معنی کے جمل صغیر کا مراد ہے اور دوسرے معنی کا ذکر بطور افادہ کے کیا ہے۔

بعض استادوں نے اسی قاعدہ زبر سے اپنے مدوح کی مدح کی ہر یا نہیں کی
ہجو۔ اور اسی مقابلہ اعداد میں یہ صنعت بھی داخل کی ہے کہ ایک لفظ کے عدد بقاعدہ
زبر لئے ہیں اور دوسرے لفظ مقابل کے عدد بقاعدہ بینات اور یہ اس کو زیادہ
تر خوشنما ہو کہ زبر اور بینات یعنی جبل صغیر و وسیط دونوں باعتبار مساوات
عدد دوسرے معنوں کے لحاظ سے زبر کہلاتے ہیں۔ مثلاً فیضی فیاضی شہنشاہ اکبر
کی تعریف میں ایک رباعی لکھی ہے جس کو ہم ذیل میں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

نور سے کہ زمہر عالم آرا پیدا است	از جہہ شہنشاہ منشاہ والا پیدا است
اکبر کہ ز آفتاب نسبت دارد	این نکتہ ز بینات اسما پیدا است

محققین اہل حمل نے اس رباعی پر خوب خوب طبع آزمایاں فرمائی ہیں
صاحب لمخص تسلیم فرماتے ہیں کہ۔ ا۔ ک۔ ب۔ ر۔ کے اعداد زبر ۲۲۳ ہیں
اور آفتاب کے بینات کا مجموعہ بھی ۲۲۳ ہے۔ پس مصرع چارم میں لفظ اسما خلیل انداز
ہے کیونکہ اعداد اکبر تو زبر میں لئے گئے ہیں۔ اور اعداد آفتاب بینات میں پس گمان
خطا فیضی کی جانب نہیں ہے بلکہ تحریف کا تب پر یقین ہے۔

صاحب معدن الجوہر کا ارشاد ہے کہ از فیضی فیاضی در مصرع چارم این باغی
سہو و تسامح راہ یافتہ زیرا کہ درین جا بینات اسما نیست بلکہ زبر یک اسم و بینات
یک اسم است۔ فافہم

مولف پیچیدان عرض کرتا ہے کہ یا ایہا المؤلفون لا باس علیہ۔ فیضی زربیک لکھا
ہے اور اسی ایک رباعی سے اس کی خبر ملتی ہے کہ وہ فن حمل کا استاد تھا۔
ہم اوپر عرض کر چکے ہیں کہ استادان فن حمل نے اپنے مدوح کی ستائش میں

زُبر سے کام لیا ہے یعنی کسی ایک لفظ ہم عدد نام مدوح کو اس سے منسوب کر کے اوسکی تعریف کی ہے اور فیضی نے اس مقابلہ میں یہ خاص لطف رکھا ہے کہ اکبر کے عدد تو قاعدہ زُبر یعنی جمل صغیر سے لُبرین - اور آفتاب کے عدد قاعدہ بیئات یعنی جمل وسیط سے - اور نو کے اتحاد کو ظاہر کر کے یہ لطف دکھلایا ہے کہ مہر عالم آرا یعنی آفتاب کے بیئات میں جو بات ہے وہ صرف ہمارے شہنشاہ کے زُبر سے ظاہر ہے - اور لفظی مقابلہ یوں کیا کہ جو نور مہر عالم آرا سے ظاہر ہوتا ہے وہ ہمارے شہنشاہ کے صرف ناصیہ سے روشن ہے - اور ظاہر ہے کہ اس تشبیہ لفظی و عددی میں بُری خوبی ہے - اب رہی الفاظ بیئات اسماء کی اشکال جو دونوں مؤلفین کو واقع ہے اوس کی نسبت ہم کہتے ہیں کہ کچھ اشکال نہیں ہے ان بزرگوں نے اسماء سے اکبر اور آفتاب مراد لیا ہے اور پہلے عرض فرمایا ہے کہ اکبر اور آفتاب کے بیئات میں اتحاد نہیں ہے بلکہ اکبر کے زبر اور آفتاب کے بیئات میں اتحاد ہے اس لئے بیان خلاف واقعہ ہے - ہم عرض کرتے ہیں کہ اصطلاح جمل میں مسمی زبر کو کہتے ہیں - اور اسم بیئات کو - اور اسم حروف - حرف ملفوظ کا نام ہے - جیسے ب کا اسم حرف ہلے اور ا کا اسم حرف (الف) پس اس تشبیہ کا مقصود اسماء سے اسماء حروف آفتاب ہے یعنی ہر ایک کا بیئات - مثلاً حروف آفتاب ۵ ہیں - الف - فا - تا - الف - با - ان پانچوں حروف ملفوظی کے زبر کو تو چھوڑ دو جس کا نام مسمی ہے - اور بیئات محسوب کر جس کو اسم بھی کہتے ہیں - اور ظاہر ہے کہ پانچوں حروف کے بیئات کو اسم اکہنا صحیح ہے - پس بیئات اسماء حروف آفتاب (الف - ا - ا - الف) کے مجموعی عدد ۲۳ مساوی ہیں ناصیہ اکبر یعنی زُبر لفظ اکبر کے - بدین وجہ کہ بیئات کا مراد اسماء ہے اور ہر حرف کے

ملفوظ کو اسم حرف بھی کہتے ہیں۔ اس مصرع آخرین رعایت لفظی یہی ہے اور بدنیجہ
 کہ آفتاب کو سعد اکبر بھی کہتے ہیں۔ اکبر کے ساتھ اس کی نسبت بڑی لطف خیز ہے
 حاصل یہ ہے کہ جس طرح سعد اکبر یعنی آفتاب کے بنیات کا مقابلہ اکبر کے زُبیر سے ہوتا
 اسی طرح آفتاب کی ذات میں جو نور ہے وہ اکبر کے صرف ناصیہ میں موجود ہے
 (۳) جمل وسیط | وسیط زبان عربی کا لفظ ہے بمعنی متوسط۔ اصطلاح جمل میں جمل
 اور بنیات دونوں مترادف ہیں۔ اسم حرف سے پہلے حرف کو چھوڑ کر باقی حرف
 کے اعداد کا نام بنیات ہے۔ مثلاً حرف (ا) کا اسم ملفوظ (الف) ہے اور لفظ
 الف سے پہلا حرف چھوڑ کر ل اور ف کے اعداد کا مجموعہ (۱۱۰) بنیات ہے اور اسکو
 اسم بھی کہتے ہیں۔ صاحب منتخب اللغات بذیل لفظ زُبیر فرماتے ہیں کہ زُبیر
 بعض متین حرف اول اسمی نہجی ست و سوائے آن حرف کہ در ملفظ می آید ببنیہ است
 ان کے طرز بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اسم ملفوظ حرف کے دوسرے یا دوسرے
 تیسرے حرف کا نام بنیہ ہے۔ برخلاف اس کے صاحب غیاث اللغات کا قول ہے کہ
 کہ بنیات نوعی از حساب اعداد حروف ابجد ست و آن چنان باشد کہ اسم ہر حرف
 باعتبار تلفظ گیرند یعنی حروف د و حرفی را د و حرف گرتہ جز و اول را کہ سہمی است
 ترک کنند و جزو ثانی کہ الف ست باقی ماند از آن یک عدد مراد باشد و ہم چنین از
 حروف سہ حرفی حرف اول را ترک کردہ د و حرف کہ باقی ماند اعداد آنہا را
 بگیرند (الخ) صاحب معدن الجواہر نے بھی بنیات کو جمل وسیط کا مرادف کہا ہے
 یعنی آپ کو بالمعنی صاحب غیاث کی رائے سے اتفاق ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ
 اہل جمل نے جمل وسیط کو جمل اوسط بھی کہا ہے۔ جمل کبیر کے ضمن میں ہم ایک

نقشہ بالا کی خانہ پُری ہم نے عربی حروف کے تلفظ کے لحاظ سے کی ہے۔ اور ان^۲ حروف کی نسبت فارسی تلفظ بھی وہی ہے اور فارسی میں سوائے حروف مندرجہ نقشہ مذکور پا-چیم-ژا-گاف-کاجل و سیط یا بیئات وہی ہوگا جو کہ با-چیم-ژا-کاف کے ذیل میں لکھا گیا ہے۔

لیکن جب زبان اردو میں بھل و سیط یا بیئات پر عمل کیا جاوے تو حروف ذیل کا بیئات نقشہ بالا کے خلاف ہوگا اس لئے کہ ا حروف کا تلفظ اردو میں خلاف عربی و فارسی ہے اور صرف انہیں حروف کو نقشہ ذیل کے ذریعہ سے دکھلایا گیا ہے۔

ب یا پ	ت یا ٹ	ث	چ	ح	خ	ر یا ژ
بے - پے	تے - ٹے	ٹے	پے	ہے	خے	رے - ژے
۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰
ز یا ژ	ط	ظ	ف	ہ	ی	
زے - ژے	طوے	ظوے	فے	ہے	یے	
۱۰	۱۶	۱۶	۱۰	۱۰	۱۰	

بعض محققین کا خیال ہے کہ ان ا حروف کا بھل و سیط یا بیئات اردو زبان میں حقیقت لفظ کے لحاظ سے ہوگا مثلاً اگر لفظ (قدر) جو زبان عربی کا لفظ ہے اردو میں استعمال ہوا ہو تو (را) کا بیئات بقاعدہ عربی (۱) ہوگا نہ بقاعدہ اردو (۱۰) اسی طرح اگر لفظ (چمن) کا استعمال اردو میں ہوا ہو تو (چیم) کا بیئات بقاعدہ فارسی جو عربی کے مطابق ہے (۵۰) ہوگا نہ بقاعدہ اردو (۱۰)۔ اکثر اہل فن نے اس نزاکت کی جانب توجہ ہی نہیں فرمائی بعض نے اس لئے اس بحث کو چھوڑ دیا کہ اس فن کو زبان اردو میں

لانا ہی پسند نہیں فرمایا۔ بعض نے اس کو سکوت اختیار فرمایا کہ اونکی تالیف اگرچہ ہندوستان میں شائع ہوئی لیکن زبان فارسی میں تھی انہوں نے ضرورت زبان اردو کا خیال ہی نہیں کیا۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ ہر گاہ اس فن کا رواج زبان اردو میں ہو چکا ہے تو ہماری رائے یہ ہے کہ حروف کا تلفظ خواہ وہ حرف زبان عربی کا ہو یا فارسی کا۔ ہماری اردو زبان میں جس طرح ہوتا ہوا اسی کے اعتبار سے بیانات تجویز ہونا چاہیئے۔ مانا کہ (ث) عربی زبان کا لفظ ہے اور عربی تلفظ میں اسکو (ثا) کہتے ہیں اور فارسیوں نے بھی اس کو (ثا) کہا ہے لیکن جب اردو زبان میں اس کا تلفظ (ثے) ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم اس کا جمل وسیط یا بیئات بلحاظ تلفظ عربی و فارسی (ا) لین اور بلحاظ تلفظ اردو (ا۰) نہ لین۔ بعض متاخرین کا یہ خیال ہے کہ صرف (ٹ) (ڈ) (ظ) کے متعلق یہ عمل رہے اس لئے کہ (ٹ) (ڈ) (ظ) زبان اردو کے خاص حروف ہیں اور باقی حروف میں قاعدہ عربی و فارسی کی پابندی کی جاوے۔ ہم کو اس آخر الذکر گروہ سے بھی اختلاف ہے اس لئے کہ (ٹ) (ڈ) (ظ) اگرچہ اردو کے خاص حروف ہیں جو فارسی اور عربی میں نہیں ہیں لیکن (ت) (ا) اور (ر) یا اور اکثر حروف کی نسبت یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ زبان اردو کے حروف نہیں ہیں اصول ایک اختیار کرنا چاہیئے۔

(۴) جمل کبیر | بقول صاحب معدن الجواہر جمل کبیر مجموعہ ہے جمل صغیر اور جمل وسط کا اور مراد ہے تہذیب و بیئات کا۔ یعنی ہر حرف کے اسم ملفوظی کے کل اعداد و حروف کو اہل جمل نے جمل کبیر سے نافذ کیا ہے اور اس کو جمل کبیر کہنا اس لئے درست ہے

کہ یہ شامل ہے صغیر و وسیط پر۔ ہم جمل اصغر کے بیان میں کہہ آئے ہیں کہ اہل جمل نے جمل کبیر کی تعریف وہ بیان کی تھی جو جمل اصغر پر گزری لیکن شائقین فن جمل خود اس بات کا تصفیہ فرما سکتے ہیں کہ تعریف کے لحاظ سے کس قسم کے لئے کونسا نام مناسب ہے۔ بعض محققین نے تعریف قدیمہ کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ قسم و حقیقت جمل کبیر ہے۔ بعض نے اس کو صرف زبر و بینات کہا ہے اور بعض نے جمل جامع صغیر و وسیط اسکا نام رکھا ہے لیکن جب کہ تعریفات ہمارے رو برو ہیں تو ہم کو پرانی لکیر کے فقیر بن کر غلطی کی پیروی کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔

جن حضرات نے جمل اصغر کا نام جمل کبیر رکھا ہے انہوں نے اسپر غور نہیں فرمایا کہ ہر گاہ خود انہوں نے زبر کو جمل صغیر اور بینات کو جمل وسیط کہا ہے تو پھر جامع زبر و بینات کا نام ہی آخر کچھ ہونا چاہیے یا نہیں جس اصول نے ان کو اسپر مجبور کیا کہ زبر کو جمل صغیر کہیں اور بینات کا جمل وسیط نام رکھیں وہی اصول ہم کو مجبور کرتا ہے کہ (جامع زبر و بینات) کا نام جمل کبیر رکھا جاوے اور وہی اس کا مستقاضی تھا کہ ہم قسم اول کو جمل اصغر سے موسوم کریں۔ اس لئے کہ قسم اول کا درجہ باعتبار قلت اعداد جمل صغیر سے بھی کم ہے۔

نقشہ ذیل ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جس کا میزانی خانہ حامل اعداد جمل کبیر ہے۔

الف		ب		ج		د		هـ		و		ز		ح		ط		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق	
-----	--	---	--	---	--	---	--	----	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--

جمل وسیط کے گزشتہ بیان میں ۷۱ حروف کے تلفظ اردو کی نسبت جو بحث
ہم نے کی ہے وہ درحقیقت جمل کبیر سے بھی متعلق ہے۔
ہماری رائے کے مطابق زبان اردو میں ان ۷۱ حروف کا جمل کبیر حسب نقشہ ذیل ہونا چاہئے

ب یا پ			ت یا ٹ			ث			ج		
بے یا پے			تے یا ٹے			ثے			چے		
ب	می	میزان	ت	می	میزان	ث	می	میزان	ج	می	میزان
۲	۱۰	۱۲	۳۰۰	۱۰	۴۱۰	۵۰۰	۱۰	۵۱۰	۳	۱۰	۱۳
ح			خ			ر یاڑ			ز یا ژ		
حے			خے			رے یاڑے			زے یا ژے		
ح	می	میزان	خ	می	میزان	ر	می	میزان	ز	می	میزان
۸	۱۰	۱۸	۶۰۰	۱۰	۶۱۰	۲۰۰	۱۰	۲۱۰	۷	۱۰	۱۷
ط			ظ			ف			ہ		
طوے			ظوے			فے			ہے		
ط	وے	میزان	ظ	وے	میزان	ف	می	میزان	ہ	می	میزان
۹	۶	۲۵	۹۰۰	۶	۹۱۶	۸۰	۱۰	۹۰	۵	۱۰	۱۵
						می					
						یے					
						می			میزان		
						۱۰			۲۰		

(۵) جمل اکبر لفظ کبیر کے مقابلہ میں لفظ اکبر خود اس قسم کے وجہ تسمیہ کی تعریف کرتا ہے چونکہ اس قسم جمل میں ایک حرف کے اعداد زبر وینات یا جمل کبیر سے یہی تبادلاً و ترقی کرتے ہیں لہذا اہل فن نے اصطلاح جمل میں اس کا نام جمل اکبر رکھا۔ جمل عام عرب اس قسم کے موجد ہیں۔ اس طرح یہ کہ ایک حرف کے عدد جمل کو زبان عربی میں لکھتے ہیں اور اس مکتوب کے اعداد کو اس حرف کا عدد قرار دیتے ہیں۔ مثلاً حرف (ا) کا عدد ایک ہے اور اس کو عربی میں احد کہتے ہیں او احد کے عدد بقاعدہ جمل ۱۳ ہیں۔ تو الف کو مساوی ۱۳ کا قرار دیا جاتا ہے۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ جمل اکبر کی رو سے ہر ایک زبان میں ہر ایک حرف کے اعداد مختلف ہوں گے۔

نقشہ ذیل صرف زبان عربی اور فارسی اور اردو کی مثال ہے

نیا	کج	لفظ عدد زبان عربی	لفظ عدد زبان فارسی	لفظ عدد زبان اردو	کج
ا	۱	احد	یک	۳۱	ایک
ب	۲	اثنان	دو	۱۰	دو
ج	۳	ثلاثة	—	۴۳	تین
د	۴	اربعة	چهار	۲۰۴	چار
ه	۵	خمسة	پنج	۵۶	پانچ
و	۶	سنة	شش	۶۰۰	چھ
ز	۷	سبعة	ہفت	۲۱۵	سات

۴۰۶	آٹھ	۷۰۵	ہشت	۱۰۰۱	ثمانیہ	۸	ح
۵۶	نو	۵۵	نہ	۹۳۰	تسعة	۹	ط
۶۴	دس	۹	دہ	۹۷۰	عشرة	۱۰	ی
۷۲	بیس	۴۶۲	بست	۹۳۰	عشرین	۲۰	ک
۳۷۰	تیس	۷۰	سی	۱۰۹۱	ثلاثین	۳۰	ل
۱۰۴	چالیس	۳۸	چهل	۳۳۳	اربعین	۴۰	م
۶۶	پچاس	۶۱	پنجاہ	۷۶۰	خمین	۵۰	ن
۴۶۶	ساٹھ	۷۹۰	شصت	۵۲۰	ستین	۶۰	س
۶۶۰	ستر	۴۹۰	ہفتاد	۱۹۲	سبعین	۷۰	ع
۷۱	اٹھائی	۷۱۰	ہشتاد	۶۵۱	ثمانین	۸۰	ف
۶۶	نوے	۶۰	نود	۵۹۰	تسعين	۹۰	ص
۶۶	سو	۹۴	صد	۴۵۱	مائة	۱۰۰	ق
۷۶	دوسو	۱۰۴	دوصد	۵۱۱	مائتین	۲۰۰	ر
۵۲۶	تین سو	۱۵۹	سروصد	۱۴۸۲	ثلاث مائة	۳۰۰	ش
۲۷۰	چار سو	۳۰۳	چار صد	۷۲۴	اربع مائة	۴۰۰	ت
۱۱۹	پانسو	۱۴۹	پنچصد	۱۱۵۱	خمس مائة	۵۰۰	ث
۶۴	چھ سو	۶۹۴	شش صد	۹۱۱	ستمائة	۶۰۰	خ
۵۲۷	سات سو	۵۷۹	مئصد	۵۸۳	سبع مائة	۷۰۰	ذ
۴۷۲	آٹھ سو	۷۹۹	ہشتصد	۱۰۴۲	ثمان مائة	۸۰۰	ض

نظ	۹۰۰	تسعمائے	۹۸۱	نہصد	۱۴۹	نوسو	۱۲۲
غ	۱۰۰۰	الف	۱۱۱	ہزار	۲۱۳	ہزار	۲۱۳

جمل اکبر فارسی میں پچھصد کے عوض پانصد کے عدد لینا یا چار صد کے عوض چار صد کے عدد بلحاظ محاورہ زبان فارسی محسوب کرنا درست اور جائز ہے اور اسی قسم کا تصرف ہر ایک زبان کے محاورہ کے لحاظ سے ہو سکتا ہے

فارسیوں نے جمل اکبر میں ایک نئی ایجاد کی ہے اور اس کو فن معشئین داخل کیا ہے جیسا کہ مولانا جامی علیہ الرحمہ کا معملے اسم طیب اس کی مثال ہے و موند (۵) نام یارم سہ حرف دان بے پنج پڑ ہر یکے در حساب پنجہ و پنج پڑ لفظ طیب کو لیجیے جس میں ۳ حرف ہیں - ط - ی - ب - (ط کے عدد نوین جس کو فارسی میں نہ کہتے ہیں اور نہ کے عدد (۵۵) ہیں بقاعدہ جمل اکبر -

پہر (۱) کو لیجیے جس کے عدد (۱۰) ہیں اس کو فارسی میں نہ کہتے ہیں اور نہ کے عدد مجموعی (۹) ہیں اور نہ کو فارسی میں نہ کہتے ہیں اور نہ کے اعداد (۵۵) ہیں

پہر (ب) کو لیجیے جس کے عدد (۲) ہیں اور نہ کو فارسی میں دو ہی کہتے ہیں - اور لفظ دو کے عدد (۱۰) ہیں اور نہ کو فارسی میں نہ کہتے ہیں اور لفظ دہ کے عدد (۹) ہیں اور نہ کو فارسی ترجمہ نہ ہے اور لفظ نہ کے عدد (۵۵) ہیں

ہر ایک حرف میں ایک ایک مرتبہ جمل اکبر کا بڑھتا گیا ہے - اور ہماری رائے میں اس عمل کو جمل اکبر مع الترفع کہنا چاہیے - اگر کوئی مویخ اصنعت میں تاریخ کہے تو اس کو ضرور ہے کہ جمل اکبر مع الترفع کی صراحت کر دے ورنہ وہ تاریخ معشئ کے دائرہ میں گہری رہے گی اور مویخ کا مقصد فوت ہوگا -

(۵) قواعد وضوابط جمل کا بیان

قاعدہ عام | استادان فن کا اس پر اتفاق ہے کہ حساب جمل مکتوب پر مبنی ہے نہ ملفوظ
میر غلام علی آزاد بلگرامی سچہ المرجان میں بضمن ترجمہ شیخ محمد حیات سندھی نے

فرماتے ہیں کہ قال جدی و استاد سیّد عبد الجلیل البلگرامی فی بعض
رسائلہ المعتبر فی الجمل المکتوب لا الملفوظ مثل لفظة اسم یا خذون عنہا سنا

و ستین باعتبار الہیئۃ المکتوبہ لو کان الاعتبار لللفظ کان منبغی ان نحاسب

الالف التی تلفظ بعد اللام (الخ) یعنی کہ ابے میرے جد اور میرے استاد

(مولانا سیّد عبد الجلیل بلگرامی) نے اپنے بعض رسائل میں کہ معتبر فن جمل میں مکتوب

نہ ملفوظ - جیسا کہ اہل جمل لفظ اسم کی عدد باعتبار ہیئۃ مکتوبہ کے ۶۶ لیتے ہیں

اگر تلفظ کا اعتبار ہوتا تو الف کا عدد بھی محسوب ہوتا جو کہ لام کے بعد پڑا جاتا (الخ)

آپ ہی نے صنعت تاریخ کے بیان میں فرمایا ہے کہ بناء المورّضین علی

الکتابۃ خلافاً لعلّاء العروض و اہل الدعوة فان بناء ہم علی التلفظ لان مدار

العروض علی الوزن و مدار الدعوة علی الذکر و کلاہما متعلقان بالنطق فہیئۃ اسم

محاسبۃ فی الجمل و الفہا غیر محاسبۃ لکون الاولی مکتوبۃ غیر ملفوظۃ و الثانیۃ

بالعکس و علی ہذہ الضابطۃ بعد المشتد حرّفاً و احداً (الخ) یعنی مورّضین کی بناء

کتابت پر ہے خلاف علمائے عروض اور اہل دعوتہ کے پس بتحقیق علمائے عروض

اور اہل دعوتہ کی بناء تلفظ پر ہے - اس لئے کہ عروض کا مدار وزن پر ہے

اور دعوتہ کا مدار ذکر پر اور یہ دونوں نطق سے متعلق ہیں پس ہمزہ لفظ

اللہ کا حساب جمل میں داخل ہوتا ہے اور الف اللہ کا محسوب نہیں ہوتا کیونکہ ہمزہ

مذکور مکتوبی ہے اور غیر ملفوظ اور الف اس کے عکس میں اور اسی ضابطہ
حرف مشدّد ایک گنا جاتا ہے۔ الخ
پہر آپ ہی نے خزانہ عامرہ میں بعض من ترجمہ ناصر علی سرمندی فرمایا ہے
کہ اہل جمل کے نزدیک کتابت معتبر ہے نہ تلفظ اور یہ اہل عروض و اہل دعوت
کے خلاف ہے۔

نصہ الوفا فی الہوری نے مطالع النصیریہ میں فرمایا ہے کہ حساب
الحروف بالجمل فی عمل التواریخ بالحروف علی حسب ما یتب (انتہی) یعنی عمل
تواریخین حساب جمل حروف کا بلحاظ کتابت ہوتا ہے۔

صاحب معدن الجواب محققین متذکرہ بالا کے حوالہ سے فرماتے ہیں
کہ حساب جمل میں حروف مکتوب کا معتبر ہونا متحقق ہو چکا پس لفظ مصطفیٰ کا آخر
حرف یاے حطی محسوب ہوگا اگرچہ یا نہیں پڑی جاتی۔ اور لفظ صلوة میں واو
کے عدد لئے جاویں گے اگرچہ وہ تلفظ سے خارج ہے۔

مؤلف عرض کرتا ہے کہ جس زبان میں تاریخ لکھنا مقصود ہے اس کے
رسم الخط سے مورخ کو واقف ہو رہنا ضرور ہے ورنہ مورخ کی محنت غلطی سم
الخط کی وجہ سے ضائع جانے اور مادہ تاریخ کے غلط ہونے کا اندیشہ رہے گا
اگرچہ رسم الخط السنہ کو متعلق متعدد و مختصر سے رسائل لکھے گئے ہیں لیکن
خاص کر اسی بیان کے حصہ آئندہ میں ہم کیقدر اس کو بھی بیان کریں گے
اگر کسی آیہ فرقانی سے مادہ حاصل کرنا مقصود ہو تو رسم الخط قرآنی
کی پابندی ہونی چاہیے اس لئے کہ عربی الفاظ کے عام رسم الخط کے مقابلہ

مین رسم الخط کلام پاک مخصوص ہے۔

قواعد خاص | ہم اس بیان میں مناسب خیال کرتے ہیں کہ اپنے سلسلہ بیان کو حروف تہجی کی ترتیب پر مبنی کریں اور ہر ایک حرف کے ضمن میں رسم الخط زبان عربی و فارسی و اردو کے مختصر سے قواعد بھی بیان کرتے ہوئے چلیں۔ تاکہ یہ کتاب شائقین فن جمل کو رسائل رسم الخط سے بھی ایک حد تک مستغنی کر دیوے جس قدر قواعد خاص اس بیان میں لکھے جاویں گے وہ تواتر اسی اصول عام پر مبنی ہیں جو گزشتہ حصہ میں گزرا۔

(الف)

(۱) عربی اور فارسی زبان میں جو الف صدر کلمات میں واقع ہوتا ہے وہ حقیقت ہمزہ ہے۔ لیکن بدین وجہ کہ وہ کتابت میں الف کی شکل میں لکھا جاتا ہے اہل جمل کے پاس وہ الف ہی ہے اور اس کا عدد جمل ایک ہے جیسے۔ ابن۔ ام۔ امر داو۔ اسفندار۔ وغیرہ۔ اردو والے اس کے خلاف ہیں یعنی وہ ہمزہ صدر کلمات کو ہی الف ہی مانتے ہیں نہ ہمزہ۔ صاحب فرہنگ آصفیہ لفظ ہمزہ پر فرماتے ہیں کہ اردو میں ہمزہ وہ منحنی لکیر ہے جو لام الف کے بعد بشکل (ء) آتی ہے۔ پس الف کی نسبت ہمارے مقصد کے لئے صرف یہ کلیہ کافی ہے کہ کتابت حروف لفظ میں جو ہمزہ الف کی شکل پر لکھا جاتا ہے اعم ازینکہ وہ تعریفاً ہمزہ ہو یا الف لیکن باغراض جمل الف سمجھا جاوے گا اور اسکا ایک عدد محسوب ہوگا۔

(۲) قدیم رسم الخط میں الف محدودہ کو دو الفون کی شکل میں لکھنے کا دستور تھا فرہنگ جہانگیری وغیرہ میں اس طریقہ کی مثالیں اب تک موجود ہیں لیکن مثلاً

فارس نے اس طریقہ کو ترک کیا ہے اور اب الف پر ایک چوٹا سا مد لکھ دیا جاتا ہے
 اردو کے رسم الخط میں بھی یہی طریقہ ہے لیکن عربی والون نے اب تک دو الف لکھنیکا
 طرز جاری رکھا ہے تاہم دوسرا الف جو بعض مد ہوتا ہے وہ قد میں بہت چوٹا لکھا
 جاتا ہے جیسے لفظ المنو کا دوسرا الف اگرچہ قرائت خود بتلا رہی ہے کہ دو الف کی وجہ
 سے مد کی آواز پیدا ہوتی ہے لیکن رسم الخط عربی نے اس کا فیصلہ کر دیا ہے کہ حرف
 لفظ میں پہلا ہمزہ جو شکل الف ہے وہ ایک ہی ہے اور دوسرا چوٹا الف کہڑا زبر
 ہے جس سے اسی مد کا فائدہ حاصل ہوتا ہے جو فارسیوں کی کتابت میں مروج ہے۔
 پس ابن جمل کا اتفاق اسی پر ہے کہ لفظ المنو میں چوٹا الف اس لئے محسوب
 نہ ہوگا کہ وہ کہڑا زبر ہے۔

صاحب سہۃ المرجان نے درست فرمایا ہے کہ یَعْدُ المَشْدَّ حَرْفًا وَاحِدًا
 کالمَشْدَّ وَکَذَٰلِکَ الْهَمْزَةُ الْمَمْدُودَةُ کَالْمَنْ (انتہی) یعنی مشدداً ایک ہی شمار کیا جاتا
 ہے جیسا کہ لفظ مشدداً وادیر بھی حکم ہے ہمزہ ممدودہ کے لئے جو لفظ المن میں ہے۔

صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ حرف ہمزہ در زبان عربی و فارسی
 و ترکی و ہندی ہر گاہ در صدر کلمہ پیش از الف واقع شود بکتابت در نیاید و علاتش
 در عربی و ترکی فتحہ راست بصورت الف خروک بالائے الف می نویسند مثل
 البار و اوم و در فارسی و ہندی خطک کج عرضی کہ آنرا مد می نامند بالائے خنیں
 الف کہ آنرا ممدوہ می گویند می نگارند مثل آباد و آزاد و آمدن و چنین ہمزہ در حسا
 جمل محسوب نہ میشود کہ حرفے نباشد۔

صاحب فادہ تاریخی کا بھی یہی مذہب ہے اور کلام استادان فارس میں بھی

اسی قاعدہ پر عمل پایا گیا ہے جیسا کہ محترم کاشی نے شہزادہ روم کی آمد میں ایک تاریخ لکھی ہے جس میں الف مدودہ کا صرف ایک ہی عدد محسوب ہوا ہے وہی

تاریخ آن قرآن طبعیہ مذم عقل گفت	بوسید کا مجوری جوان شاہ راز کا ب
تاریخ آن مفارنہ کردم سوال گفت	ماہ عجب رسید بیا بوس آفتاب

سنجر طہرانی نے تثنیہ ہجری میں مع شاہ جہانی میں ایک قصیدہ لکھا ہے جس کے ہر مصرع سے تاریخ نکالی ہے۔ اس قصیدہ میں بھی الف مدودہ کا عدد ایک ہی محسوب ہوا ہے۔ یہ مصرع اسی قصیدہ کا ہے (ع) زجود شاہ جہان بادشاہ ملک آراے (۱۰۰۰)

اس میں کچھ شک نہیں کہ متقدمین فارس میں اس کا رسم الخط دو الف کے ساتھ تھا جیسا کہ بعض فرہنگ ہائے فارس سے اس کی تصدیق ہوتی ہے اور غالباً انکا یہ طرز عربی رسم پر مبنی تھا جو اب تک قائم ہے لیکن جب متاخرین نے اس کو لایا اور رسم الخط عربی کی حقیقت کی صراحت عربوں نے کر دی جس کا ذکر اوپر ہوا ہے تو پہر کوئی وجہ نہیں ہے کہ کلمہ عام اور قواعد کے برخلاف الف مدودہ کے عدد دو محسوب ہوں۔ صاحب مخص تسلیم کو اصرار ہے کہ الف مدودہ کو عدد دو ہی محسوب ہونا اور مرزا محمد جعفر ارجح نے اپنی تالیف ارمغان میں بھی انہیں کے ساتھ اتفاق فرمایا ہے اور سند میں کلیم مہدانی کی تاریخیں پیش ہوئی ہیں جن کی نقل ذیل میں کی گئی ہے

بہر تاریخ قرآن کو درقم کلک تسلیم	مہد جمشید بسیر منزل بلقیس آمد
	ولہ
داد ایزد بہادشا و جہان	خلفہ ہیمو نو گل شاداب

چون بدین مژدہ آفتاب انداخت طبع دریافت سال تارخیش	افسرخویش بر ہوا چو جاب ز درقم آفتاب عالم تاب ۱۰۲۹ - ۱ = ۱۰۲۸
از جلوہ شادانِ فرخ پئے فتح تایخ فتوحات شہنشاہِ جہان	داد از پے ہم ساقی دورانِ مئے فتح بنوشت کلیم آمدہ فتح از پے فتح
<p>ہم کہتے ہیں کہ کلیم ہمدانی کا پایہ فنِ اجل میں کچھ ایسا بلند نہ تھا جس کی پسند ہم قاعدہ عام اور استادانِ فن اور ائمہِ اجل کے قول کی خلاف ورزی کریں ائمہِ اجل کی احتیاط اس درجہ میں تھی کہ وہ مختلف فیہ مسائل میں مذاہب مختلفہ کا ذکر کر کے یہ لکھ دیتے تھے کہ خواہ اسپر عمل کر دیا او سپر لیکن اس خاص مسئلہ میں اون کی رائے قطعی ہے۔ اور استادانِ عجم نے بالاتفاق اسی کی پیروی کی ہے۔ صرف کلیم ہمدانی کا کلام اس کلیۃ عام کے خلاف عمل کرانے کے لئے کافی نہیں ہے۔</p> <p>صاحبِ لمخص تسلیم نے اپنی رائے کے خلاف عمل کرنے والے استاد کو کوبت کچھ برا بھلا کہا ہے اور سخت سست الفاظ میں اون کو یاد کیا ہے اور اسی کے ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ ہماری تاریخوں میں الف مدودہ کے دو عدد محسوب ہوئے ہیں ہم کو بہت افسوس ہے کہ لائقِ مؤلف نے یہ اچھا نہ کیا۔ ایسا طرز ایک فاضل مؤلف کے نمایاں نہیں ہے کہ ایک ایسے مسئلہ میں جس میں بلند پایہ محققین کا اتفاق ہے زبانِ درازی کریں۔ آپ کی پیروی وہی لوگ کریں گے جن کو یہ طرز پسند ہے۔</p> <p>ہمارا مذہب یہی ہے کہ الف مدودہ کا صرف ایک ہی عدد محسوب ہو۔</p> <p>محشم کاشی اور سنجر طہرانی کے سوا جن کے کلام کی سند ہم نے اور پر لکھی ہو</p>	

حسن ہروی نے بھی اپنے ایک قصیدہ تاریخی میں کئی جگہ الف مدودہ کا استعمال کیا جس کا صرف ایک ہی عدد لیا ہے۔ ہم نے اس قصیدہ کے چند اشعار کو اسی بیان میں حرف ک کو ذیل میں نقل کیا ہے جن میں کئی جگہ الف مدودہ سے کام لیا گیا ہے معزز ناظرین اس کو ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) جو ہمزہ کہ وسط کتابت میں شکل الف لکھا جاتا ہے جیسے (سأل) میں سین کے بعد۔ وہ بھی اہل حمل کے پاس الف ہے اگرچہ عربوں نے اس ہمزہ کا اظہار تکراراً اسلم کیا ہے کہ قاری کو اس کی اطلاع رہے کہ یہ الف نہیں ہے بلکہ ہمزہ ہے تاہم اہل حمل نے صورت کتابت کو معتبر خیال کر کے اس کو الف مانا ہے پس لفظ (سأل) کے اعداد (۹۱) محسوب ہوں گے۔ لفظ (سأل) میں فارسیوں نے حرف دوم کو الف ہی مانا ہے اسی طرح اردو میں بھی لفظ (چال) (ڈال) کا حرف دوم الف ہے۔ صاحب معدن الجواہر نے بھی اس کا ذکر فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ اگرچہ لفظ (حینئذ) حین اذا کا مخفف ہے اور حین اذا میں ہمزہ شکل الف موجود ہے لیکن چونکہ حینئذ کی کتابت میں شکل الف متروک ہے لہذا اس کا ہمزہ محسوب نہ ہوگا۔ بلکہ ہمزہ کے بدلے یا کے عدد محسوب ہوں گے برخلاف اس کے سأل میں حرف دوم الف محسوب ہوگا اس لئے کہ رسم الخط نے اس کی صورت کتابت کا فیصلہ کر دیا۔ (۴) لفظ موسیٰ کا الف مقصورہ اگرچہ کتابت میں چھوٹا سا قد لئے ہوئے موجود ہے لیکن وہ کتابت کے قاعدہ سے الف نہیں ہے اس لئے کہ کتابت میں اس کو عرض یا موجود ہے اور اشارۃ الف مختصر صرف ایک رسم الخط کی علامت ہے تاکہ قاری اس یا کو الف کی آواز میں پڑھے اور قاعدہ رسم الخط میں اس علامت کا ترک

بھی جائز ہے پس لفظ موسیٰ کے اعداد ۱۱۶ محسوب ہوں گے۔

صاحب جہ المرحان نے بعض ضائع تاریخ لکھا ہے کہ الالف التي تكتب على صورة اليا رتعد یا رتعدی و یحیی (انتہی) یعنی جو الف یا کی صورت میں لکھا جاتا ہے وہ یا شمار ہوگا جیسے حصی و یحیی۔

(۵) رسم الخط عبری میں کبھی الف وسط کلمہ میں آتا ہے اور پڑھنے میں ظاہر ہوتا ہے اور اس کے وجود کی علامت کھڑے زبر کے ذریعہ سے کتابت میں بھی ہوتی ہے لیکن حروف مکتوبہ میں داخل نہیں سمجھا جاتا جیسے لفظ صلوة کا الف اور یہی کیفیت لفظ الہ اور اللہ اور رحمٰن اور استحق و لکن و ہذا کے الف کی ہے۔ اس کے متعلق اہل جمل کا یہی حکم ہے کہ رسم الخط کے تابع رہو۔ یعنی اگر کسی آیہ قرآنی سے تاریخ حاصل کرنا مقصود ہو تو رسم الخط قرآنی معتبر ہوگا یعنی رحمٰن میں الف محسوب نہ ہوگا اس لئے کہ وہ کتابت لفظ میں داخل نہیں ہے اور کھڑے زبر کے حکم میں یہی حکم لفظ الہ اور اللہ کے لئے ہے۔ اور یہی عمل لفظ استحق میں ہوگا۔ لکن اور ہذا میں رسم الخط عبری نے تصفیہ کر دیا ہے کہ لام لکن کے بعد کا الف اور زیر ہا کے ہذا کے بعد کا الف۔ الف نہیں ہے بلکہ کھڑا زبر ہے۔ پس ان تمام الفاظ میں الف داخل حساب جمل نہ ہوگا۔ محققین جمل نے اس کے متعلق کافی صراحت کی ہے۔

لیکن جن الفاظ میں رسم الخط فارسی نے الف کو داخل لفظ کیا ہے اس کو حساب جمل میں محسوب کرنا فارسیوں کے لئے لازمی ہے جیسا لفظ سلیمان جسکی کثرت فارسی میں الف موجود ہے۔

حکیم کاشی نے جلوس شاجہان کی تاریخ میں ایسے الف کو محسوب نہیں کیا

اور ہماری رائے میں اون سے تسامح ہوا ہے اس لئے کہ اونہوں فرمادہ تاریخ زبان فارسی میں لکھا اور رسم الخط کے خلاف عمل کیا۔ اگر رسائل رسم الخط فارسی سے لفظ سلیمان میں صرف کپڑا زبر لکھنا جائز قرار پائے تو مورخ پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

بادشاہِ بحر و بر شاہِ جہان	کز سخا چون مہر تابان آمدہ
سالِ تاریخِ جلوسش گفت چرخ	وارثِ ملکِ سلیمان آمدہ

(نوٹ) اس تاریخ میں بھی الف مدودہ کا عدد صرف ایک محسوب ہوا جس کا بیان گزر چکا ہے۔

اسی تقریب پر اسیر شوقی نے بھی تاریخ کہی ہے جس سے ۳۰۰ اکڑ تصدیق تھی

بادشاہِ جہان و شاہِ جہان	خرم و شاد و کامران باشد
حکم اور خلافت و عالم	تاجان بادور جہان باشد

باقرگیلانی نے تاریخِ جلوس بادشاہِ عالم گیر میں عبارت ذیل کے ہر ایک فقرہ سے تاریخ نکالی ہے اور لفظ حرمین بقاعدہ رسم الخط فرقانی الف کو ترک کیا ہے۔

آفتابِ ملکِ احسان سایہ حرمین ۱۰۶۸ پناہ تاجرانِ عالم و عالمیان ۱۰۶۸

(نوٹ) اس تاریخی عبارت میں بھی الف مدودہ کا ایک ہی عدد محسوب ہوا ہے جس کی بحث گزر چکی۔

مرزا بدیع نصیر آبادی نے تاریخِ قصر شاہِ سلیمان میں الف لفظ سلیمان کو حذف کیا ہے اور رسم الخط فرقانی کی پابندی کی ہے۔

چون شاہ سلیمان شاہ اقبال بلند	شد بانی این سکن ہجرت پیوند
۱۰۸۰	۱۰۸۰
از جشن و نشاط و کامکاری دائم	دروے جاے بادشہ و ولتمند
۱۰۸۰	۱۰۸۰

ہماری رائے میں ان استادوں نے قاعدہ عام کی خلاف ورزی کی ہے اگر ان کے اس کلام کی سند سے فارسی کے رسم الخط کو لفظ سلیمان کی نسبت رسم الخط قرآنی کے مطابق تسلیم کیا جائے تو پہر کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا۔

مجتہد العصر مولانا دلدار علی نے تاریخ وفات نواب آصف الدولہ میں دو کہڑے زبر کو الف محسوب فرمایا ہے۔

ہنہا روح وریحان و جنت النعیم ۱۲۱۲ ہجری
مولانا الفاط (ہنہا) اور (جنت) دونوں میں کہڑے زبر کو الف قرار دیکر ان کے عدد محسوب فرمائے ہیں۔ اور یہ اون کی بدیہی غلطی اور قاعدہ جبل کی خلاف ورزی ہے۔

(۶) لفظ اطیعوا کا الف آخرہ اگرچہ پڑھنے میں داخل نہیں ہے لیکن بیوجہ کہ کتاب میں بلحاظ رسم الخط الف موجود ہے حساب جبل میں الف محسوب ہوگا یعنی (اطیعوا) کے عدد ۹ شمار ہوں گے۔ مولانا مولوی عبدالباسط نوٹا دلاور خان شاہ جہان پوری کی تاریخ لہم دار السلام عند ربہم بما کانوا یعلمون (۱۱۴۰) لکھی ہے اور موافق قاعدہ ہے۔ صاحب لخص تسلیم نے بھی اسکو تسلیم فرمایا ہے اور اس میں استادان جبل کو کوئی اختلاف نہیں ہے۔

(۷) اسی طرح الف وصل بعض وقت باوجودے کہ کتابت میں ہوتا ہے مگر قرا
میں نہیں آتا یہ حساب جمل میں محسوب ہوتا ہے جیسا کہ (الا اللہ) کے عدد (۹۸)
محسوب ہوتے ہیں۔

فارسی میں جو حمزہ وصل لفظ بودہ است کے وسط میں آتا ہے اس کو مختلف
اشکال ہیں۔ فارسیوں کا قول ہے کہ بعد بے ہو چنیں الف حذف نحو اشد
چنانچہ کردہ است و بودہ است اگرچہ اس کو کردست یا بودست پڑھیں لیکن
کتابت میں ہ اور آ دونوں کو قائم رکھنا چاہیے۔ پس اسی قاعدہ کو لحاظ کر
حساب جمل پابند کتابت رہے گا۔

پھر فارسیوں نے کہا ہے کہ بعد حرف با و حرف نون چنیں الف حذف اشد
(۸) زحمتش حال میخانہ خرابست : کہ ساقی پیچھے یاد در رکابست (۹)
غیرت ابر بہاران چشم گریان منست : یک چمن گل کردہ بر ہر نوک مرگان منست
اسی طرح فارسیوں نے الف بعد الف کو بھی حذف کرنے کا حکم دیا ہے
جیسے (ع) عشق خانہ خراب مولد ماست :

پس قاعدہ یہ ہے کہ قواعد فارسی نے جس الف کو کتابت میں حذف کر لیا
حکم دیا ہے وہ نہ کتابت میں قائم رہے گا اور نہ حساب جمل میں اور جس الف
وصل کو قواعد فارسی نے کتابت میں قائم رکھا ہے وہ نہ کتابت سے حذف ہو سکیگا
اور نہ حساب جمل سے۔ ہم نے اس موقع پر بعض قواعد فارسی کا ذکر مثیلاً کیا ہے
ہمارا یہ بیان قواعد فارسی کا جامع نہیں ہے اور نہ جامعیت کا موقع اور محل ہے
جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے وہ بطور مثیل ہے۔

۸۱ اسی طرح لفظ زید آکا الف تنوین حالت نصب میں داخل کتابت ثبوت
لیکن بجز حالت وقف کے پڑا نہیں جاتا بعض شعرا نے حالت وقف میں بھی
اس کو عروض شعر سے خارج رکھا ہے لیکن بدین وجہ کہ کتابت میں اس کا
وجود ہے لہذا حساب جمل میں محسوب ہوگا۔

صاحب مخصّص تسلیم فرماتے ہیں کہ فارسیوں نے بعض وقت اس کا قاف
نون کے ساتھ باندھا ہے جیسا کہ مولوی معنویؒ نے (۷) موسیٰ و پیس علی
زمن پُر نرم باید گفت قولاً لیتنا پُر آپ فرماتے ہیں کہ ایسی حالت میں لفظ
لیتنا کا الف نون کی قائم مقامی چاہتا ہے۔ ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے اس لئے
کہ قاعدہ جن کی کتابت کی پابندی کا حکم دیتا ہے قرائت کو اس میں کچھ دخل نہیں ہے
فارسی میں ایسا قافیہ درست ہے یا نہیں وہ دوسری بحث ہے جس کا یہ محل
نہیں ہے۔ بہر حال لیتنا کا آخر حرف حساب جمل میں الف محسوب ہوگا اور
اس کا ایک ہی عدد لیا جاوے گا۔

اگرچہ ب کے متعلق ہم کو کسی قاعدہ خاص کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے
لیکن صرف اس قدر عرض کر دینا مناسب خیال کرتے ہیں کہ رسم الخط فارسی
میں وہ بائے عربی جو بمعانی مختلفہ مستعمل ہوتی ہے یا بائے زائدہ جو ابتدائاً
میں واقع ہوتی ہے خصوصیت الفاظ زبان فارسی۔ غیر افعال میں کہیں لفظ کے
ساتھ متصل لکھی جاتی ہے اور کہیں منفصل اور بصورت ثانی انہما حرکت فتحہ کر کے اس
لئے مختفی پڑائی جاتی ہے۔

جیسے بسر و بتن جس کو رسم الخط نے اجازت دی ہے کہ لفظ سر و تن سے بے کہ جدا بھی لکھہ سکتے ہیں مثلاً بہ سر و بہ تن محققین رسم الخط نے قواعد مذکورہ کے ذریعہ سے یہ بات نہیں دکھلائی ہے کہ کن الفاظ میں بے کا متصل لکھنا ضرور ہے اور کن حالات میں جدا لکھنا لازم ہے۔ بلکہ کاتبین کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ الفاظ عبرانی کے سوا جو فارسی میں مستعمل ہوں الفاظ زبان فارس میں جو غیر افعال ہوں چاہیں بے کو حروف لفظ کے ساتھ ملا کر لکھیں یا ہائے مخفی کے ساتھ جدا۔

صورت آخرہ میں جمل کا قاعدہ عام اس کا متقاضی ہے کہ بلحاظ کتابت ایسی بے کے عدد ہائے مخفی کے ساتھ (ء) محسوب ہوں محققین فن کی رائے یہ ہے کہ ہائے مخفی کا عدد ہرگز محسوب نہ ہونا چاہیئے۔ اور اس کلمۂ متذکرہ قاعدہ عام کے قائم رہنے کے لئے مورخین کا فرض ہے کہ ہمیشہ اس قسم کی بے کو متصل بہ لفظ لکھا کریں اور منفصل لکھنے کا قصد ہی نہ کریں گو کہ رسم الخط نے اس کی اجازت دی ہو۔

اگر اس ہدایت کی پابندی نہ ہوگی تو مادہ تاریخ خطرہ میں رہے گا یعنی اگر (بسر یا بفرق) کو موخ نے (بہ سر و بہ فرق) لکھ کر بے کے عدد کو ہائے مخفی کے ساتھ محسوب کیا ہو تو ممکن ہے کہ نقل نویسی میں کبھی بے کا اتصال لفظ سر و فرق کے ساتھ واقع ہو اور ہائے مخفی کے پہنچ عدد کا گھٹا مادہ تاریخ کو برباد کرے۔ اس نحو مخاطہ طریقہ یہی ہے کہ فن جمل کے اغراض کے لحاظ سے ب کو ملا کر لکھیں۔

صاحب مخلص تسلیم فرماتے ہیں کہ اکثر مردم این عصر بے موحدہ البصوت

(بہ) می نویسند و عددش ہفت می گیرند این ہفت مشتاق ہفت ہشت است کہ بر زبونی فکر و عاجزی طبیعت آہنہ دلیل قومی دارد کہ در کلام اساتذہ با موحداً باشند

با نیامده است۔ ہم نہ اس درشت بیانی کو پسند کرتے ہیں اور نہ مطلق الغنائی کو قواعد فن سے کام لینا چاہیے۔ اور عقل سلیم یہی اس تصفیہ کے لئے موجود ہے کہ استادوں نے جو کچھ کہا ہے وہ کن خوبیوں پر مبنی ہے۔

شعراے عجم کا بھی یہی مذہب ہے۔ ملا محشم کاشی نے جلوس شاہ اسمعیل میں ایک رباعی لکھی ہے جس کے آخر شعر میں باے موحده کو متصل لکھا کہ صرف دو عدد ہیں

در ہر فنش دلا بہ از اہل جہان	دانشد بلا ف مہر شاہ اسمعیل
۹۸۲	۹۸۲

حضرت استاد می معنی دکنی اپنے رسالہ مناظرہ معنی میں فرماتے ہیں کہ جانے کہ کتابت صورت کلمہ بد نماید و برخوانندہ نوع و شواہی در نظر گردن آید۔
می نویسد چون ببیند و نمی نویسد چون ببیند و جائیکہ چنین نیست متصل گوید
چون بخور و بین و بخدا اگر کسی برائے پرکردن اعداد تالیخ چنین نویسد خور
بین۔ بہ خدا۔ و برائے کم کردن اعداد چنین نویسد۔ ببیند۔ خلاف رسم الخط
باشد و نزد مورخان محققین ناجائز۔

ہم اس کو نقل کرنے کے بعد اس قدر اضافہ ضرور کریں گے کہ صاحبان رسم الخط نے اس باے موحده کے متصل یا منفصل لکھنے کا کوئی تصفیہ نہیں کیا ہے یہی وجہ ہے کہ محتاط محققین حمل نے اس ب کی نسبت و فیصلہ کیا ہے جس کو ہم نے اوپر لکھا۔ اگر رسم الخط میں بطور کلیہ کے کوئی قاعدہ بیان ہوتا یا اس قاعدہ رسم الخط کی کوئی سند ملے آتی جس سے ہم اس وقت تک محووم ہیں تو آسانی کرتا ہم اُس کی پیروی کر سکتے۔ اس لئے کہ اعداد حمل کا دار و مدار رسم الخط پر ہے۔

ت

تاءِ عربی رسم الخط کے لحاظ سے دو اشکال میں لکھی جاتی ہے۔

(۱) دراز جیسے (ت) جس کا نام عربی میں تاءِ مبسوطہ ہے۔ اور اردو میں لائے تے

(۲) دوسری گول جیسے (ة) اس کو عربوں نے تاءِ مدورہ و مربوط کہا ہے اور

اردو والوں نے گول تے سے نامزد کیا ہے۔ اور چھوٹی تے بھی۔

عربی میں بعض خاص مقامات پر تاءِ مبسوطہ متعل ہے۔

(۱) جس لفظ میں تاءِ پہلی ہو جیسے بیت وغیرہ اسی کے ضمن میں چند خاص الفاظ

ہیں جن کی تے تاءِ پہلی کے حکم میں داخل کی گئی ہے۔ جیسے۔ لات۔ منات۔ ذات

بنت۔ اخت۔ کیت۔ زیت۔ لیت۔ وغیرہ۔

(۲) جس لفظ میں تاءِ جمع مونث سالم ہو جیسے حرکات۔ سکنت۔ جہات وغیرہ

(۳) جس لفظ میں تاءِ علامت تانیث فاعل ہو جو فعل میں آتی ہے جیسے فعلت۔

(۴) جس لفظ میں تاءِ ضمیر ہو جو فعل ماضی سے مخصوص ہے جیسے۔ فعلت

فعلت۔ فعلت۔

ان کے سوا جو تاءِ تانیث اسم میں واقع ہو عموماً گول لکھی جاتی ہے جیسے

فلاحۃ۔ ملاحۃ۔ حفاظۃ۔ وغیرہ۔

جب کبھی تاءِ مدورہ حالت وقف میں ہو۔ تو اس کی کتابت سے نقطوں کا

حذف کرنا جائز ہے جس کی صورت مثل ہاے ہوز کے رہ جاتی ہے اور قرأت میں

بھی (ہے) کی آواز۔ پس دراز تے یعنی تاءِ مبسوطہ کے عدد تو اہل جمل کے پاس

بالاتفاق ۴۰۰ ہیں لیکن تاءِ مربوط کے اعداد میں اختلاف ہے اور اسی اختلاف

کی وجہ سے ۳ مذہب قائم ہو چکے ہیں۔

(۱) عموماً گول تے کے عدد مثل درازتے کے ۲۰۰ محسوب کرتے ہیں۔

(۲) عموماً گول تے کو (بے) قرار دیکر اس کے پانچ عدد لیتے ہیں۔

(۳) گول تے کے عدد حالت وقف میں پانچ لیتے ہیں اور غیر وقف میں ۲۰۰۔

نمبر (۱) کا قول ہے کہ اہل جمل کا قاعدہ عام کتابت اور رسم الخط مغربی ہے اور رسم الخط مغربی بر حقیقت ہے۔ صاحبان رسم الخط نے تے مربوط یا مدور کے لئے گول شکل دو نقطوں کے ساتھ قرار دی ہے اور اس شکل مدور کا نام تہی ہے پس کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم اس کو (تے) ماننے کے بعد اس کے عدد ۲۰۰ محسوب نہ کریں۔ اگر حالت وقف میں اس کے نقطوں کا حذف کرنا جائز ہو اور نقطوں کے حذف ہونے کے بعد اس کی صورت (ہے) سے مشابہ ہو جاتی ہو اور وقف کی وجہ سے قرائت میں اس سے (ہے) ہی کی آواز نکلے تو اس اعتبار سے اس کی حقیقت زائل نہیں ہوتی۔ اگر نحو میں نے اپنی اصطلاح میں اس کو باطل تائید سے موسوم کیا ہو تو اون کا صرف اصطلاحی عمل اس کی حقیقت کو باطل نہیں کرنا پس تے مدور کے عدد ہر حالت میں ۲۰۰ محسوب ہونے چاہئیں

نمبر ۲ اس کے خلاف ہیں اون کی رائے میں گول تے بجا صورت کتابت (ہے) ہے۔ اور بدین وجہ کہ جمل کے قاعدہ عام نے مکتوب کو معتبر مانا لہذا ان کی رائے میں گول تے کے عدد مثل (ہے) کے پانچ محسوب ہونے چاہئیں اس لئے کہ کتابت میں اس کی شکل مثل ہے کے ہے اسم ازین کہ وہ حالت وقف میں ہو یا غیر وقف میں اون کا قول ہے کہ ہر گاہ نحو میں نے گول تے کو باطل تائید

سے نامزد کیا ہے تو کوئی وجہ نہیں ہو کہ اس کے عدد ۴۰۰ محسوب ہو جائے
 نمبر ۳ کہتے ہیں کہ گول تے غیر حالت وقف میں - بلاشبہ تے ہے
 اس لئے کہ اس کی صورت خاص لفظوں کے ساتھ تے ہی کے نام سے موضوع
 اور قرأت میں اس کی آواز سے بھی تے ہی کا وجود ثابت ہے پس کوئی وجہ نہیں
 ہے کہ اس کے عدد ۴۰۰ محسوب نہ ہوں البتہ حالت وقف میں اس کا عدد پانچ
 محسوب ہونا چاہیئے اس لئے کہ کتابت سے نقطے بھی حذف ہو جاتے ہیں اور قرأت
 میں آواز بھی بدل جاتی ہے اور اس کی شکل اور ہ کے کی شکل میں کوئی فرق بھی باقی
 نہیں رہتا اور نحو میں نے اس کو ہ ہی سے تعبیر کیا ہے لہذا کوئی وجہ نہیں ہے
 کہ ہم اس کے عدد ۴۰۰ محسوب کریں -

صاحب تجوید المرجان نے بعض ترجمہ شیخ محمد سندھی - مدنی بحوالہ کتاب عقد

الجواہر للشریف محمد بن ابی بکر الشافعی ابا علوی فرمایا ہے کہ فاذا اتفق اللفظ والتم
 هذا لك واضح وان اختلفا كحزوة و طلحة التاليف بالتار والرسم بالهـا فقتل
 المعتمد المرسوم دون الملقو و قيل الا اعتبار باللفظ لا بالرسم - قال الشرف
 عبد اللہ المدبر الیمینی - القول الاول المعمول علیہ والثانی نادر -

یعنی جب تلفظ اور رسم الخط میں اتفاق ہو تو کوئی جھگڑا ہی نہیں ہے لیکن
 اگر دونوں میں اختلاف ہو جیسے لفظ (ہمزہ) اور (طلحہ) جس کا تلفظ تے کے ساتھ
 ہے اور کتابت کے ساتھ تو اس حالت میں بعض نے کہا ہے کہ کتابت معتبر ہے
 برخلاف قرأت کے اور بعض نے کہا ہے کہ لفظ معتبر ہے نہ رسم الخط - اور شریف
 عبد اللہ مدبر یمینی نے قول اول کو معتبر کہا ہے اور قول دوم کو نادر -

اکثر اہل تحقیق نے ان اقوال کو بیان کرتے ہوئے اپنی رائے سے سکوت اختیار کیا ہے اور بعض انہیں اقوال کو اپنا دستور العمل قرار دیتے ہیں۔

پھر غلام علی آزاد بگرامی ہی نے بعض رسائل عبد الجلیل بگرامی سے نقل

کیا ہے کہ تاء التانیث التی تکتب علی صورة الباء یا خذون عنہا خمسة

لا اربع مائة اعتباراً للصورة الخطیة ولا مشاحة فی الاصطلاح وللحریری

فی المقامات خطبة غیر منقوطة وقعت فیہا مساورة الاعلال ومصادمة

المال والال فاعتبر التاء فوقانیة فی القریئین غیر منقوطة مع انہا لیست

فی الحاکمة الوقیة وتلفظ منقوطة لانہا ترسم علی صورة الباء وہی عاطلة

عن النقطة۔ ثم تاء التانیث اذا لم تکتب علی صورة الباء تكون علی صلبہا

ویؤخذ عنہا اربع مائة مثلاً اذا الحق بالمساورة والمصادمة ضمیر ویقال

مساورتہ ومصادمتہ (الخ) یعنی وہ تاء تانیث جو (ھے) کی شکل میں لکھی

جاتی ہے اہل جمل اس کے پانچ عدد دیتے ہیں نہ چار سو۔ اور یہ عمل صورت خط

کے اعتبار سے ہے۔ اور نہیں گرفت ہے قرار وادین

اور مقامات حریری میں ایک خطبہ غیر منقوطة ہے جس میں الفاظ مسائرہ

الاعلال ومصادمة المال والال واقع ہوئے ہیں۔ پس ان دونوں الفاظ میں

صاحب حریری نے تاء فوقانیہ کو بدون نقطوں کے استعمال کیا ہے باوجود

اس کے کہ حالت وقف میں نہیں ہے اور باوجود کے کہ نقطوں کے ساتھ پڑھی

جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ (تے) (ھے) کی شکل میں لکھی جاتی ہے

اور (ھے) نقطوں سے خالی ہے۔ پس تاء تانیث جب صورت (لا) پر

نہ لکھی جائے تو اپنی اصلیت پر رہے گی اور اس کے عدد چار سو محسوب ہوں گے
مثلاً جب کہ لفظ مساورۃ اور مصادمۃ کے ساتھ ضمیر لاحق ہو اور کہا جائے مساورۃ
و مصادمۃ۔ (الخ)

پہر آواز دینے صنعت تائید کے ذیل میں لکھا ہے کہ وتاء التانیث التی علی
صورة الباء وان لم تکن فی الحالة الوقفیة تعد باء حمزة و طلحة (انہی) یعنی تا
تانیث جو کہ (اے) کی صورت میں لکھی جاتی ہے اگرچہ وہ حالت وقف میں ہو
تاہم (اے) شمار کی جاوے گی جیسے حمزة و طلحة۔

اس سے ظاہر ہے کہ علامہ بگلرامی مذہب دوم کے پیرو ہیں۔
صاحب معدن الجواہر نے نصر پورینی مصری کی تالیف مطالع النصریہ کے
حوالہ سے فرمایا ہے کہ اما النقط فتارة یجب عند خوف البس فی مثل بار التانیث
نحو ماتہ فانہا اذا لم تنقط باء و بار ببا البس فی بعض التراکیب لفظہا ببا مضافاً
للفمیر وتارة یجوز فیہا الامران اذا لم یخف للبس۔ وتارة یمتنع نقطہا
اذا وقعت فی جمع او قافیۃ علی الباء ککنۃ وان کانوا لا یعدونہا
رویا کما سبق ذاک مفضلاً فی فضلہا فہی اذن علی ثلاثۃ اقسام ومع
کو نہا تنقط وجوبا و جوازا فقد عد باء الحری من المہمل فی خطبۃ المقامۃ
(۳۸) السمرقندیۃ نظر الصور ہا الخطیۃ تبعاً للوقف علیہا لما تقدم غیر
مرۃ ان مبنی کتابتہ الحرف الاخیر علی تقدیر الوقف حتی انہم حسبوا
فی العد و الخمسة فی ابیات التواریخ المعمولۃ بحرف الجمل و جری علی ہذا
استاذنا البکری فی شرحہ للورد السحری حیث قال ان اسمہ تعالیٰ نوی

عدوہ (۱۱۶) یوافق عدد القہوۃ وکذا لک الخیر الرملی کتب فی آخر الفتاوی
 الخیرۃ انه سئل عن الہاء المذکورۃ هل تعد فی عمل التایخ المبني علی الجملۃ
 الخمسة او تاءً باربع مائۃ فاجاب بمثل ما قلنا واطال القول فیہا بحسب
 النصوص عن الحافظ السیوطی وعن ائمۃ القراءات وغیرہم ثم قال آخرأ
 ان ہذا بحسب الاصطلاح فلما منع من العمل بجمل وقال فی النقایۃ الہاء
 تنقط الاعداد بار ومنہم الحریری (انتهی) یعنی - لیکن نقطے پس جواب
 ہو جاتا ہے نقطون کا دینا جب کہ التباس کا خوف ہو جیسے لفظ (مائۃ)
 کی ہائے تانیث پس اگر اسپر نقطے نہ دیے جاویں تو وہ مشابہ ہو جائے گی
 لفظ (مار) سے جب کہ لفظ (مار) ضمیر کی طرف مضاف ہو۔ اور کبھی جائز ہوتا
 ہے نقطون کا دینا یا نہ دینا جب کہ التباس کا خوف نہ رہے۔ اور کبھی ممنوع
 ہو جاتا ہے نقطون کا دینا جب کہ واقع ہو (ھے) سجع یا قافیہ (ہائے) ساکن
 میں۔ اگرچہ اس کو روئے میں شمار نہ کریں۔ جیسا کہ ہم نے اس کا مفصل بیان
 اس کی متعلقہ فصل میں کیا ہے۔ پس اس حالت میں اس کی ۳۳ قسمیں ہوں گی۔
 اور باوجود اس کے کہ نقطون کا دینا جائز ہو یا واجب۔ حریری نے اتریسویں
 مقامہ سمرقندیہ کے خطبہ میں (ھے) کا شمار حروف ہملہ میں کیا ہے۔ اس نظر
 کہ (ھے) کی کتابی شکل تابع ہے حالت وقف کے۔ جیسا کہ چند بار گزر چکا ہے
 کہ حرف اخیر کی کتابت کا دار و مدار حالت وقف پر ہے۔ تاآنکہ ابن جمل
 نے ابیات تریخ میں (ھے) کے عدد پانچ لئے ہیں۔ اور میرے استاد (بکری)
 نے اپنی شجہ ورد السحر میں بھی ایسا ہی کیا ہے یعنی وہ فرماتے ہیں کہ یہ تحقیق

اسم خداوند کریم (قوی) کے عدد ۱۱۶ مساوی ہیں لفظ (قہوہ) کے عدد کے اور اسے طرح خیر الدین رمل نے آخر فتاویٰ خیر یہ میں لکھا ہے کہ اونسے ہر عدد کو
 کی نسبت پوچھا گیا کہ آیا (ہے) کے عدد تین بج حمل میں پانچ لیے جاتے ہیں یا اس کو
 (تے) قرار دیکر۔ چار سو محسوب ہوتے ہیں پس اونہوں نے ہمارے قول مذکور کے
 مطابق جواب دیا اور اپنے قول پر تفصیل کے ساتھ حافظ سیوطی اور ائمہ قرائت
 وغیرہ کے اقوال سند میں پیش کئے۔ اور پھر آخر میں یہ کہا کہ ہمارا یہ قول اصطلاح
 کے لحاظ سے ہر ورنہ دو وزن طور پر عمل ہو سکتا ہے۔ اور کہا مولف نقایہ نے کہ
 ادیبوں کے نزدیک جن میں سے حریری بھی ہے (ہے) پر نقطہ نہ دینے چاہئیں
 اب صاحب معدن الجواہر فرماتے ہیں کہ ہر گاہ زبان عبری میں نامے مدور
 متعمل ہو تو اس کی دو شکلیں ہیں۔ اگر ضمائر متصلہ اور علامت تانیث اس کے
 ساتھ ملحق ہوں تو اس کے عدد چار سو محسوب ہوں گے جیسے لفظ رحمتہ اور دو
 میں۔ اور اگر ضمائر متصلہ اور علامت تانیث اس کے ساتھ ملحق نہ ہو تو پھر اس کی
 دو صورتیں ہوں گی۔ ایک یہ کہ وسط ترکیب کلام میں اور فقرہ کے اندر واقع ہو
 جیسے جنت الفردوس اور رحمتہ اللہ میں تو ایسے نامے مدور کے عدد پانچ
 لئے جاویں گے اور دوسرے یہ کہ آخر کلام میں واقع ہو اور حالت وقف میں
 رہے جیسے قسیم النار والجنۃ تو ایسے نامے مدور کو (ہے) قرار دیکر اس کو
 عدد پانچ ہی محسوب ہونا ضرور ہے۔ اور اس کے برخلاف عمل ناجائز۔
 اور جو لوگ اس آخر الذکر (تے) کے عدد چار سو لیتے ہیں ان کا
 عمل بعید از قیاس و صحت ہے۔ انتہی۔

ہم عرض کرتے ہیں کہ متقدمین کا خیال اس کے متعلق جیسا کچھ رہا ہو سکی
 صراحت اور پر ہو چکی ہے اور ایک محقق کی شان یہ ہونی چاہیے کہ وہ صرف مرد
 پسندی یا قدیم لکیر کا پابند نہ ہو بلکہ ان تمام وجوہ پر جو اس بحث سے متعلق ہیں
 کافی غور کر کے اپنی رائے کا اظہار کرے۔ ہم اس عرض کی معافی چاہتے ہیں کہ ہم کو
 صرف مذہب دوم سے اتفاق نہیں ہے کہ جس نامے مدور کی آواز دینے کی مواد
 جسیر نقطے ہی موجود ہوں اور اس کے عدد بھی (۵) محسوب ہوں۔ اسمین شک
 نہیں کہ اتفاق سلف اسپر ہے کہ اسکو (۸) سمجھیں اور پانچ عدلین۔ لیکن ہم متحر
 ہیں کہ اسکو (۸) سمجھنے کی کوئی وجہ نہیں ہے جب کہ واضعان رسم الخط نے
 اس کا نام بضرورت کتابت مقامات خاص نامے مدور کہا ہے اور اس پر
 نقطے ہی دیئے ہیں اور قرأت میں بھی (تے) ہے۔ شکل (۸) سے اس کا القبا
 نقطوں کے جدا کرنے کے بعد ہوتا ہے۔ نقطوں کے وجود میں اس کو (۸) کہنا
 ایسا ہے جیسا کہ نقطوں کے وجود میں ہم ت کو ب یا ث اس بنیاد پر کہدین کہ
 دونوں کی شکل ایک ہے۔ ہمنے اسپر ہی غور کر لیا ہے کہ رسم الخط میں (۸) کے
 اشکال دو ہیں (۱) یک چشمی (۲) جیسے (۸) اور دوسری دو چشمی (۳) جیسے
 (۴) اور الفاظ مرکبہ میں رسم الخط نے ہائے دو چشمی کی شکل میں ایک اور تغیر بھی
 کیا ہے جیسے لفظ (فلہذا) (۵) (فلہذا) ان دونوں میں دو چشمی (۶) ہی ہے
 لیکن رسم الخط میں خفیف سا فرق ہے۔ اور ایسا ہی خفیف فرق اکثر حروف کی کتابت
 مفردہ و مرکبہ میں ضرور واقع ہوتا ہے۔ پس نامے مدور کی نسبت جس کی وضع
 واضع رسم الخط نے ضرورت کتابت مقامات خاص عربی کے لئے کی ہے اور اس کے

نقطوں سے قطع نظر کر کے یہ کہہ دینا کہ (ہے) کی ایک قسم کے ساتھ مشابہ ہونے کی وجہ سے ہم اس کو حقیقت (ہے) قرار دینا ایسی بات ہوگی جیسے کوئی کہے کہ زید کے چہرہ سے ناک نکال دینے سے اس کا حلیہ بعینہ بکر کا سا ہو جاتا ہے لہذا اس کو بکر ہی سمجھو۔ ہم اصطلاحی طور پر الف کو بے قرار دے سکتے ہیں لیکن جب اصطلاحی ضرورت باقی نہ رہے تو ہرگز ایسا نہیں کر سکتے۔ مانا کہ جمل کے قاعدہ عام نے اعداد کے باب میں مکتوب کو معتبر قرار دیا ہے اور محفوظ سے کچھ سروکار نہیں کہا ہے۔ لیکن اس کلیہ کا ہرگز یہ مقصد نہیں ہے کہ ت کے ایک نقطہ کو حکماً ٹا کر اس کو ت سمجھیں اگر نقطہ کی علامت خاص سے ہم قطع نظر کریں گے تو ت کو ب یا ث سمجھ لینا کچھ مشکل نہ ہوگا۔ اور طوفان بے تمیزی پہل جاوے گا۔

سب سے بڑی بات غور اور فیصلہ کے قابل یہ ہے کہ قاعدہ رسم الخط عبرتی نامے تانیث کی نسبت یہ نہیں کہہ رہے کہ اس کو (ہے) سے بدل دو یا اس کو (ہے) ہی سمجھو بلکہ یہ حکم دیا ہے کہ اس (تے) کو مدور شکل میں لکھ کر اسپر دو قطر رکھ دو جس کا نام اہل فن نے تاءے مدور یا تاءے مبروط رکھا ہے نہ تاءے۔ اور اسی وجہ خاص سے بڑی تے کو تاءے مبسوط سے موسوم کیا۔ پس جب کہ ہم اس کو فی الحقیقت (تے) مانتے ہیں اور (تے) پڑھتے ہیں تو نقطوں سے قطع نظر کر کے (ہے) سے تعبیر کرنا صحیح غلطی ہے۔ محققین سلف نے جہاں اپنی رائے اور اپنا مذہب بیان کیا ہے وہاں یہ بھی لکھ دیا ہے کہ ہمارا خیال صرف اصطلاحی ہے اور دوسری شکل پر بھی عمل ہو سکتا ہے۔ پس متاخرین تحقیق پسند کو صرف ان کے اصطلاحی عمل کا مرید ہو جانا اور نفس حقیقت کی دریافت اور غور سے کام نہ لینا فن جمل پرستم ہوگا۔

اور اس کا دائرہ محدود رہ جاویگا۔ اگر آزاد بلگرامی نے اپنی رائے کو سلف کی صورت
اول کے تابع رکھا تو اچھا کیا لیکن خزانہ عامرہ میں لضمین ترجمہ ناصر علی سرہبندی
جعل حبیبہ مٹواہ کے مادہ پر جو اعتراض فرمایا ہے ہم اس سے متفق نہیں ہیں
یہ مادہ محمد عاکف کا طبع زاد ہے جس کو سرخوش نے کلمات الشعرا میں بذیل ترجمہ
میزرا قطب الدین مائل پسند کیا ہے۔ میرزاے موصوف کی رحلت کا سال ۱۱۰۰ھ
اس مادہ سے حاصل ہوتا ہے مصنف نے تائے جنتہ کے ۴۰۰ عدد دیئے ہیں۔
اور بقول آزاد یہ غلط ہے اس لئے کہ تائے جنت کے عدد آپ کے مذہب میں پانچ
ہیں ہم نہ صرف اس مادہ کو صحیح خیال کرتے ہیں بلکہ متقدمین کی رائے کو لحاظ
بھی کہ ان ہذا بحسب الاصطلاح فلا مانع من العمل بکلت جس کی تفصیلی عبارت
اوپر نقل ہوئی ہے اس مادہ تایخ کو صحیح مانتے ہیں۔

حیدر آباد میں بزمانہ وزارت اعظم سر سالار جنگ مختار الملک مغفور اس کا
محاکمہ ہوا تھا۔ ذکی مرحوم لکھنوی اور معنی مغفور دکنی میں تائے لفظ صلوة کے اعداد
جمل کی بحث تھی ذکی مرحوم کو تائے مدورہ کے اعداد پانچ یعنی پراصرار اور معنی
مغفور کو اس سے انکار تھا۔ استادان جمل سے استصواب ہوا۔

ہم نے اس فیصلہ کو پڑھا ہے جس کا لب باب استادی مولوی حبیب اللہ
تخلص کے اس قطعہ میں موجود ہے۔

من برینم من برینم من برین	خان معنی انچمی گوید بجاست
در حضور حق توان گفتن و سکا	آخر لفظ صلوة البستہ تاست
اب ہم اس فیصلہ سے صرف ان اقوال کا ذکر اس مقام پر کرتے ہیں	

جو موتیوں میں تو لے کے قابل ہیں۔ افضل العلماء مولوی سید شاہ محمد بطور حکم فرماتے ہیں کہ از تتبع کتب نحو واضح می شود کہ تانیث بر دو قسم است۔

(۱) حقیقی (۲) لفظی۔ حقیقی آن کہ مقابل آن مذکر باشد از جنس حیوان مثلاً امراة و ناقہ۔ و تانیث لفظی بخلاف آن باشد کہ مقابل آن چنان نبود بلکہ تانیث آن منسوب بلفظ بود بسبب وجود علامت تانیث در لفظ حقیقہ مثل ظلمة و تقدیر اشل عین چہ تائے تانیث در آن مقدّر است بدلیل تصغیر و آن (عیسینہ) باشد و لفظ شمس نیز بنظر اشتراک آن در حقیقی ازین قبیل است و در حاشیہ عبد الرحمن در تحت قول التانیث فیہ لفظیاً مرقوم است کہ الحاصل ان التانیث فی الشمس لفظی حکماً حیث یظهر التاء فی بعض الافراد امی بعض افراد الظاهر الغیر الحقیقی حالۃ التصغیر کعبین و حکماً مثل عقرب۔ چہ حرف رابع در حکم تائے تانیث است۔ مولانا جامی علیہ الرحمہ در فوائد ضیائیہ بہ تعلیل این معنی فرمودہ و لہذا لا یظهر التاء فی تصغیر الریح من المونث السماعیۃ چون این مقدمہ ممہّد شد باید دانست کہ لفظ صلوة داخل قسم اول است از اقسام ثلثہ تانیث لفظی کہ آنرا در لسان سخاۃ تانیث بالتاء نیز گویند و وجود تاء در آن حقیقہ ثابت است و ازین تقریر اشتباه بودن ہا در آخر لفظ صلوة وجبہ و غیرہ مرتفع شد درین صورت در حساب حمل از آخر حرف تانیث لفظی حقیقی عدد چہار صد بشمار آید نہ بر عکس اگر گویند کہ در حالت وقف (تا) بہ (با) مبدل می شود گوئیم کہ وقف قطع نطق را گویند و آن بر تاء ہا ہر دو درست باشد نہایت آن کہ در بعض مقام قطع نطق

بر تافض باشد و در بعضی بر تافض تحقیق این معنی از کتب نحو باید جست چنانچه
در متمم اجر و میه می نگارد و از وقف علی مافیه تا التانیث فان کانت ساکنه
لم یتغیر نحو قامت وان کانت متحرکه فان کانت فی جمع نحو المسلمان فالافض
الوقف بالتاء و بعضهم بالهاء وان کانت فی مفرد فالافض بالهـاء نحو حرمة
و شجرة و بعضهم یقف بالتاء (انتهی) و ازین عبارات صاف ظاهر میشود
که حالت وقف را بجز تلفظ در کتابت اعتبار نیست - علاوه بر آن
در قرآن مجید جل شانہ می فرماید که یا آدم اسکن انت و زوجک الجنة
و کلا منها رغدا حیث شئتما و جے دیگر می فرماید و استعینوا بالصبر
و الصلوة و انہا لکبیرة الا علی الخاشعین (الخ) ضمیر با علامت تانیث
که در آیت اول بطرف جنت و در آیت ثانی بطرف صلوة راجع گشته
رفع او بام فاسده و جودها در آخر لفظ صلوة بوجہ احسن می کند در اینجا
نکته ایست باریک که بر اہل بصیرت پوشیده نیست و آن اینکه در آیت
اول بر لفظ جنتہ وقف نیست و در آیت ثانی بر لفظ صلوة وقف است
با وجود آن علمائے رسم الخط قرآنی در آخر ہر دو تائے با نقطہ نوشتہ اند
می بایست کہ در اول تائے و در ثانی تائے مدوّرہ مثل ہامی نوشتند
ہر گاہ صورت ہا و تائے مدوّرہ مشترک است و اعتبار اصل راست و در
اصل وجود تاء تانیث است و وقف امر اعتبار می ست لہذا بر صورت
مصرعہ بالا اکتفا کردہ اند و ارجاع ضمیر تانیث بطرف کلمہ کہ آخرش
لا باشد از عرب مسموع نہ شدہ و در کتب نحو ہم مندرج نہ گشتہ -

عممی و استادی وجه الدین معنی می فرماید که قاعده ابجد برائے علم تکسیرست
و تقریر اعداد حروف در تکسیر اصل باشد - اصحاب تکسیر کلهم اجمعون عدد
تائے دراز و مد در چهار صد گیرند چنانچه از تصنیفات حضرت شاه محمد
غوث گویاری - صاحب جواهر خمس - و حضرت شیخ ابوالعباس مونی
رحمة الله علیهما ظاهرست - و حضرت سید علی محمد حسین القادر می خلاصه
الجواهر عدد تائے الفاظ الیمه و دیومته و راقه و رحمة که در اسم دوم
پنجم و سیزدهم و شانزدهم از جمل و یک اسم باری تعالی واقع است
چهار چهار صد گرفته ثلاثی و رباعی بآن حساب پر کرده اند و حضرت
محمد رضا علی ابن محمد فرخ شاه سرمنندی در کتاب مفتاح المهمات عدد تائے
لفظ حماله که در صورت ثبت پیدا واقع است چهار صد گرفته اعداد و مکرر
نکود بر آورده اند پس در فن تاریخ که منبع اوست چهار صد گرفته چنانچه لازم بنا
اگر گویند که در تکسیر همچنان است و در تاریخ خلاف آن این سخن از وجه
اعتبار ساقط -

آزاد بلگرامی عدد تائے مد در پانچ گرفته و هیچ یک تاریخ از قدما
بحکم در سند دعوی خود پیش نه کرده و چیزے که از قواعد عرب پیش است
اجازت هر دو می دهد و صورت ما را محمول بر اصطلاح نخوین می
گرداند پس قرار داد اصطلاحی تفوق بر اصلیت نه پذیرد -

نصرت خان حالی هم پیروی همین مذہب کرده که تاریخ تولد فرزند میر
حسن ابن میر علی مشہدی از (ع) قره عین حسین ابن علی حاصل کرده

و در شمار اعداد این مصرع عدد تاسے مدور چار صد گرفتہ است -

آزاد بلگرامی در خزانه عامرہ نے نگار د کہ شل در عقد الجواہر گوید کہ وقتے کہ رسم الخط و لفظ مختلف واقع شود مثل حصی و یحیی کہ در لفظ الف ست و در رسم یاہ و مثل حمزہ و طلحہ کہ در لفظ تاست و در رسم الخط ہا - بعضی گویند معتبر مکتوبست نہ ملفوظ و بعضی گویند معتبر لفظست نہ اسم - قول اول معتد علیہ است و قول ثانی نادر -

آزاد بلگرامی راست می گوید کہ مکتوب معتبرست نہ ملفوظ و مثال حمزہ و طلحہ در قول شلی داخل کردہ اوست کہ ہا در رسم الخط حمزہ و طلحہ داخل کردہ - فی الحقیقت آن تاسے مدورست نہ ہا -

الحاصل ہماری ذاتی رائے اور ہمارا مذہب یہ ہے کہ تاسے مدبسط یا مدورہ کے عدد چار سو لئے جاوین خواہ وہ حالت وقف میں ہو یا نہ ہو - جو لوگ حالت وقف میں تاسے مدورہ کے عدد صرف پانچ لیتے ہیں ہم اوپر حرف نہیں رکھتے - اور جن کا مذہب یہ ہے کہ حالت غیر وقف میں بھی اس کے عدد پانچ محسوب کرتے ہیں - ہم اون سے اتفاق نہیں کرتے -

بعض متقدمین فن جمل نے اس کو اپنی معتبر کتابوں میں ہائے تائید سے موسوم کر کے اس کے پانچ عدد لئے ہیں ہم اون کے اس عمل کو اصطلاحاً عمل خیال کرتے ہیں اور وہ خود اس کے قابل ہیں اور خود اونہوں نے یہ فرمایا ہے کہ ہمارا عمل صرف اصطلاحی ہے اس کے خلاف دوسری

شکل پر ہی عمل ہو سکتا ہے ہم اون کی اس بے نفسی اور راستی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ صاحب افادہ تاریخی مذہب نمبر ۲ کے پیر وہین۔ اور صاحب مختص تسلیم نے مذہب نمبر اکو اختیار کیا ہے۔

اب ہم ذیل میں اون استادوں کے کلام سے استناد کرتے ہیں جو ہماری ہم خیال ہیں محمد عاکف نامی ایک استاد دفن جبل گزرے ہیں جنہوں نے تاریخ وفات مرزا قطب الدین مائل کو جعل الحجة مشواہ سے پیدا کیا ہے اور تاسے مدورہ کے ۳۰۰ عدد محسوب فرمائے ہیں۔ جس کا ذکر سرخوش نے اپنے تذکرہ میں کیا ہے افسوس ہے کہ غلام علی آزاد بلگرامی نے خزانہ عامرہ میں اس پر اعتراض پہلے اٹھایا کیا۔ اور معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ معاملہ مذہب میں بے تعصب نہ تھے۔ شیرخان مصنف مرآۃ النجیال نے اپنی کتاب کی تاریخ حسب ذیل لکھی ہے جس میں تاسے مدورہ کے عدد ۳۰۰ لئے ہیں۔

این چین زار کہ مرآۃ النجیال ش خواندہ آن صورت تاریخ انجاش توان پورودید	داردار حسن معانی یک جهان حسن کمال
	گر تامل پرودہ بردار دمرآۃ النجیال
	۱۱ . ۲

مرآۃ النجیال کے عدد ۱۳۱۳ میں جس میں سے پرودہ کے اعداد ۲۱۱ منہا ہوں تو تہہ مطلوب ۱۱۰۲ حاصل ہوتا ہے۔

جناب مولوی فائق صاحب انشاء نے فائق ایک استاد دفن جبل گزرے ہیں جنہوں نے کتاب خزینۃ الاصول کی تاریخ لکھی ہے جس میں تاسے مدورہ کے چار سو عدد شمار کئے ہیں۔

این نسخہ کہ گوہر قبول ست	تاریخ خزینۃ الاصول ست ۱۲۲۵
انہیں بزرگ نے مسجد نواب آصف الدولہ کی ایک تاریخ لکھی ہے جس میں تاسے مدور کے عدد ۴۰۰ لئے ہیں۔	
فائق دو گانہ کرد بجراب اوادا	تاریخ گفت خضر کہ قد قابت الصلوۃ ۱۲۲۵
ناظم تبریزی نے حضرت معین الدین چشتی نورالدین مرقدہ کی وفات کی تاریخ حسب ذیل لکھی ہے جس میں تاسے مدور کے عدد ۴۰۰ محسوب ہوئے ہیں۔	
سال نقل معین دین زنگ	زبدۃ الصالحین بگفت ملک
مولانا عبدالباسط امیٹھوی ایک فاضل اجل گزرے ہیں جو فن جل میں اچھل تھے صاحب لمخص تسلیم نے ان کے پایہ فن جل کا ذکر فرمایا ہے اپنے اپنے جد وجہہ کی وفات کی تاریخ حسب ذیل لکھی ہے جس میں تاسے مدور کے ۴۰۰ عدد محسوب ہوئے ہیں۔	
گفت امر خداش با احباب	اسکن انت وزوجک الجنة ۱۱۱۹ھ
مولوی احمد حسین مراد آبادی نے جن کے پایہ علم اور معلومات جل کی تعریف صاحب لمخص تسلیم نے کی ہے جناب مظہر علی شاہ مغفرت پناہ کی وفات کی تاریخ العاقبة للمتقین سے نکالی ہے اور تاسے مدور کے ۴۰۰ عدد لئے ہیں۔ ۱۲۶۴	
جناب مولانا شاہ عبدالغیر مغفور دہلوی نے بحق ملکۃ المقربین و عباد اللہ الصالحین برحمتک یا ارحم الراحمین سے بشمار اعداد منقوطہ ۱۲۱۹ ہجری حاصل فرمایا ہے اور ملکۃ کی تے کے ۴۰۰ عدد محسوب ہوئے ہیں۔	

میر ہادی علی ذکی تخلص مراد آبادی نے جن کو اہل ہند نے امام اہلِ کلمہ کہا ہے ایک مسجد کی تاریخ میں تائے مدوّر کے چار سو عدد محسوب کئے ہیں۔

شد چو آغاز طرح این مسجد	صورت کعبہ شد بدل منقوش
سال تاریخ ابتداء بنا	۱۲۴۲ قمریہ بگفت سرش

صاحبِ مخلص تسلیم فرماتے ہیں کہ یہ تاریخ ذکی مرحوم کے دیوان میں طبع ہوئی ہے۔

باقر گیلانی متاخرین میں فنِ اجل کے امام مانے گئے ہیں آپ نے جلوسِ عالم گیر کے بیان میں مندرجہ ذیل تاریخی عبارت لکھی ہے جس میں تائے مدوّر کے عدد چار سو محسوب فرمائے ہیں۔ الحمد للہ الرحمن المہین الباقی المقصود والصلوة علی النبی اکمل الہادی الحمد ۱۰۶۸۔

منقب التواریخ مصنفہ مولانا عبد القادر بدایونی اکبر شاہی میں امر اکبری سے ایک امیر ذی شان کی تجدید ایمان کی تاریخ لکھی ہے جس میں تائے مدوّر کے ۴۰۰ عدد محسوب ہوئے ہیں۔

لقد تاب شیخی عن الحوبہ	فنا ریخہ صلواتی التوبہ
------------------------	------------------------

محمد افضل سرخوش نے اپنے تذکرہ کلمات الشعراء میں اپنی والدہ کی رحلت کا تاریخی مادہ فی جنتِ عالیہ سے (۱۰۵۴) حاصل فرمایا جو اسمین بھی تائے مدوّر کے ۴۰۰ عدد محسوب ہوئے ہیں۔

اور اسی تذکرہ میں ایک اور اپنے عزیز کی رحلت کی تاریخ تخرج کے ساتھ دخل الجنتہ بلا حساب لکھی ہے یعنی دخل الجنتہ کے اعداد مجموعی (۱۱۱۸) سے

حساب کے (۷۱) عدد خارج کئے گئے ہیں جس سے سنہ مطلوب (۱۰۴۷) حاصل ہوا ہے۔ اس تاریخ میں بھی تارے مدوڑ کے عدد ۲۰۰ محسوب ہوئے ہیں۔
افضل العلماء قاضی ارتضیٰ علی خان سرخوش مغفور گویا مونے ابوطیب
خان والا کی رحلت کی تاریخ العاقبتہ للمتقین سے حاصل کی ہے
اس میں بھی تارے مدوڑ کے ۲۰۰ عدد شمار ہوئے ہیں۔

صاحب مفتاح التواریخ نے ایک مسجد واقع قصبہ سیلون کی تاریخ
لان الصلوٰۃ معراج المؤمنین لکھی ہے جس سے اعداد ۱۱۷۹ ہجری حاصل
ہوتے ہیں اس میں تارے مدوڑ کے عدد ۲۰۰ لئے گئے ہیں۔

دلی میں قدم گاہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر جو تاریخ کسی استاد
کی کندہ ہے اُس کا مادہ تاریخ یہ ہے قال محمد حبیب اللہ انامدینہ العظمیٰ
وعلیٰ بابہا اس سے ۶۵۰ حاصل ہوتا ہے اور تارے مدوڑ کے عدد ۲۰۰
محسوب ہیں۔

مولانا حسن نے تاریخ وصال شیخ علی احمد قدس سرہ العزیز میں مات
وہو فی الحالۃ سے ۷۵۰ حاصل فرمایا ہے جس میں تارے مدوڑ کے ۲۰۰ عدد
شریک ہیں۔

شیخ امین بن حسن الحلوانی الدہلی نے بھی ایک تاریخی قطعہ میں تارے مدوڑ
کے چار سو عدد محسوب فرمائے ہیں۔

الہد اکبر کھذا تاریخ	نہل الحمی نشوۃ الکران
شیخ کمال خجندی کی وفات کی تاریخ سید کمال افندی نے لکھی ہے	۱۲۹۹

جوایمہ حمل سے گزرے ہیں جس میں تائے مدورہ کے عدد ہم محسوب ہو گئے

تاریخ وفات شیخ کامل

پیدا است ز رحمۃ من اللہ

صاحب محض تسلیم فرماتے ہیں کہ ہائے نقطہ دار کو میں نے اپنی تمام عمر میں نہ دیکھا ہے اور نہ سنا۔ صنعتہ الایمال اور صنعتہ الاعجام سے کام لین تو فرمائیے کہ تائے مدورہ کو جسیرہ دو نقطے بطور علامت ناموجود ہیں منقوطہ میں محسوب کرنا چاہیے یا مہملہ میں۔ اسی سوال کا جواب بحث کا قول فیصل ہو گا۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اہل اصطلاح نے تائے مدورہ کے نقطوں کو اڑا کر صنعتہ الایمال میں اس کو (ھے) مانا ہے جہاں دست تصرف دراز ہے وہاں کو نسی بات مشکل ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ تائے مدورہ فارسی رسم الخط میں تائے دراز سے بدل گئے ہیں۔ اس کے عدد جمہور کے پاس بلا اختلاف ۴۰۰ ہیں جیسے حکمت فارسی میں حکمت لکھا جاتا ہے۔ اور دولہ فارسی میں دولت۔ اس خاص باب میں مذاہب کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ فارسیوں نے حقہ کو بھی حقہ اور قطعہ کو بھی قطعہ کر لیا ہے ایسی حالت میں فارسی رسم الخط کی رو سے تائے حقہ و قطعہ ہائے ہونہ ہو گئی ہے جس کے عدد فارسی میں پانچ محسوب ہون گئے۔

آخر پر ہم کہتے ہیں کہ متقدمین کی رائے تو کل مذاہب کے لئے حجت ہو سکتی ہے اس لئے کہ انہوں نے محض بے نفسی کے ساتھ اصل حقیقت کا اظہار کر دیا ہے اور لکھ دیا ہے کہ اسپر عمل کرو یا اسپر دونوں درست ہیں

لیکن آزاد اور پیروان آزاد کو جن کو مذہب دوم پر اصرار ہے لازم تھا کہ کم سے کم متقدمین یا متاخرین کی کوئی ایک نظیر استعمال پیش کرتے در حالیکہ استعمالی سند ایک بھی نہیں پیش ہوئی۔ محمد عاکف کی ایک تاریخ پر صرف اعتراض کر دینا تو ان کے لئے کافی نہیں ہے اس لئے کہ وہ علانیہ مذہب اول کا پیروں ہیں۔ اور پیروان مذہب دوم کا یہہ اعتراض دن تمام تاریخوں پر ہو سکتا ہے جن کو ہم مذہب اول کی سند میں ہدیہ ناظرین کر چکے ہیں جنہیں متقدمین اور متاخرین دونوں کا کلام شریک ہے۔ تے کے عدو نے گویا شیعہ و سنی کا جھگڑا قائم کر دیا ہے۔ صاحبِ شخص سلیم باوجود فہمیدہ ہونیکے جامہ سے باہر ہیں اور خود مذہب اول کے پیروں کے پیروان مذہب دوم پر خوب ہی سب و شتم کرتے ہیں ہماری رائے میں یہ طرز خوشنامہ نہیں ہے معقول جھجھتیں ہمارے سامنے ہیں بے تعصب اہلِ اجل کی آراء موجود۔ استعمال متقدمین و متاخرین کی سندیں حاضر۔ اہل بصیرت کو اختیار ہے کہ ان تمام چیزوں کے ملاحظہ کے بعد جس مذہب کو وہ چاہیں اختیار کریں آزاد بلگرامی کے مذہب اصرار اور تسلیم سہسوالی کی بہرہ مار دونوں پر ہمارا اعتراض ہے۔

آغا سید علی شومستری نے لطیفہ کیا۔ فرمانے لگے کہ تائے مدوّر فسادے برپا کردہ است چار یاریان بر عدو چار صد اصرار کنند آزاد بلگرامی نظر بر بختن دارد کہ عددش را پنج مے شمارد اما انصاف بالاے طاعت ست آتش بیج یا ہفت ہشت کار نباید گرفت چون با معان نظر دلائل فریقین را می سنجم چار ناچار بر نیم کہ مذہب سوم خیر الامواوسطا است۔ کہ از استادان فن باقر گیلانی ہم پیرو

آن ست وحق بجانب اوست۔ و اگر از رسوم قطع نظر کرده در میان اول و دوم ترجیح جویم گوئیم کہ مرتبہ اول بر دوم فائق ست کہ مدور مافی البحث تا عمر بط و منقوط ست نہ با من اعد التوفیق و بیدہ از مہ التحقيق۔

آپ ہی نے ۲۶۹ ہجری میں مناظرہ معنی و ترکی پر حسب ذیل رائے لکھی تھی۔
 اطبق العلماء کافۃ علی ان التاء علامۃ التانیث لا الہا بکا بن ہشام وابن الحجاج وابن مالک وابن الناطم وابن الانباری وابن الجعفی والہبائی ثم اتار ربع مائۃ ان ہی ہی۔ و خمسۃ ان ہی الہاء و ما شرع المعنی لاثبات ذلک معنی ثابت و یثبت اعد الذین آمنوا بالقول الثابت یعنی اتفاق کیا تمام علماء نے اس پر کہ تے علامت تانیث ہے نہ طے جیسے ابن ہشام اور ابن حجاج اور ابن مالک اور ابن ناطم اور ابن الانباری اور ابن جعفی اور ابن جماعہ اور بہائی۔ پس تے کے عدد چار سو ہیں اگر وہ تے ہے۔ اور پانچ ہیں اگر وہ طے ہے۔ اور وہ جو شرح کی اسکی معنی نے اس امر کے اثبات کے واسطے وہ امر واقعی ہے اور ثابت رکھتا ہوں اعد تعالے مؤمنون کو سچے قول پر۔

از ث تاق

ان حروف کے اعداد جمل میں کوئی بحث یا ایسا اختلاف نہیں ہے جس کو قواعد کے ذیل میں بیان کرنے کی ضرورت ہو۔ اور نہ رسم الخط کے متعلق کوئی خاص بات لائق بیان ہے۔

عربی - فارسی - اور اردو زبان میں حرف کا ف جب ابتدا یا وسط یا آخر کلمہ میں واقع ہوتا ہے اور اپنے متصلہ دوسرے حرف یا قبل یا بعد میں ملا ہوتا ہے تو اس کے اعداد میں کوئی بحث نہیں ہوتی جیسے -

(عربی میں)	کلاب	کترم	علیک
(فارسی میں)	کوفتہ	چکش	ککاب
(اردو میں)	کترنا	رکابی	جھکاک

لیکن فارسی میں جب کا ف الفاظ یا قبل و یا بعد سے جدا گانہ لکھا جاتا ہے تو اظہار حرکت کے لئے اس کے ساتھ ہائے تختفی لکھتے ہیں جیسو (کہ گفت) اور بعض وقت آخر کلمہ میں بھی اس کے ساتھ ہائے تختفی لکھی جاتی ہے جیسے (چنانکہ) اور اردو میں بھی یہی عمل ہے جیسے (اس سے کہو کہ ٹہر جاے) یا (جبکہ) اہلِ اجل نے بطحاظ کتابت ایسے کان کے ساتھ (ھے) کے پانچ عدد محسوب کئے ہیں۔ صاحبِ لمخص تسلیم کا بھی یہی مذہب ہے خواجہ حسین ہریر کے ایک قصیدہ تاریخی سے اس کے استعمال کی سند ملتی ہے جو مضمون جلوس اکبر شاہی ہے جو ۹۶۳ھ میں واقع ہوا۔ لائق شاعر نے اس کا التزام کیا ہے کہ پہلے مصرع سے تاریخ جلوس نکلے اور دوسرے مصرع سے شہزادہ سلیم کا سنہ ولادت (۹۷۷ھ)

شاد شد دلہا کہ بازار آسمان عدل دہ	باز دنیا زندہ شد کز مہر ایام بہار
۹۶۳	۹۷۷
نہ اکھڑا پے جاہ و جلال شہر یا	گوہر مجد باز محیط عدل آمد در کنار
۹۶۳	۹۷۷

مہرنگوید کہ میرید کہ آن مہ پارہ را	۹۶۳
کر پے زیب و جمال دہر سازم آشکا	۹۷۷
<p>(افادہ) لفظ پے کے عدد حالت اضافت میں بھی ۲ محسوب ہوتے ہیں بعض لوگ غلطی سے ۲۲ شمار کرتے ہیں اور یا پر مہزہ لکبہ کہ ریشکل (پے) لکھتے ہیں از روے رسم الخط پے میں صرف ایک یا ہے اور حالت اضافت میں یا پر صرف کسرہ زیادہ ہوتا ہے۔</p> <p>حضرت معنی کو ایسے کاف کے ۲۵ عدد میں اختلاف ہے۔ آپ نے مناظرہ معنی میں لکھا ہے کہ مرزا طہماسب قلی ترکی تخلص در سنہ ۱۲۳۱ ہجری قمریہ</p> <p>بایں نوشتہ دو صد آن از علیات شاہ جہان خلعت خاص جواہر با اسپ و فیسل و لک روپیہ نقد سرفرازی یافت و بمہ شعر ابرندرت و قدرت استادش معرفت و از تتبع آن عاجز آمدند۔ عدد کاف را در مطلع و شعر ہفتم و پانزدہم بست و پنج گرفت۔ و در شعر سوم و پنجم و ہفتم بست بشمار آورده و مہنہا۔</p>	
دیرین ولت کہ یارب جاودان با از وجود او	۱۰۴۳ ہجری
نیرن شد لم کل گل ز لطف داور سبحان	۱۰۴۳ ہجری
زہر شامانگو آئین کہ ماند باہر اقبالش	۱۰۴۳ ہجری
بیمین عہد را باز و بسیار جود را سامان	۱۰۴۳ ہجری
نوحین شہزادہ ز وصل آمد بجد اللہ	۱۰۴۳ ہجری
قیرن فکر کہ ایزد باد عہد حاجب و دان	۱۰۴۳ ہجری
<p>طرفہ عجب است کہ در یک قصیدہ یک بام و دو مہر اپسند کرد پس رین ہم رو مذہب است۔ فریقہ در کاف نسبت علیش عدد باہر گز نہ مے گیرد باین دلیل کہ</p>	

اواز حرف مفرد ست و مرکب نیست و دال بر سماع خود ست و شکلی است اسکا
 اربعه محضره خوشنویسان و عددش بست بست پس بست پنج گرفتن خطا
 چنانکہ مرزا عبد القادر بیدل در ابیات نہ گاہ تہنیت کہ خدائی عنایت اند
 پس خرد نواب شکر اللہ خان کہ ہر مصرعش مادہ تائید ۱۱۰۱ دارد و شعرے کاف را
 بست عدد گرفته و چو ہذا۔

دقت ست کہ از نوائے دلہا	سازد و روان رسد بارشاد
۱۱۰۱ ہجری	۱۱۰۱ ہجری

و سرآمد متأخرین یگانہ زمن غلام مصطفیٰ سخن و قصیدہ تاریخی جمل
 یک ہستی کہ ہر مصرع آن حامل تائید ست و یازدہ شعر کاف را بعد بست آورد
 (ابھی کلام) ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ کاف کے اعداد میں بے شک دو مذہب ہیں
 خواجہ حسین ہروی کے جس قصیدہ کے تین شعر کی نقل ہم نے کی ہے اسی قصیدہ میں
 خود آپ نے ایک شعر ذیل میں کاف کے عدد ۲۰ لئے ہیں۔

کس نیار و ہدیہ زین ہاگر دار کسی	ہر کہ دار و گو یا چیز کیہ داری گو بیار
۹۶۳	۹۷۷

لیکن ہم اس اختلاف کو آئندہ کے لئے باقی رکھنا مناسب نہیں خیال کرتے
 اور آخر پر اس قدر عرض کرنے پر مجبور ہیں کہ کاف کے متعلق ہم اپنی واجب
 التعظیم استاد کی رائے کے ساتھ متفق نہیں ہیں اس لئے کہ قانون زبان
 فارسی نے اس کاف کی نسبت جو کسی لفظ کے ساتھ ملا کر نہیں لکھا جاتا بلکہ جدا
 لکھا جاتا ہے بوضاحت لکھ دیا ہے کہ اظہار حرکت کے لئے اسے مخفی اسکے ساتھ

شریک ہے پس اگر ہم چند خطوں کے لئے کاف کے اشکال مختلفہ سے اس کی اس صورت (کہ) کو اصلی بھی قرار دیں تو اس کو جدا لکھنے کی حالت میں اظہار حرکت صرف اضافت کے ساتھ نہیں کر سکتے اس لئے کہ قواعد فارسی اس کے خلاف ہیں۔ صاحب تحقیق القوانين فرماتے ہیں کہ کاف نازی بابے بیان کسرہ بر چہارہ نوع آمد (۱) کاف بیان (۲) کاف تعلیل (۳) کاف تشبیہ (۴) کاف تردید (۵) کاف شرط (۶) کاف عطف (۷) کاف مقولہ۔ (۸) کاف مفاجات (۹) کاف استفہام (۱۰) کاف نفی (۱۱) کاف بمعنی کسے (۱۲) کاف بمعنی بلکہ (۱۳) کاف بمعنی ہم (۱۴) کاف بمعنی از۔ کسی قانون فارسی نے کسی کاف کی نسبت یہ نہیں کہا ہو کہ وہ لفظ سہ جدا بھی واقع ہوا ورنہ دونوں بے مخفی لکھا جائے۔ پس ایسی حالت میں ہم کسی ایسے کاف کے اعداد کو جس کو انہیں اقسام متذکرہ میں سے کسی ایک قسم میں شریک ہونے سے گزیر نہیں ہے باوجود وجود ۲۰ نہیں محسوب کر سکتے۔ جن مورخین نے قاعدہ عام کی خلاف ورزی کی ہے اس کو ہم تسامح کہیں گے۔ کسی کا تسامح یا غلطی خلاف ورزی کلیہ عام کے لئے سند نہیں ہو سکتی۔ شامی انعام صرف مصنف کی محنت کا صلہ ہے ہم اس انعام کو فن جمل کی استادی کا سارٹیفکیٹ نہیں قرار دے سکتے۔ چون طہاسب علی ترکی را ترکی تمام شد تا بعد القادر پیدل چہ رسد و کلام غلام مصطفیٰ سخن را کہ می پرسد کلام متساویون فی التسامح دنیا کا قاعدہ ہے کہ جب ایک بڑی پاپہ شخص سے غلطی ہوتی ہے تو اس کے پیرو اس غلطی سے سند لیتے ہیں۔ اور سچ یہ ہے کہ غلطی غلطی ہے وہ کسی اور کے لئے سند کا کام نہیں دے سکتی

ل

لفظ اللہ کے رسم الخط میں ال ل ہ چار حرف ہیں۔ اس کا اصل لفظ - الالہ تھا۔ قاعدہ عربی کے لحاظ سے تغیلل جاری ہوئی یعنی الف دوم کی حرکت نقل کر کے ما قبل کو دسی گئی اور ہمزہ کو گرا دیا اللہ ہوا۔ اب دو لام متحرک جمع ہوئے اول کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کیا اللہ ہوا۔ اس تغیلل کے لحاظ سے لفظ اللہ کی کتابت لام مشدّد کے ساتھ مثل الہ کے ہوتی ہیں لیکن رسم الخط فرقانی نے باوجود اس کے دو نون لام کو کتابت میں قائم رکھا بنا علیہا حجل نے بالاتفاق اللہ کا عدد ۶۶ مانا ہے اور اس میں تشدید کے لحاظ سے ایک لام محسوب نہیں ہوا بلکہ کتابت رسم الخط کے لحاظ سے دو لام محسوب ہوئے اور جب لفظ اللہ پر ایک لام اور بڑبڑایا جاتا ہے تو اللہ میں بعوض لام زیا شدہ کے بڑبڑانے کے لفظ اللہ سے صرف الف کم کر دیا جاتا ہے اور یہی رسم الخط فرقانی ہے لہذا اہل حجل نے اللہ کے اعداد ۶۵ مانے ہیں۔ قیاس اس کا مشتق تھا کہ جب اللہ کا عدد ۶۶ مانے گئے تھے تو اللہ کے اعداد ۹۵ ہون لیکن یہ قیاس اس وقت درست ہوتا جب کہ رسم الخط قرآنی میں اللہ کی کتابت ۳ لام کے ساتھ للہ ہوتی۔ حساب حجل تابع رسم الخط ہے اور بس۔

اردو رسم الخط میں اللہ کا رسم الخط عربی کے خلاف ہے یعنی ۳ لام کے ساتھ للہ لکھا جاتا ہے لیکن اعداد میں وہی ۶۵ محسوب ہوتے ہیں چنانچہ قدر بلگرامی کی ایک تاریخ میں ایسا ہی عمل ہوا ہے۔

تاریخ کہ خدائی مرزا ساجد بیگ دیلمی طبغرا و استاد می قدر بلگرامی نور اللہ مرقدہ

بیاد لائے ہو دو لہن گہر کی ہوئی آبادی	جا کے دہلی میں جو تہم واہ میان ساجد بیگ
للد الحمد مبارک تہمین ساجد شاہی	لوسنو قدر سے یون مصرع تاریخ نکاح
۱۲۹۹ھ	

ہمارا یہ خیال ہے کہ کم سوا و خطاطوں نے چہا پہ کی کتابوں میں اس رسم الخط کو بگاڑا ہے اور ان کا دست تصرف اس قدر راز ہے کہ فرہنگ آصفیہ میں لفظ اللہ کو توجلی قلم سے مطابق رسم الخط فرقانی لکھا ہے اور اس کے بیان ذیلی میں ایک جگہ پر خوشنویس نے اپنا کام بھی پورا کیا ہے۔

بعض اہل ہند کا یہ خیال ہے کہ لکھنوی رسم الخط اردو میں ۳ لام کے ساتھ ہے یعنی گویا وہ ان خطاطوں کے طرف دار ہیں جنہوں نے ہر طرف اپنا دھم بھلا رکھا ہے ہم جب رسم الخط فرقانی سے مقابلہ کر کے دکھلاتے ہیں اور فرہنگ آصفیہ کو پیش کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ دونوں طرح جائز ہے۔ اگر ہم چند لحظہ کے لئے اس کو تسلیم بھی کر لیں تو قدر بلگرامی کی تاریخ متذکرہ عنوان سے اس بات کا فیصلہ تو ضرور ہوتا ہے کہ اس بحث کا اثر اعداد پر کچھ نہ پڑنا چاہیے۔ یعنی لکھنوی عدد ۶۵ محسوب ہوں۔

م و ن

بعض الفاظ کی اہامین نون لکھا جاتا ہے اور میم پڑا جاتا ہے جیسے انب اللہ یا فارسی میں لفظ انبہ جس کو نون کے ساتھ لکھتے ہیں اور اس نون کو میم پڑھتے ہیں بدین وجہ کہ جمل کا قاعدہ عام کتابت پر مبنی ہے لہذا تلفظ کا اعتبار نہیں کیا جاتا اور اس قسم کے الفاظ میں نون ہی کر عدد محسوب ہوتے ہیں۔

نون شم شکل پر لکھا جاتا ہے (۱) الف کے ساتھ جیسے نا (۲) دوسرا
ہے مخفی کے ساتھ جیسے نہ (۳) تیسرا یا کے ساتھ جیسے نے -

ہم کو آتا اور تے سے کچھ بحث نہیں ہے اس لئے کہ دونوں کا رسم الخط
سعیں ہے اور بلحاظ رسم الخط نا کے عدد ۵۱ اور نہ کے عدد ۵۵ اور نے کے عدد
۶۰ محسوب ہوں گے۔ فارسیوں نے کہا ہے کہ فون نفی افعال پر بغیر فصل ہی آتا

اور فصل کے ساتھ ہی - جیسے قول سعدیؒ ہر کہ بادیان نشینہ نیکی نہ بیند

اس مقام پر بیند کے ساتھ نون ملا کر لکھنا جائز نہ ہو گا اسی طرح کلام حافظؒ

(س) گفتگو آئین درویشی نبود؛ ورنہ با تو ماجرا با د اشتہم؛ (نبود) میں

نون کو لفظ (بود) کے ساتھ ملا کر لکھنا بھی جائز ہے اور جدا بھی جیسے نہ بود

الغرض افعال میں تو کہیں ایسا رسم الخط ہے اور کہیں ویسا لیکن اسما میں

بدون فصل لکھنا جائز ہی نہیں ہے بلکہ ہمیشہ فصل کے ساتھ لکھا جاوے گا

جیسے نہ آن - نہ این - نہ برو - نہ برین - نہ ترا - نہ جوان ست و

نہ پیر - نہ تو و نہ من - نہ چندان - پس رسم الخط نے جن مقامات میں

نون نفی کو ہائے مخفی کے ساتھ اور فعل و اسم سے جدا لکھنے کا حکم دیا ہے

وہاں حرف نون کے ساتھ (ھے) کے عدد بھی محسوب ہوں گے۔ اور افعال میں

جہاں وصل یا فصل جائز ہے وہاں مادہ تایخ میں فصل سے احتراز اولے

ہے اور وصل ہی سے کام لینا چاہیئے۔ مثلاً نگفت اور نہ گفت دونوں

جائز ہیں تو مادہ تایخ میں نگفت لکھنا چاہیئے اور نہ گفت سے احتراز اس

کہ اگر مؤرخ نے بلحاظ جواز نون کو الگ لکھ کر اس کے ساتھ ہائے مخفی کا

عدد دیا تو طرزِ کتابت کی صراحت ماوہ کے ساتھ لازم ہوگی ورنہ ماوہ کی صحت نقل نویسوں کے قبضہ قدرت میں آجائے گی یہی وجہ ہے کہ محتاط اہلِ جبل نے حکم فرمایا ہے کہ ایسے نون کو جس کا وصل فصل جائز ہے وصل ہی کے ساتھ لکھا کرے اور مادہ میں صرف نون کے پچاس عدد محسوب کرو جیسا کہ (ب) کریان میں ہدایت ہوئی ہے۔

و

ہم کو واو کے متعلق کچھ زیادہ عرض کرنا نہیں ہے۔ طریقہ رسم الخط میں جو وا شامل ہے اور پڑھنے میں متروک اس کے عدد قاعدہ عام کے لحاظ سے محسوب ہون گے مثلاً لفظ (اولئک) اور (اولی الامر) کا وا یا لفظ (عمرو) کا وا اگرچہ پڑھا نہ جائے لیکن حسابِ جبل میں برابر محسوب ہوگا۔

اسی طرح زبانِ فارسی میں لفظ خواب و خوشی کا وا اگرچہ نہیں پڑھا جاتا لیکن حسابِ جبل میں برابر محسوب ہوتا ہے۔

اسی طرح لفظ (داؤد) میں اگرچہ قرائت میں دو وا پڑھے جاتے ہیں لیکن چونکہ کتابت میں صرف ایک وا لکھا جاتا ہے تو صرف اسی کے عدد محسوب ہوں گے۔

۵

صاحبِ معدن الجواہر فرماتے ہیں کہ زبانِ فارسی میں ہائے محقق کا عدد حنا جبل میں برابر محسوب ہوگا جیسے لفظ خامہ و جامہ وک وغیرہ۔

محققینِ جبل نے اس کی صراحت کی ہے کہ جو عربی الفاظ فارسی میں متعلق ہیں

جنین عربی کی تائے مدور فارسی میں (ھے) ہو گئی ہے جیسے عابدہ سے عابدہ اور دولہ سے دولہ اور جمیلہ سے جمیلہ۔ اس کے عدو فارسی میں پانچ ہی محسوب ہوں گے۔

جوابے مخفی کتابت سے ساقط ہو جاتی ہے جیسے جامہ سے جامہ اور خامہ سے خامہ اور نامہ سے نامہ اس کو خلاف قاعدہ رسم الخط خواہ مخواہ جدا لکھ کر (ھے) محسوب کرنا جائز نہیں ہے۔ صاحب بعض تسلیم نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔

ہمزہ

ہر حصہ گزشتہ میں بھی اس کا ذکر کر آئے ہیں کہ ہمزہ نہ داخل حروف ہے اور نہ اس کے عدو محسوب ہوتے ہیں۔ اور جوابے عربیوں اور فارسیوں کے پاس ہمزہ سے موسوم اور داخل حروف ہے اس کو اہل جمل نے الف ہی کہا ہے جیسی لفظ اسلام کا پہلا حرف الف۔

اب اس خاص بیان میں ہم اس ہمزہ کے قواعد بھی عرض کرتے ہیں جو داخل حروف نہیں سمجھا جاتا اور کتابت میں سرعین کی شکل میں لکھ دیا جاتا ہے صاحب سبوح المرجان فرماتے ہیں کہ الہمزۃ ان کانت علی صورتہ الالف

تعد الفاً کسأل و ما احسن ما قیل (۵) قلبی علی قدک المشوق بالہف

طیر علی الفصن او ہمزۃ علی الالف یو وان کانت علی صورتہ الواو تعد واواً

کسؤل او الیاء تعد یاء کسل والہمزۃ الی تجئی بعد الالف لا تعد کصحراً

لانہا لیست لہا بعد الالف صورتہ من صور حروف الہجاء واما ککتب

علامتها علی صورتہ عملیۃ (انتہی) یعنی اگر ہمزہ آور شد الف کی شکل میں تو الف شمار ہوگا جیسا لفظ سأل۔ کیا اچھا کہا گیا ہے (ترجمہ شعر) میرا قلب تیرے درٓ
قد پر بسبب افسوس و غم کے ایک پزندہ ہے شاخ پر یا ہمزہ الف پر۔
اور اگر ہو ہمزہ صورت واو میں تو شمار کیا جاوے گا واو جیسا سؤل۔
اور اگر ہو ہمزہ صورت یا میں تو یا شمار کیا جاوے گا جیسے سؤل۔
اور جو ہمزہ بعد الف کے آوے وہ کچھ شمار نہ کیا جائیگا جیسے صحواء یہ اس لئے
کہ اس کے لئے الف کے بعد کوئی صورت۔ اشکال حروف یہی سے نہیں ہے
اور جزا میں نیست کہ لکھی جاتی ہے اس کی علامت چوٹی کی شکل پر۔

حقیقت یہ ہے کہ لفظ سأل یا سؤل یا سئل میں الف اور واو اور یا
پر ہمزہ کی شکل صرف اس بات کے اظہار کے لئے بنائی جاتی ہے کہ قارئین
حرف کی حقیقت سے آگاہ رہے اور قرائت میں اس کا اظہار کرے۔
لفظ جزئک میں چون کہ ہمزہ کو بسکس یا لکھا گیا ہے اس لئے اس لفظ
عد و بشمول یا ۴۰ محسوب ہوں گے۔ یہی عمل اولئک میں ہوگا یعنی لفظ اولئک
کے عدد ۶۷ شمار کیے جاویں گے۔

فارسی میں لفظ کندائی اور دین۔ برائی۔ بہلائی کی نسبت یہی حکم ہے یعنی دو یا
محسوب ہوتے ہیں۔ یہی کیفیت خائیدن۔ زائیدن۔ کی ہے۔ فارسی رسم الخط میں
ایسے ہمزہ کے عوض دونوں یا کو نقطے دیتے ہیں۔ حسین ہروسی نے لفظ (پے) کے
۱۲ عدد محسوب فرمائے ہیں اس لئے کہ (پے) میں صرف ایک یا ہے۔

گو ہر مجد از محیط عدل آمد در کنار

عدل الھداز پے جاہ و جلال شہریار

آقا طہاسب نے شہزادہ داراشکوہ کی تاریخ کہ خدائی میں بائبل میں یا محسوب کی ہے	
حسود بدگوئے اور انحوسٹ مائل طالع	مرید کلک او باد اسعادت از بن وذلک
۱۰۴۳	۱۰۴۳
تاریخ جلوس شاہ اسمعیل از ملا محشم کاشی حسین لفظ تمیزین دو یا محسوب ہیں	
میا کہ وچو سکہ حئی صاحب تیرل	لفظے کہ عیار بوڈس از اصل خلیل
۹۸۳ھ	۹۸۳ھ
سکہ چورسانید بتیمیز ملوک	فرق کہ و مدہ داوہ شاہ اسمعیل
۹۸۳ھ	۹۸۳ھ
(نوٹ) رباعی بالا کے پہلے شعر کے دوسرے مصرعین کاٹ کر ۲۵ عدد محسوب ہوئے ہیں۔ اور یہ بھی بحث ماضیہ کی سند ہے۔	
لفظ ہوئی اور ہوئے کے اعداد میں مورخین ہند نے دو طرح عمل کیا ہے	
بعض تو اس کے رسم الخط میں دو یا کو تسلیم کر کے ۳۱ عدد محسوب فرمائے ہیں	
اور بعض کہتے ہیں کہ صرف ۲۱ عدد محسوب ہونے چاہئین اس لئے کہ اس کا	
مصدر (ہونا) ہے اور (ہونا کا ماضی مطلق) (ہوا) اور اسی کا مونث (ہوی)	
اور جمع مذکر (ہوے)۔ پس نہ دو یا لکھنے کی ضرورت ہے اور نہ ۳۱ عدد شمار	
کرنے کی حاجت۔	
ایک تیسرا اگر وہ لفظ (ہوئی) میں مذہب اول کو پسند کرتا ہے اور لفظ	
(ہوے) میں مذہب دوم کا پیرو ہے۔	
اور یہ سارا جگہ اس لئے قائم ہوا ہے کہ رسم الخط کے کسی رسالہ نے ان دونوں	

الفاظ کے حلیہ کا تصفیہ نہیں کیا۔

اہل زبان سے موجودہ افراد کی زبان تو مذہب دوم کی تائید کرتی ہے اور
اون کا قلم مذہب اول کا پیرو ہے یعنی سبطوہ رسائل میں ان الفاظ کی اکثر کتابت
دو یا کے ساتھ پائی جاتی ہے اور جب کہیں اون سے گفتگو کرنے کا اتفاق ہوتا ہے
تو وہ بصراحت فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ - ہ - و - می - سے مرکب ہیں۔
یہ اختلاف صرف (ہوئی) یا (ہوئے) ہی میں نہیں ہے بلکہ اس کے
ماثل الفاظ (موئی) (موئے) - (چوئی) (چوئے) وغیرہ میں بھی -

مولانا مولوی سید احمد دہلوی مصنف فرہنگِ آصفیہ نے لفظ
(ہوئی) کا حلیہ دو یا کے ساتھ لکھا ہے اور لفظ (ہوئے) میں یاے مجہول لکھ کر پھر
ہمزہ دیا ہے۔ اور (چوئی) (موئی) اور (موئے) کی کتابت میں بھی دو یا ہی
کام لیا ہے۔ نیز آپ نے لفظ (مونا) پر لکھا ہے کہ یہ مرنے کا مرادف ہے اور
(موآ) پر جس کے آخر میں الف مدودہ ہے تحریر فرمایا ہے کہ یہ (مونا) کا ماضی
مطلق ہے۔ پس معلوم ہوا کہ (مونا) تو مصدر ہے اور (موآ) جو عرف عام میں
(مُونا) سے مشہور ہے اس کا ماضی مطلق اور (موئی) اسی کا مونث اور (موئے)
اسی کا جمع مذکر۔

حضرت حلیل جوا میر مینائی مغفور کے شاگرد رشید ہیں فرماتے ہیں کہ
(موآ) (مونا) کا ماضی ہم نے سنا ہی نہیں اور نہ (مونا) مرنے کے معنوں میں
ستعل ہے بلکہ (مُونا) ماضی مطلق ہے (مرنا) کا۔ اور (مُونا) سے (موئی) (موئے)
صرف ایک یا کے ساتھ ہیں۔

ہمارے استاد اجل جناب مولوی سید علی کامل لکھنوی نے بزمانہ قیام حیدرآباد ہم سے فرمایا تھا کہ (ہونا) کے مصدر سے ماضی مطلق (ہوآ) بالغت مدودہ ہے جس کو محاورہ عام میں (ہوا) کہنے لگے۔ اسی طرح (چھونا) کا ماضی مطلق (چھوآ) تھا جس کو ہم فی زمانہ (چھوا) کہتے ہیں۔ پس (ہوآ) اور (چھوآ) کا ثبوت (ہوئی) اور (چھوئی) ہے جس کو رسم الخط نے (ہوئی) اور (چھوئی) کی شکل پر رواج دیا، حضرت کامل کے ارشاد کی تصدیق کتابت زمانہ حال سے ہوتی ہے جو عموماً دیوا کے ساتھ پائی جاتی ہے اور (ہوآ) اور (چھوآ) کی تائید صاحبِ کتاب آصفیہ سے ہوتی ہے کہ آپ نے (ہونا) کے ماضی مطلق کو (ہوآ) فرمایا ہے۔ الغرض ہماری تحقیق میں زبان کے مقابلہ میں کتابت زبان کا پلہ بہاری ہے اور اصولِ اجل کے لحاظ سے کتابت معتبر ہے نہ قرائت۔ پس ہم (ہوئی) اور (ہوئے) کی کتابت میں ناگزیر دو یا کو تسلیم کرتے ہیں اور اسی کا نتیجہ لازمی ہے کہ ان دونوں کے اعداد ۳۱ مانتے ہیں۔

استاد می داغ مغفور سے ہم کو اس کے متعلق گفتگو کا موقع ملا تھا آپ نے فرمایا کہ دونوں جائز ہیں خواہ ان الفاظ کو ایک یا دو سے لکھو یا دو یا سے پہر فرمایا کہ ہم نے تو (ہوئی) کا رسم الخط اکثر دو یا سے دیکھا ہے اور (ہوئے) کی کتابت دونوں طرح پر۔ پہر آپ ہی نے فرمایا کہ ہم نے اپنی ایک تاریخ میں لفظ (ہوئے) کے اعداد (۲۱) محسوب کئے ہیں لیکن آئندہ تاریخوں میں دو یا کے پابند رہیں گے۔ دہو ہذا

داغ نے تاریخ اس کی یہ کہی	معتمد صاحب ہوئے زیرِ خطاب
---------------------------	---------------------------

ہمارے استاد جمل قدر بلگرامی نے ہم سے کہا کہ کیننگ کالج کی تاریخ میں ہم نے شعر ذیل میں لفظ (ہوئے) کا استعمال دو یا کے ساتھ کیا ہے اور اس لفظ کے اعداد ۳۱ محسوب کئے ہیں۔

ہوئے میر عمارت نیکدل کرنل خوش معین	دل افراز صفائی خوب ہر دلو اور ہر دین
۶۱۸۷۸	۶۱۸۷۸

فرمایا کہ بعض احباب نے ہم پر اعتراض کیا اور کہا کہ ہوئے کے عدد ۲۱ محسوب ہونے چاہئیں نہ ۳۱ تو ہم نے اون کو یہ کہہ رکھا کہ کیا کہ اگر آپ کی ایسی ہی خوشی ہو تو (ہوش) میں ایک یا بڑا دیجیے چھٹی ہوئی۔ پھر یہ فرمایا کہ بعض تاریخین ہمارے ایسی ہی ہیں جن میں لفظ (ہوے) کے اعداد ۲۱ محسوب ہوئے ہیں پھر

نہاں آشکارا قدر لکھہ مصراع تاریخ	ہوئے کامل یہ علم آگاہ بارسی چوتھ میں
	۱۲۷۶ھ

مؤلف نے عرض کیا کہ اصول جمل کے لحاظ سے دو عملی ناخوشناہ ہے یکسوئی ہوئی چاہیئے آپ نے فرمایا کہ بے شک۔ لیکن یہ امر تحقیق طلب ہے کہ صحیح رسم الخط ان الفاظ کا کیا ہے جس کے بعد اعداد تابع رسم الخط ہوں گے۔ پھر یہی فرمایا کہ کا تبین تو عموماً (ہوئی) کو دو یا کے ساتھ لکھتے ہیں اور ہمارے قلم سے بھی بے ساختہ ایسی ہی کتابت ہو جاتی ہے۔ افسوس ہے کہ اصلیت حروف کے اب تک کسی نے روشنی نہیں ڈالی۔ بہر حال تمہارے لئے میں یہی صلاح دوں گا کہ رسم الخط کے تابع رہو اور یہی حکم ہے اصول جمل کا۔

اس گفتگو کے بعد ہم ان دونوں الفاظ میں دو یا کے پابند رہے اور ۳۱ عدد

محبوب کرنے لگے۔ اور آج تقریباً بائیس سال کے بعد بھی ہماری تحقیق میں اب تک اسی کا پلہ بھاری ہے۔ مولانا سید علی کامل کے ارشاد اور صاحب فرنگ آصفیہ کے اسناد سے بھی ہم (ہوئی۔ موئی۔ چوئی۔ ہوئے۔ موئے۔ چوئے) میں دو پاک و جود پاتے ہیں اور ۳۱ عدد محبوب کرنے پر مجبور ہیں۔ یعنی ہم مذہب اول کے پیرو ہیں۔

پیروان مذہب دوم اپنی تحقیق کے آپ ذمہ دار ہیں اور ان کے طرز عمل پر ہم کوئی حرف گیری نہیں کرتے اس لئے کہ انہوں نے ماضی مطلق (ہوایوا چووا) پر ہوئی۔ موئی۔ چوئی۔ کی بنیاد قائم کر لی ہے لیکن ہم اس قدر ضرور عرض کریں گے کہ اون کو اس کا پابند رہنا چاہیے کہ کتابت بھی لکھنے یا کے ساتھ کریں اور یا پر جمرہ نہ دیں۔

تیسرے گروہ کی نسبت البتہ ہم اس قدر کہنے پر مجبور ہیں کہ ان کو کیسوی اختیار کرنا چاہیے۔ (ہوئی) میں مذہب اول کی پیروی کرنا اور (ہوئے) میں مذہب دوم کو ماننا۔ یک باہم و دودھوا کا مصداق ہے واقعات متذکرہ بالا کے پڑھنے کے بعد یا تو وہ اصلیت اور حقیقت لفظ کو تسلیم کر کے تابع رسم الخط جاریہ ہیں یا زبانا نامان حال کی زبان کے بہرہ رسد پر رسم الخط کی تبدیلی مذہب دوم کی پیروی فرمائیں۔

جناب امیر مینائی کی ایک تاریخ ہم کو ملی ہے جس میں لفظ ہوئی کا استعمال مادہ تاریخ میں ہوا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مذہب دوم کے پیرو تھے تاریخ صحت منشی امتیاز علی وزیر ریاست بہوپال

چین آگیا ہر ایک صغیر و کبیر کو	عمر خضر نصیب مرے دستگیر کو
اقبال شاہ سے ہوئی صحت و زیر کو	لب پر آمیر مصرع تا یخ آگیا
۱۳۱۰ = ۱۲ ۷۸	۳۲

زبان اردو کے رسم الخط کے متعلق جب کوئی رسالہ موجود نہیں ہے تو ہم قلمی اور مطبوعہ رسائل سے کام لیتے ہیں جو لکھنؤ اور حوالی لکھنؤ اور دلی اور مضائقہ دلی سے شائع ہوئے ہیں۔ ان رسائل میں لفظ ہوئی اور ہوئے کا رسم الخط دو یا کے ساتھ موجود ہے۔ اس کے مخالف بعض خطاطوں کو جب یہ سند ہم الخط ناگوار گزری اور ان کی توجہ ایک یا کے قائم رکھنے اور دوسری یا کے مٹانے کی جانب رجوع ہوئی تو او انہوں نے اس قدر تعصب سے کام لیا کہ دو یا کی حقیقی ضرورت کے مقام پر بھی ایک یا پر قناعت کی۔ حضرت امیر کا مشہور لغت آپ کی زندگی میں کامل نگرانی کے ساتھ طبع ہوا ہے اور ہمارا خیال ہے کہ اس میں صحت الفاظ کا بڑا ہی خیال ملحوظ رہا ہے۔ اس لغت میں جہاں کہیں الفاظ بینائی۔ آئی۔ کوئی۔ ہوئی۔ للچائی۔ وغیرہ متعل ہیں انہیں بھی ایک یا سے کام لیا گیا ہے اور ضرورت و وزن شعر کے لئے اسی ایک یا پر ہمزہ رکھ دیا گیا ہے۔ محاورہ (آنکھ للچائی ہوئی پڑنا) کو (آنکھ للچائی ہوئی پڑنا) لکھ کر جہرئت کا یہ شعر سند میں پیش ہوا ہے ۷ ہی غضب اپنی طبیعت او سپہ ۷ آئی ہوئی پڑ جیہ پڑتی ہے ہر اک کی آنکھ للچائی ہوئی پڑ ہم نے اس کی شعہ کو صرف بطور نظم و ترتیب و مثال اصلاح رسم الخط پیش کیا ہے سارا لغت اسی قسم کے نظائر سے بہرا ہوا ہے اب انصاف پسند اہل زبان خود دیوان

جراث کو ملاحظہ فرماوین جو اون کی زندگی میں طبع ہو رہے حسین للچائی اور مرنے
 و وفات کے رسم الخط میں دو یاہین پس معاصرین کا یہ طرز خاص خاص کتابوں
 میں اصلاح زبان کے ساتھ اصلاح رسم الخط کا حکم رکھتا ہوا اور معاصرین
 اہل زبان اس کو پسند فرماتے ہوں اور صحیح مانتے ہوں تو ہماری رائے میں
 اون کو ایک یا کے عدد پر قناعت کرنا جائز ہے لیکن اصول قواعد حمل کو لحاظ
 سے ان کو براہ کرم ہمزہ سے بھی دستکش ہونا چاہیے اس لئے کہ اگر ہمزہ اہل
 کتابت رہے گا تو وہ بزبان حال پکاراٹھے گا کہ (آئی ہوئی) کو دو یا کے
 ساتھ لکھو۔

استادان زبان کے اکثر اون دو ادین کی سیر جہنم کی ہے جو ان کی
 زندگی ہی میں چپ چکے ہیں اور بعض کا چہا پہ انہیں کی خاص نگہانی سے ہوا
 کل ایسے دو ادین میں۔ بینائی۔ ہوئی۔ آئی۔ کوئی۔ للچائی۔ وغیرہ میں
 دو یا کی کتابت ہمزہ کے ساتھ موجود ہے بعض معاصرین فرماتے ہیں کہ پرانی
 اردو کا رسم الخط ایسا ہی تھا اور جب روز بروز اس کی اصلاح ہوتی گئی
 اور زمانہ حال کی زبان میں بہت سے تغیرات ہو چکے ہیں تو اب رسم الخط قلم
 کو متروک خیال کرنا چاہیے۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ جو حکم بہت خوب۔
 لیکن زبان اردو کے ساتھ رسم الخط کی ایسی اصلاح کے لئے جس میں اصلی حروف
 چٹ ہو چکے ہیں اور قواعد بدیہی کے برخلاف عمل ہوا ہے آخر کوئی نہ کوئی
 دلیل بھی ہونی چاہیے (چاہیے) کو ایک یا کے ساتھ (چاہے) لکھ کر اس پر ہمزہ دیدینے کا
 نام اگر اصلاح رسم الخط ہے تو ہماری رائے میں اس اصلاح سے رسم الخط

کا خون ہوا ہے۔ جس شعر میں (کوئی) کو اظہارِ ہمزہ کے ساتھ پڑھنے کے بغیر بحرِ قائم نہیں رہتی اوس میں ناگزیر ہمزہ کو قائم رکھنا اور منظرِ ہمزہ کو ترک کر کے ایک یا سے کام لینا ہماری سمجھ میں بالکل نہیں آتا کہ کس بنیاد پر ہے۔ کم سے کم اگر انہیں استادِ مصلح کا کوئی رسالہ رسم الخط اس اصلاح کے لئے سند ہوتا تو ذمہ داری کا بار اُن کے سر ہوتا۔ رسالہ اصلاح رسم الخط قدیم ندارد اور ایسی فاش غلطی کے نشانیِ علامت بننے کے لئے بے زبان کا متباداض ہیں۔ پہر اصلاح رسم الخط کا دعویٰ کرنا چہ معنی دارد۔

ہوئی اور ہوئے میں تو کہنے کے لئے یہ گنجائش ہے کہ ہوا سے ہوی اور ہو بنا لیا گیا۔ مگر جب کہ (الپجائی) کا ماخذ (الپجایا) ہے تو پہر اس کو ایک یا (الپجائی) لکھ کر ہمزہ سے کام نہ لانا اور منظرِ ہمزہ کی ضرورت نہ ماننا کیسی انوکھی بات ہے اب ہم اس بحث کو اسی پر ختم کرتے ہیں۔ افسوس ہے کہ نہ داغِ مغفورین نہ امیرِ مرحوم اور نہ قدر و کمال اگر وہ ہوتے تو اس بحث کا تصفیہ انہیں کے ہاتھوں ہوتا۔ ہم شائقینِ فنِ جل کی خدمت میں صرف اس قدر عرض کرتے ہیں کہ وہ ضرورتِ جل کے لئے اس طوفان کے دھوکے میں نہ آئیں۔ جہاں کہیں انکو ایسے الفاظ میں یا پر وجودِ ہمزہ کا اطمینان ہو وہ اس کو بغرض اظہارِ ہمزہ دویا سے لکھیں۔ کہی الپجائی اور آئی اور کوئی اور اُن کے مائل الفاظ میں ایک یا سے کام نہ لیں اور اصلاحِ جدیدہ رسم الخط پڑنا تھوڑا نہیں۔ ہوئی اور ہوئے۔ چوئی اور چوئے اور موئی اور موئے کی نسبت اگر اُن کو دلی کے اہل لغت پر بہرہ رسد ہوا اور ہمارے محکمہ کے ساتھ اتفاق تو ان الفاظ میں بھی دویا داخل کتابت

رکبین اور دونوں کے عدد محسوب فرمائیں والا اوں کو مذہب دوم کے اختیار کرنے میں آزادی ہے۔ لیکن مذہب دوم کو جدید رسائل کی کتابت کے بہرہ و سہ پر الفاظ لکھائی و آئی و کوئی سے متعلق نہ سمجھیں و ما علینا الا البلاغ لکھنے کے نامی ناول نگار مولوی عبدالحلیم شرر سے قریب قریب کل ہندوستان واقف ہے حیدرآباد کی خوش قسمتی سے آپ آجکل ناظم تعلیمات کے مددگار ہیں۔ جب ہم نے اس بحث میں آپ سے استصواب کیا تو آپ نے مہربانی آمود جواب سے ہم کو شکر گزار فرمایا جس کو ہم بحسنہ ذیل میں نقل کرتے ہیں (ہوآ۔ ہوئی۔ ہوئے)۔ کالفظ واو سے نہیں ہے بلکہ ہمزہ سے ہے۔

اور املا میں ہمزہ کا قاعدہ ہے کہ اپنی حرکت کے مناسب حرف علت کی صورت میں لکھا جاتا ہے اس لئے بجائے (ہوے) کے (ہوئے) لکھنا صحیح ہے۔ اور تالیف میں دو حرف یا محسوب ہونے چاہئیں۔

ہماری رائے میں حضرت شرر کی یہ تحریر مختصر مفید کا حکم رکھتی ہے اور اس سے بھی مذہب اول کی تائید ہوتی ہے۔ قدام کے کلام بلاغت نظام سے بھی اسی کی تصدیق ہوتی ہے۔ امیر خسرو دہلوی کا ایک قطعہ یہ کو یاد ہے جس کو ہم ذیل میں عرض کرتے ہیں۔ اس سے بھی رسم الخطا فی الجوت پر کسی قدر روشنی پڑتی ہے۔

دیدم بلب آب زن ہندوئے

زخم تماشاے کنار جوئے

آواز برآورد کہ در در سوئے

گفتم کہ بہائے سرویت چہ بود

یادگار ان غالب مرحوم سے حضرت تابان دہلوی اور سائل دہلوی

بقید حیات ہیں حضرت تابان کا ایک مطلع ہے کہ (۵) وصل کی شب وہ
سٹٹے ہیں پرے جلتے ہیں پوچھوئی مولیٰ ہیں کہ چھوٹے سے سرے جاتے ہیں
حضرت سال فرماتے ہیں۔ (۵)

مرنے کی میرے اسکو سنا کر خیر کوئی	اتنا بھی کہہ دے اب تو سسلی ترسی ہوئی
الف میں اتنی چاہیے خاطر کو کیسے کوئی	ہم جس کو چاہتے ہوں چاہے اس کو کوئی

اب ہم اس بحث کو ختم کرتے ہیں اور پیروان مذہب دوم کی توفیق کے
لئے دعا خیر۔

ہمزہ بعد الف کی نسبت یہ امر فیصل شدہ ہے کہ وہ کوئی چیز نہیں ہے
اُس کا کوئی عدد محسوب نہ ہوگا اور یہی حکم ہمزہ بعد واو کی نسبت ہر جیسے
لفظ (ضورہ) جس کے عدد بترک ہمزہ ۸۱۱ محسوب ہوتے ہیں۔ اس لئے
کہ ہمزہ بعد واو مثل ہمزہ بعد الف ہے۔ اسی طرح (وضورہ) کے عدد
بہی بترک ہمزہ ۸۱۷ لئے جاویں گے۔ یہی کیفیت جزو دوف کی ہر
جس میں ہمزہ حسابِ اجل سے خارج رہتا ہے۔

ہمزہ بعد الف کی نسبت بعض متاخرین نے ایک عدد محسوب کیا
جس کا ذکر صاحبِ سجدۃ المرجان نے فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ وجد بعضہم

تاریخ وفاتہ (علماء امتی کا نبیاری بنی اسرائیل) و ہمزہ علماء و ہمزہ
انبیاء محسوبان فی التاریخ (انتہی) یعنی بعض نے کسی عالم کی وفات
کی تاریخ (حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) علماء امتی کا نبیاری بنی
اسرائیل۔ میں پائی ہے۔ اور الفاظ علماء اور انبیاء دو فون میں ہمزہ محسوب

ہوا ہے۔ اس موقع پر آزاد بلگرامی نے مورخ کے نام سے سکوت فرمایا ہے لیکن چونکہ وہ تاریخ شیخ الہند عبدالحق محدث دہلوی کی وفات کے متعلق کہی گئی ہے تو معلوم ہو چکا کہ اس کے مصنف و مورخ متاخرین سے کوئی بزرگ ہیں۔ اور اسی طرح آزاد بلگرامی نے احوال عبد الجلیل بلگرامی میں فرمایا ہے

کہ لازم السلطان فرخ سیر وقضی بیامین عنایاتہ ماکان لہ من وطرو نظم
جلوسہ تواریخ الاسنۃ الاربعۃ المذکورۃ والذی بالعربیۃ ہذا (۵)

قد تولیٰ فرخسیر ملک ہند	دلہ من عون القدر اعتد
فاقتبسنا تاریخہ من کلام	صمدی یور شہا من یثا

والہمزۃ محسوبۃ فی التاریخ لان الجلوس فی سنۃ اربع و عشرین و
مائۃ والف (انتہی) یعنی (صاحب تذکرہ) ملازم ہوا فرخ سیر کا اور
رد کیا اس کی عنایتوں کی برکتوں سے اپنے حواج کو اور نظم کیں اس کے
جلوس کے لئے تاریخیں چارزبانوں میں جن میں سے عربی تاریخ یہ ہے
(جو اوپر لکھی گئی) اس تاریخ میں ہمزہ شمار کیا گیا ہے اس لئے کہ جلوس سنہ
ایک ہزار ایک سو چوبیس میں ہے۔

اسی طرح نعمت خان عالی نے کامنگار خان کی شادی کی تاریخ میں
ہجو کی ہے جو سنہ ایک ہزار ننانوے ہجری میں واقع ہوئی تھی جس میں
ہمزہ کا عدد محسوب ہوا ہے (۵) حرف مدرساخت مدغم بی عقل انگاہ گفت
نحو جائز کرد اینجا التقادس کنین کہ آزاد بلگرامی نے اس تاریخ کی نسبت
لکھا ہے کہ مادہ تاریخ میں ایک عدد کی

$$۱۰۹۸ = ۱ + ۱۰۹۹$$

کمی ہونے کی وجہ سے شاعر نے تسمیہ سے کام لیا ہے یعنی حرف مذکور جس سے الف مراد سے مادۃ تاریخ میں مدغم کیا ہے اور نیز لفظ التّقاء کے ہمزہ مابعد الف کو بھی محسوب فرمایا ہے در حالیکہ ہمزہ کے عدد کا محسوب کرنا تاریخ گو یا عرب کے مذہب کے خلاف ہے اس لئے کہ نہ وہ داخل حروف ہے اور نہ اگر لئے کوئی عدد اجل۔

پہر آپ ہی نے خزائن عامرہ میں لضمن احوال یحییٰ کاشی اس کی تاریخ موت کا ذکر کیا ہے یعنی (ع) احوال سخن جو کہ دیکھی جان داد پر اور فرمایا ہے کہ اس مادۃ تاریخ میں لفظ احوال کے الف آخر کے بعد کا ہمزہ حساب جل کر خارج ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اکثر مورخان فارس ہمزہ کا عدد لیتے ہیں اور بعض نہیں لیتے۔ اور مورخان عرب اکثر ایسے ہمزہ کو ترک کرتے ہیں اور بعض اوس وقت محسوب کرتے ہیں جب کہ مادہ تاریخ کسی آیت قرآنی یا حدیث میں پایا جاوے جیسا کہ عبد الجلیل بلگرامی نے تاریخ جلوس فتح سیر میں عمل کیا ہے۔ (جس کو ہم اوپر نقل کر چکے ہیں)

ہم اس موقع پر صرف اسی قدر بیان پر خاموش نہیں رہ سکتے اس لئے کہ یہ کتاب صرف بیان واقعات کے لئے نہیں ہے ہم ضرور عرض کریں گے کہ جن شعراے عرب نے ہمزہ بعد الف التّقاء یا احوال کو حرف قرار دیکر اسکا عدد لیا ہے انہوں نے غلطی کی ہے۔ آزاد بلگرامی نے نہ شعراے قدیم عرب کی اور نہ نجات کی نقل کی اور نہ ان کے نام گنوائے محض تذکرۃ ان کے مذہب اجل کا ذکر کر دیا ہے اور موقع کے لحاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ

شعراے عرب یعنی مافی ذہنہ سندھین عبد الجلیل بلگرامی کے لئے۔ اور یہ جو ارشاد ہوا ہے کہ مورخان عرب کے پاس آیہ قرآنی اور حدیث نبوی سے ٹکڑ ہوئے مادہ میں ایسا عمل بعض وقت جائز قرار پایا ہے اس کے متعلق بھی متقدمین کے کسی ایسے مادہ تاریخ کی سند نہیں پیش ہوئی تاکہ ہم اس سے اس بات کا اندازہ کر سکتے کہ مورخ کا رتبہ فن جمل میں کیسا ہے۔ ہمارے روئے اس کے متعلق بھی جو کچھ ہے وہ آزاد بلگرامی کا تذکرہ اور عبد الجلیل بلگرامی کی تاریخ ہے اور بس۔ اللہ اللہ خیر سلّا۔

پس ایسی حالت میں ہم ایک عام قاعدہ کے مقابلہ میں جس کی تصدیق محققین و متقدمین فن جمل کے اقوال متعددہ سے ہوتی ہے۔ ایسے استثنائیں کو جائز نہیں قرار دے سکتے۔ عبد الجلیل بلگرامی کو ضرورت وقت نے ایسا عمل ناجائز پر مجبور کیا ہوگا۔ یا فن جمل میں ادیبوں نے اپنے معلومات کو اسی حد تک پایا ہوگا۔ یا آپ سے تسامح ہوا ہوگا۔

ہم گزشتہ حصہ کے متعدد مقامات پر اوں محققین کی عبارتوں کی نقل کر چکے ہیں جنہیں سے بعض نے حروف تہجی کے ذیل میں ہمزہ کا ذکر کیا، اور بعض نے ہمزہ کے عدد کے متعلق صاف صاف لکھ دیا ہے کہ ہمزہ کے لئے جمل میں کوئی عدد نہیں ہے۔ اور انہیں سے کسی نے یہ استثنائی جزیئہ نہیں بیان کیا کہ آیت قرآنی یا حدیث نبوی میں مادہ پایا جاوے تو بجز خلاف قاعدہ عام عمل کرنا جائز ہے۔ اور اوں کا طرز بیان بتلا رہا ہے کہ وہ ایسے محض افراد تھے کہ اعداد و تائے مدور کی بحث میں اختلاف اقوال کی کوئی گزشتہ

اوہوں نے اپنے بیان میں نہیں اوثہار کہی پس ایسی حالت میں آزاد بلگرامی کا
 صرف یہ فرمادینا کہ مورخان عرب نے برخلاف قاعدہ عام ایسا کیا ہے بدون
 سند ہم نہیں مان سکتے۔ مان یہ ہو سکتا ہے کہ بعض مورخین زمانہ حال اپنے لئے
 عجب الجلیل بلگرامی کی سند کو کافی خیال کریں لیکن ہم انکے لئے کہی ایسا مشورہ
 نہیں دے سکتے اس لئے کہ غلطی کی مثال کسی کے لئے سند کا کام نہیں دیکھتی
 اب رہی نعمت خان عالی کی فارسی تایخ جس میں اوہوں نے لفظ التقاء
 میں ہمزہ بعد الف آخرین کو محسوب کیا ہے۔ وہ بھی فارسی مورخین کے لئے
 سند نہیں ہو سکتی اس لئے کہ زبان فارسی کے قاعدہ اور رسم الخط کے لحاظ سے
 اون کا عمل غلط ہے یعنی التقاء ساکنین اور احیاء سخن دونوں مرکبات
 زبان فارسی سے ہیں اور فارسی کا قاعدہ کہہ رہا ہے کہ ایسے مرکبات میں جب
 حرف الف آخر کلمہ میں واقع ہو تو مضاف کے بعد یاے حطی کا لانا ضروری ہے
 سے ہے۔ صاحب منتخب الخوف مائے ہن کہ ہر اسمی کہ در آخر آن الف باشد
 و ما قبل آن مفتوح بود و مخمّن و او باشد و ما قبل آن مضموم بود و آن را مضی
 کنند می باید کہ یاے زائدہ میان مضاف و مضاف الیہ و آراءند مانند او آ
 معشوق و ابروے محبوب و این یار و وقت خواندن ہمزہ لینہ بدل کنند۔
 پس نعمت خان عالی کے مصعع تایخ میں اگر برخلاف قاعدہ رسم الخط فارسی
 بجائے ہمزہ آخر لفظ التقاء یا کی کتابت بضرورت تایخ ترک ہوئی ہو اور ہمزہ
 کے عدو برخلاف قاعدہ عام جمل محسوب ہوئے ہوں تو کہا جائے گا کہ استناد
 سخن نے فن جمل کی کسی معلومات کی وجہ سے تسلیح کیا ہے۔ اور ایسا مقررزل

مصرع ہو کہو خلاف ورزی قاعدہ عام کے لئے سند نہیں ہو سکتا۔
 باقر گیلانی نے جلوس عالمگیر کے تاریخی بیان کے آغاز میں بضم لغت
 قواعد فارسی کا لحاظ رکھا ہے اور (ملجائے دوسرا) میں بعد الف ملجا یا کو
 محسوب فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ملجائے دوسرا امام المتقین ۱۰۶۸
 کرم جہان مقبول الہ سید المرسلین ۱۰۶۸ (۵)

سماے حکم و سخا و مدح جمال و کمال		پناہ تاجوران کا سماں ندیدہ چنان
۱۰۶۸		۱۰۶۸

اس شعر میں لفظ سما کے بعد یا مطابق قاعدہ ہے۔ صاحب لمخص تسلیم فرماتے
 ہیں کہ ہر گاہ کہ خدائی یا اولئک میں ہمزہ کے عوض یا محسوب کی جاتی
 جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے تو اذا جار و ماشاء کا ہمزہ بعد الف بھی سہی
 یک عدد ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اولئک میں یا کی کتابت بغرض اظہار ہمزہ
 ہوئی ہے۔ اور سأل میں الف بھی بغرض اظہار ہمزہ ہے۔ اور سؤل
 میں واو بھی اسی غرض سے ہو۔ پس اہل جمل نے اولئک میں یا اور سأل میں الف
 اور سؤل میں واو محسوب کرنے کا حکم ہمزہ کی خاطر اور اس کی کسی مرتبت کی وجہ
 سے نہیں دیا بلکہ کتابت اور رسم الخط کی وجہ سے جس میں۔ می۔ ا۔ و موجود
 ہے۔ ہر گاہ ابتدای بیان میں یہ بات طی ہو چکی ہے کہ ہمزہ کوئی مستقل حرف
 نہیں ہے تو پھر ماشاء کے ہمزہ آخر کے لئے عدد کی سفارش بے موقع اور
 موجب ہے۔ قواعد اس کی قبولیت کے مانع ہیں امید ہو کہ آپ معاف فرما دیں
 صاحب معدن الجواہر نے فرمایا ہے کہ الفاظ دیوانہ یا بیگانہ کا ہمزہ

ہمزہ بعد الف کا حکم رکھتا ہے یعنی بلحاظ رسم الخط اس کو حروف لفظ میں کچھ بدل نہیں ہے اور نثران کے لئے حروف ثلاثہ یعنی الف - واو - می - سو کوئی حرف موجود ہے۔ قواعد فارسی کی رو سے لفظ دیوانہ یا بیگانہ کا اصل لفظ دیوانی یا بیگانہ تھا لیکن جب کہ قاعدہ نے رسم الخط سے دو یا کو حذف کر کے اس کے عوض صرف (ٹھ) کو قائم کر دیا ہے تو اب حسابِ جمل میں بروئے قاعدہ عام کو رسم الخط کی پابندی لازم ہے پس دیوانہ کے اعداد ۷۶ - اور بیگانہ کے اعداد ۳۸ محسوب ہوں گے اور ہمزہ کا کوئی عدد نہ لیا جاوے گا۔

می

جن الفاظ عربی کے آخرین یا ہے اور فارسیوں نے اس کو الف سے بدل دیا جیسے مئی - ماجری - جس کو فارسیوں نے تننا اور ماجرا کر لیا ہے اس کو حرفِ آخر کے عددِ عربی میں بلحاظ کتابت یا دس محسوب ہوں گے۔ اور فارسی میں بلحاظ کتابت الف - ایک -

صاحبِ محضِ سلیم نے حبیب اللہ بشیر کی ایک تاریخ پر اعتراض فرمایا اور وہ تاریخ یہ ہے۔

بشیر القصبہ جب تفتیش سال اسکا کیا میں نے	مروث غیب لہر ترغیب میں مجھ کو بایا کی
نمایان مصرع تاریخ مطبوع طابع ہر	عجب کہیں گئے تو شیخ اردو سے معلیٰ کی
	۱۲۹۵

آپ فرماتے ہیں کہ درین قطعہ قافیہ افزا و ہویا و ایما و دنیا
آشکارست - معلیٰ بیاض محض بوجہ تاریخ و درقوافی الف قاعدہ عربی جاری

کردن بجایست (انتہی)

افسوس ہے کہ لائق مؤلف نے غور سے کام نہیں لیا اردو سے علی کی یا کوز باندانان اردو نے بہ تبدیل الف جائز نہیں رکھا۔ پس بیچارہ مورخ نے اگر لفظ صمیم کو استعمال کیا تو اسپر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا اوس نے یا کو بضرورت تایخ نہیں قائم رکھا ہے بلکہ بضرورت صحت لفظ و رسم الخط قائم رکھا ہے۔ جو غلطی اس مادہ میں ہے وہ اور ہے یعنی مورخ نے لفظ (گمی) میں صرف ایک یا کو محسوب فرمایا ہے تسلیم سہسوائی نے غالباً اس پر غور نہیں فرمایا۔

لائق مؤلف فرماتے ہیں کہ موے و روے و سوے و توے و ہمیں قیاس دلجوے و گوے بدویاست۔ ہم کہتے ہیں کہ اس موقع پر آپے تسامع ہوا ہے۔ دو یا محسوب ہونے کی ضرورت اوس وقت ہوگی جب کہ ہم دلجمے کو دلجوئے کہیں یا گوے کو گوئے یا توے کو توئے یا سوے کو سوئے ہم اس قاعدے کو ہمزہ کے ذیل میں بیان کر آئے ہیں اور حقیقت اس کا اصلی مقام وہی ہے۔ لائق مؤلف نے چون کہ الفاظ موے۔ روے۔ سوے۔ توے۔ دلجوے۔ گوے۔ کے رسم الخط کو بدون ہمزہ لکھا ہے اور ایسے یا کے عدد ۲۰ لینے کا حکم دیا ہے اور خواہ مخواہ حرف یا کے ذیل میں اس کا ذکر فرمایا ہے لہذا دفع غلط فہمی کے لئے اس موقع پر ہم نے صراحت کر دی

حروف مُشَدَّدہ

حرف مُشَدَّد کی نسبت قاعدہ عام کے ذیل میں بھی ایک اجمالی بیان گزر رہا ہے

اور آزاد بلگرامی نے سجدۃ المرجان میں بضمن بیان صنعت تائیلخ لکھا ہے کہ
یَعْدُ الْمَشْدَّ حَرْفًا وَاحِدًا كَالْمَشْدِّ وَكَذَلِكَ الْهَمْزَةُ الْمُدَوْدَةُ كَالْمَنْ (انہی)
یعنی شمار کیا جاتا ہے حرف مشد و ایک حرف جیسا لفظ مشد و اور اسی طرح
ہمزہ مدودہ جیسا لفظ آمن۔

ہمزہ آمن کی بحث ہم نے بضمن حرف الف کی ہے اس موقع پر اس کی
ضرورت نہیں ہے۔ حرف مشد و کی نسبت صاحب معدن الجواہر نے بھی حجت
کے ساتھ لکھا ہے کہ حسابِ جبل میں تشدید کوئی چیز نہیں ہے چون کہ جبل کا قاعدہ
عام کتابت پر مبنی ہے اور تشدید کی وجہ سے کتابت میں کوئی تکرار نہیں واقع
ہوتا لہذا اہل جبل نے حرف مشد و کو ایک ہی حرف قرار دیا ہے اور جہاں کتابت میں
مشد و کے دو حرف لکھے جاتے ہیں جیسے اللہ و لمان یہ سمجھنا چاہیے کہ لام اول
و حقیقت قراءت میں داخل نہیں ہے بلکہ لام دوم مشد و ہی سے قراءت کا کام
لیا جاتا ہے اور اس خاص رسم الخط کا بیان حرف ل پر گزر چکا ہے۔

صاحب مخضّص تسلیم نے اس کلیہ کو تسلیم فرما کر فرمایا ہے کہ اگر کوئی مورخ
الفاظ مشد وہ کے کمر شمار سے مادہ تائیلخ حاصل کرے تو یہ ایک قسم کی صنعت
ہو سکتی ہے جیسا کہ آپ کی ایک تائیلخ ہے۔ و مہذب۔

تعمیر مسجد چو امیر علی نمود	تائیلخ سال حتم و فرمود زاید ہے
ہجری ست باشد و تفصیل بضا بطہ	بر چاہ باولی شدہ تیار مسجد ہے
	۹۷ ۱۲ ق

آپ نے اس مادہ تائیلخ سے جزئی الحقیقت سنہ مضلی کا مادہ ہے تشدید

یہ لفظ تیار سے دوا محسوب کر کے مسئلہ ہجری بھی پیدا کیا ہے اور عمل غلط کا نام صنعت رکھنا چاہا ہے اور یہ گویا اس بات کی ہدایت ہے کہ قواعدِ اجل کی خلاف ورزی کرنے والے صنّاع کا لقب پاویں۔ اگر ایسی آزادی عطا کر دی جائے اور غلطی کو صنعت کہہ دیا جائے تو سارا قاعدہ خاک میں مل جائیگا۔ ایک مادہ سے دو مادوں کا حاصل کرنا بے شک ایک صنعت ہے جس کا نام صنعتِ ذوائیہ نہیں ہے اور ہم نے اس کا ذکر بجائے خود کیا ہے اور وہ صنعت اُس وقت قرار پاسکتی ہے جب کہ قواعدِ اجل کی پابندی کے ساتھ وہ خوبی حاصل ہو جو اس صنعت کی تعریف ہے اگر ہمارے مشفق کو اپنی تاریخِ بحال اور برقرار رکھنے کے لئے کوئی خاص نام ہی درکار ہے تو ہم اس کا نام صنعتِ مصنوعی رکھتے ہیں جس سے بچنا اس کی عین تعریف ہے۔

دوسرا باب عملِ عینی فروعِ اجل کے متعلق

پہلی فصل تاریخ کے متعلق

(۱) تاریخ کی تعریف

کسی چیز کے وقت کے پیدا کرنے کو اہل لغت تاریخ کہتے ہیں اور اصطلاح میں ایک علم کا نام ہے جس میں واقعات عام یا خاص کا ذکر کریں۔

صاحبِ غیاث اللغات فرماتے ہیں کہ تاریخ در اصطلاح عبارتست از

تعیین کردن مدت از ابتداء امر عظیم و قدیم و مشہور تا ظہور امر ثانی کہ

عقب اوست تاکہ دریافت شود بزمانہ آئندہ و دیگر ظہور این امر ثانی بطریق

نسبت بعد مدت امر قدیم مشہور اول -

صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ تاریخ نام صنعتی ست از صنائع علم بدیع و این عبارت ست از آن کہ تسکیم بیان کند سال ہجری یا سال دیگر ابرا و قوع امرے بلفظے یا فقرہ یا مصرعے یا زیادہ از ان کہ اعدادش بحسب حساب جمل موافق سال مذکور باشد -

صاحب سبحة المرجان کا قول ہے کہ و منها مختصة بالعرب کا استخدام المضمرة حسن التلخيص والتاريخ على قاعدة الجمل وغيرها (انہی) یعنی اور بعض او نہیں سے عرب کے ساتھ مخصوص ہیں جیسے صنعت استخدام ضمیر حسن تخلص اور تاریخ بقاعدہ جمل وغیرہ -

آپ ہی نے غزلان ہند میں فرمایا ہے کہ فقیر صنائع عربی و ہندی ملاحظہ کر دم سے قسم برآمد بعضے مشترک در عرب و ہند مثل ایہام و حسن التعلیل الخ و بعضی مختص بعرب مثل استخدام مضمرة حسن التلخيص یعنی گریز قصیدہ تاریخ بقاعدہ جمل وغیرہ و بعضے مختص بہ ہند -

پھر آپ ہی نے سبحة المرجان میں لکھا ہے کہ التاريخ هو عبارة عن ان يبين المتكلم ما ما يجرى لوقوع حادثه بقاعدة الجمل وهو عرولة لا يدى الاو بار و لعبته في محافل الظرفاء والعجب انهم قصروا عن ادرا حقه حيث ما دخلوه في سلك انواع البدیع ولم ينظمه احد من اصحاب البدیعیات التي طالعتها و هو حرجی بذلک اما ادبار الفرس فقد قضوا حقه و ذکر وہ فی انواع البدیع الفارسی (انہی) - یعنی تاریخ عبارت ہے اس سے کہ تسکیم سال ہجری کسی

حادثہ کے وقوع کا فن جمل کے قاعدہ سے بیان کئے اور صنعت ایک دستاویز ہے ادیبوں کے ہاتھ میں اور ایک کہلوانا سے ظریفوں کی مخفون میں اور تعجب اس کا ہے کہ مؤلفین عرب نے اس صنعت کا حق ادا کرنے میں کوتاہی کی ہر بدین وجہ کہ اس کو اقسام فن بدیع میں ذکر نہیں کیا اور نہ اصحاب بدیعیات میں سے جو میری نظر سے گزرے ہیں کسی نے اسکو نظم کیا حالانکہ یہ صنعت ذکر کرنے کے قابل ہے۔ لیکن فارس کے ادیبوں نے اسکا حق ادا کیا ہے اور فارسی کے فن بدیع کے اقسام میں اس کو بھی جگہ دی ہے۔

صاحب ہفت قلزم کا قول ہے کہ تاریخ عبارت ست از آن کہ

جہت حدوث واقعہ لفظی یا مصرعے یا زیادہ کہ بحسب حروف مکتوبہ از نو

حساب جمل موافق تاریخ سال ہجری آن باشد تاریخ آن کنند (اٹھی)

صاحب منتخب اللغات نے لفظ تاریخ پر صرف اس قدر لکھا ہے کہ

وقت چیزے پدید آمدن باشد و بس۔

اب ہم کہتے ہیں کہ لفظ تاریخ کے اصطلاحی معنوں میں اہل لغت نے کوتاہی کی ہے اور اس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ اون کو اس فن پر عبور کامل نہ رہا ہو اور تعجب اس کا ہے کہ جن مصنفین فن جمل نے اس کا ذکر کسی قدر تفصیل کے ساتھ کیا ہے اونہوں نے بھی تعریف اصطلاحی لفظ تاریخ پر توجہ مبذول نہیں کی۔ اگر ہم اس موقع پر تعریف اصطلاحی کو افراد تاریخ پر حاوی نہ رکھیں گے تو خود ہموکواقسام تاریخ کے بیان کرتے وقت مشکلات کا سامنا ہوگا۔ یعنی بعض اقسام تاریخ۔ تاریخ کے ذیل سے نکل جاویں گے۔ پس جمل کی واقعیت عامہ نے ہموکواسپر مجبور کیا ہو کہ ہم

لفظ تاریخ کی اصطلاحی تعریف حسب ذیل کریں۔

(۱) تاریخ اس حرف یا لفظ یا الفاظ کا نام جن کے اعداد و حروف سے پہلو حاصل ہو۔ یا

(۲) محض اون الفاظ سے امور ذیل واضح ہوں۔

(۱) سنہ مطلوب۔ یا

(۲) سنہ مطلوب مع تاریخ و ماہ۔ یا

(۳) سنہ مطلوب مع تاریخ و ماہ و روز۔ یا

(۴) سنہ مطلوب مع تاریخ و ماہ و روز و وقت۔

تعریف کے حصہ اول کا تعلق فن حمل سے ہے۔ اور حصہ دوم حمل سے غیر متعلق

تعریف کے حصہ اول کی قدامت کا پتہ بعض قدیم تصانیف سے ملتا ہے۔ لیکن

اس زمانہ کے مؤرخ اس کے پابند نہ تھے کہ حرف یا لفظ یا الفاظ تاریخ بلحاظ واقعہ

مطلوب تاریخ مناسب یا معنی دار تجویز کریں۔

بعض متاخرین محقق نے بھی اس کو لکھا ہے کہ بامعنی اور متعلق بواقعہ الفاظ میں

تاریخی مادہ حروف ابجد سے پیدا کرنا غالباً استادان عجم کی ایجاد ہے۔ اور متقدمین

عجم میں بھی خال خال افراد ہی ایسے گزرے ہیں جن کے نام سے بعض تاریخی مصرعے

منسوب ہیں جیسے انوری۔ جس نے ایک مکان کی تعمیر کی تاریخ نظم کی تھی۔

گشتہ امین چون سپہر لا جور د

اے نو دار سپہر لا جور د

نافح تاریخ این نقش ست و زرد

بود در زرد فرج نقشش بکام

۲۵۴ + ۲۵۸

(۱۴۶)

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ عجم میں بھی ابتدا ابتدا میں اہل سہ تاریخین لکھی جاتی تھیں

اس تاریخ کو اگر محاسن تاریخ کے لحاظ سے دیکھا جاوے تو نہایت ادنیٰ اور جہکی تاریخ ہے لیکن محض بے معنی الفاظ کے مقابلہ میں بہت اچھی ہے۔ حافظ شیرازی بعض تاریخین البتہ کسی قدر ٹھیک ہیں۔ اگرچہ اوں میں بھی وہ باتیں جمع نہیں ہیں جن کو اس زمانہ نے محاسن تاریخ میں داخل کیا ہے۔ منجملہ انہیں تاریخوں کے حافظ شیراز علیہ الرحمہ کی یہ تاریخ بھی مشہور ہے۔

کشفِ رحمت حق منزلِ اودان و انکہ	سالِ تاریخ و فائش طلب از رحمت حق
---------------------------------	----------------------------------

بعض متقدمین عجم اور متاخرین عرب نے البتہ اس طریقہ میں یہ خوبصورتی پیدا کی کہ وہ اس مقصد کو معنی دار الفاظ میں حاصل کرنے لگے جس سے تاریخ کی رونق دو بالا ہو گئی۔

بعض اہل لغت نے تاریخ کی تعریف میں سنہ ہجری کی جو تفصیل بیان کی کہ ہماری رائے میں وہ بھی غیر موجب ہے اس لئے کہ تاریخ کو کوئی خصوصیت صرف سنہ ہجری سے نہیں جو عربی مورخین نے سنہ ہجری یا محمدی بن تاریخ لکھی ہو۔ فارسیوں نے ان دونوں کے سوا سنہ نوروز وغیرہ سے بھی کام لیا ہو۔ اور اہل ہند نے اپنے ملک کے مروجہ سنین کو لحاظ سے مختلف سنین میں تاریخیں کہی مگر سیلیمانوں کے پاس سنہ ہجری یا محمدی کی ترجیح یا منہود کے لئے سنہ سمت یا اور کسی سنہ کی فضیلت اسی طرح پارسیوں کے لئے سنہ نوروز کی اہمیت یہ تمام ایسی چیزیں ہیں جن کا اثر تعریف لفظ تاریخ پر نہیں پڑ سکتا۔ ہم نے سنین مختلفہ کا خاص بیان اس کتاب کے خاتمہ کے لئے اٹھا رکھا ہے اور اس موقع پر اسی قدر بیان پر اکتفا کرتے ہیں کہ ہماری تحقیق میں سنہ ہجری کی تخصیص کو تعریف لفظ تاریخ میں داخل کرنا غلط ہے۔

اب رہی یہ بات کہ تاریخ داخل صنائع و بدائع ہے یا نہیں۔ اس کے متعلق ہم صرف قدر دانان اساتذہ فارس یا آزاد بلگرامی کے تعجب اور صاحب معدن الجواہر کے اثبات کے پیرو نہ ہوں گے دیکھنا یہ ہے کہ بلغا و عرب نے اس کے متعلق کیا کہا ہے صاحب سجتہ المرجان نے اپنی حد علم تک فرمادیا ہے کہ ادا با و عرب نے تاریخ کو بدائع میں جگہ نہیں دی۔ جس کا آپ کو تعجب ہے اور ہم کو اس لئے تعجب نہیں کہ تاریخ کی تعریف سے خود ہم کو اطمینان ہو چکا ہے کہ اس میں کوئی ایسی ندرت نہیں ہے جس کی رو سے تاریخ کو بدائع و صنائع میں داخل کریں۔ جب واضح جل نور ایک حرف کے لئے اس کا عدد مقرر کر دیا تو اون حروف کے مجموعہ سے ایک سہ نہ کا حاصل کرنا کون سی ندرت ہے۔ ہر گاہ قدما سے عرب اس مجموعہ حروف کو معنی دار الفاظ میں مرتب کرنے کے بھی عادی نہ تھے تو وہ تاریخی بے معنی جلد یا لفظ کو داخل بدائع و صنائع کیوں کرتے۔ متقدمین فارس نے اون حروف سے معنی دار لفظ پیدا کرنے میں البتہ اپنی روشنی طبیعت سے کام لیا ہے لیکن اس میں بھی کوئی جدت یا ندرت نہیں ہے۔ جس کے لحاظ سے ہم تاریخ کو ایک خاص قسم کی صنعت مابین عربوں اور فارسیوں نے جس قدر اقسام صنائع کی تعریف بیان فرمائی ہو ان میں اکثر صنائع کا استعمال طبع مورخین اپنی تاریخوں میں کیا کرتے ہیں جس کے لحاظ سے ہم صنائع تاریخ کا ایک خاص بیان اسی فصل میں قائم کیا ہے۔ پس ہماری رائے میں کوئی ایسی قوی وجہ نہیں ہے جس سے نفس تاریخ کو داخل اقسام بدائع کیا جائے۔ بدیع کے لغوی معنی نوپیدا شدہ کے ہیں۔ ہر گاہ واضح جل نے فن جل کو اون ڈو خاص ضرورتوں کے لئے وضع کیا جن کا بیان اس کتاب کے باب اول میں

گر زچکا ہے تو تاریخ کی معنوی قسم اسی پہلی غایت میں داخل ہے اور کوئی بات اس
 پیدا نہیں ہوئی۔ قدما عرب سے جو لوگ کام سے کام رکھتے تھے وہ مجبوراً
 سے تاریخ کا مقصد حاصل کر لیتے تھے اور اپنے قیمتی وقت کو تلاشِ لفظ معنی
 دار میں نہیں صرف کرتے تھے یا یوں سمجھو کہ وہ اس کو ایک بیکار کام خیال کرتے
 تھے یا علم کی کمی نے مجبوراً یہی راستہ دکھلایا ہو اور پہر علمائے اسی کو اصل
 مقصد کے لئے کافی سمجھا ہو۔ فارسی طبّا عون نے اگر معنی دار الفاظ کا التزام
 کیا اور محلِ الفاظ پر اس کو ترجیح دی تو اون کی اس تراش خراش کو دل
 کے خوش کر لینے کے لئے کہیں تان کر داخل صنائع کر لینا اور بات ہے۔ لیکن
 اس سے فاضل بلگرامی کا وہ مقصد نہیں حاصل ہو سکتا کہ تاریخ کو خواہ مخواہ ہم
 اقسام بدائع سے ایک قسم قرار دے لیں اس لئے کہ فاضل موصوف کی بیان
 فرمائی ہوئی تعریف میں الفاظ تاریخ کا معنی دار ہونا شرط نہیں ہے اور اہل
 اصطلاح نے لفظ یا الفاظ معنی دار کی قید لگائی ہے۔ پس ہماری رائے میں
 نفسِ تاریخ داخل صنائع نہیں ہے۔ بلکہ قدما عرب کے اس عمل پر ذرا تعجب نہیں
 ہے کہ انہوں نے تاریخ کو داخل بدائع کیوں نہیں کیا۔ جن کو اس سے اختلاف
 ہے وہ اپنی تحقیق کے آپ ذمہ دار ہیں اور بدین وجہ کہ یہ صرف اعتباری بحث
 ہے ہم اس کے متعلق اس سے زیادہ خامہ فرسائی کرنا (ع) غرض منزل بدل
 محو تماشا و راہ ہونا نہیں چاہتے شائقین فن کو اون کی بصیرت بڑھانے
 کے لئے اسی قدر کافی ہے جس قدر ہم نے بیان کیا۔

واضح ہو کہ جس حرف یا لفظ یا الفاظ کے اعدادِ حل سرسہ حاصل

ہوتا ہے اس کو اہل جمل نے مادہ تايخ سے موسوم کیا ہے اور جن الفاظ سے اس مطلوب صوری طور پر حاصل ہوتا ہے انہیں مادہ کا اطلاق نہیں کیا جاتا بلکہ اس کا نام صوری تايخ ہے اور اس کو فن جمل سے کوئی واسطہ نہیں۔ تايخ کے اقسام باعتبارات مختلفہ۔ مختلف ہیں جن کو ہم اسی کے متصلہ بیان میں ہدایہ نظر میں کرتے ہیں۔

(۲) تايخ کے اقسام

بیان عام | اقسام تايخ کے بیان میں بعض محققین فن جمل نے اختصار سے کام لیا ہے اور بعض نے اپنے اپنے مذاق کے لحاظ سے انہیں کمی و بیشی کی ہے۔

صاحب معدن الجواہر کی رائے میں تايخ کی صرف تین قسم ہیں۔

(۱) صوری (۲) معنوی (۳) صوری و معنوی۔ بعض نے پانچ قسم بیان کر کے تعمیم و تخریج کو بھی اقسام تايخ میں شمار کیا ہے۔ اور بعض نے بعض صنائع تايخ کو داخل اقسام کیا ہے۔ بعض حضرات نے اقسام جمل کو بھی اقسام تايخ قرار دیا ہے۔

ہماری رائے میں مختلف اعتبارات سے تايخ کے مختلف اقسام ہیں اور صنائع تايخ کو اقسام سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ اس لئے کہ جن صنائع تايخ کا ذکر ہم اسی فصل کے آئندہ بیان میں کریں گے وہ ہر ایک قسم تايخ میں آسکتے ہیں۔ اور اقسام جمل کو اقسام تايخ میں ملا دینا تو عام کو خاص کر دینا ہے کیونکہ تايخ کے مجموعی اقسام۔ اقسام جمل سے ہر ایک قسم میں داخل ہو سکتے ہیں۔

الغرض ہم نے اقسام تايخ کو مختلف اعتبارات سے ذیل میں عرض کیا ہو تاکہ شائقین فن کو اقسام کی حقیقت اچھی طرح پر معلوم ہو سکے۔

(الف) باعتبار حقیقت باعتبار حقیقت تالیخ کی تین قسم ہیں (۱) صوری (۲) معنوی	
(۳) صوری و معنوی - صاحبانِ جل کو ان اقسام ثلاثہ سے اتفاق ہے۔	
بعض محققین نے ایک چوتھی قسم تعبیہ کے نام سے بیان کی ہے اور ہم اس کو تمام قسم سے متعلق خیال کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس کو ان اقسام ثلاثہ سے خارج رکھا ہے اور آگے چل کر اس کے مقام پر اس کو ہدیہ ناظرین کریں گے۔	
صوری زبانِ عربی کا لفظ ہے بمعنی منسوب بصورت یعنی ظاہر اہلِ جل نے اس لفظ یا ان الفاظ کو تالیخ صوری کہا ہے جن سے سب سے مطلوب معلوم ہو۔	
محققین نے اگرچہ اس قسم کو من وجہ اقسام تالیخ میں داخل رکھا ہے لیکن حقیقت اس کو جل سے کچھ تعلق نہیں ہے۔	
اس کی مثال رباعی ذیل سے ظاہر ہے جس کو صاحبِ ہفت قلم نے ذکر کیا ہے	
سلطان تیمور مثل او شاہ نمود	در مقصد و سببی و نہ دایمہ بوجہ
در مقصد و ہفتاد و یکے کو خروج	در مقصد و ہفت کرد عالم پرورد
اسی طرح سعدی علیہ الرحمہ نے کتاب گلستان کی تالیخ ہی صوری لکھی ہے	
در آن مدت کہ مارا وقت خوش بود	ز چہر ت شش صد و پنجاہ و شش بود
اب ہم کہتے ہیں کہ قسم صوری میں وہ الفاظ بھی داخل ہیں جن سے سب سے مطلوب کے ساتھ تالیخ و مہینہ یا روز۔ یا تالیخ و مہینہ و روز تینوں ظاہر ہیں جس کی ایک مثال حسب ذیل ہے۔	
چون بخت سلطنت بن بست آن شاہ فرس	بستم شوال بود ہشت صد یوم انجیس
اگرچہ ہماری تعریف کا حصہ آخرین اس تعریف قسم صوری سے زیادہ ہے	

جس پر اہل جمل کا اتفاق ہے یعنی اہل جمل نے صوری کی تعریف صرف اسی قد بیان کی ہے جس کو ہم نے آغاز بیان میں عرض کیا ہے لیکن ہماری رائے میں حصہ آخرین تعریف کے لحاظ سے جو بعض تعریف ہمارے بیان میں گزرا مثیل آخر الذکر کو ہی تاریخ صوری میں داخل سمجھنا چاہیے۔

الف کی دوسری قسم۔ تاریخ معنوی ہے۔ معنوی بھی زبان عربی کا لفظ ہے جس کے معنی منسوب بہ معنی کے ہیں پس اہل جمل نے تاریخ معنوی اوس حرف یا لفظ یا الفاظ کا نام رکھا ہے جن کے اعداد جمل کے مجموعہ سے سہ مطلوب حاصل ہو تاریخ ذیل اس کی مثال ہے

(المؤلفہ)

امی واقف قانون عدالت افسوس	وی ماہرا حکام و کالت افسوس
دیشی حق رفتی و گفتم تاریخ	مقصود علی بنودہ رحلت افسوس

الف کی تیسری قسم۔ (صوری و معنوی) ہے۔ یہ جامع ہے ہر دو اقسام اول الذکر کی یعنی جس تاریخ کے الفاظ سے صرف سہ مطلوب ظاہر ہو یا سہ کے ساتھ۔ تاریخ و ماہ۔ یا۔ تاریخ و ماہ و روز۔ یا۔ صرف تاریخ و ماہ۔ یا۔ صرف تاریخ و ماہ و روز۔ اور اعداد حروف کے مجموعہ سے بھی وہی سہ حاصل ہو تو ایسی تاریخ صوری و معنوی کہلاوے گی۔ صاحب معدن الجواہر نے فرمایا ہے کہ اس قسم کو بعض اہل جمل نے صنع الصنع بھی کہا جناب مولانا محمد حسن علی شاہ ناظمی قدس سرہ کے لوح مرزا مبارک پر جو حیدر آباد میں

واقع ہے مولوی عبدالقادر ناطق قاضی تخلص کی کہی ہوئی ایک تاریخ کندہ ہے جو صورت اول قسم ہذا کی اعلیٰ مثال ہے۔

(نمبر ۱)

چون عاشق ذات قل ہو اندھ	شد و اصل رب لم یلد لم یولد
این صوری و معنویت تاریخ وصال	ہشتاد و چار و یکم ایست و دوصد

مسند چہ ذیل مثال میں الفاظ سنہ کے ساتھ ماہ و تاریخ و روز بھی موجود ہے کسی استاد فن نے شاہ مین لکھا ہے۔

(نمبر ۲)

گفت ہا لک سال تاریخ وفات بادشاہ	ہفتہ شعبان و نصد پانزدہ یوم جمعہ
---------------------------------	----------------------------------

نمبر ۳ مؤلف الکتاب

محمد زمان خان عالی نژاد	سرشام چون مہر گردون نہفت
و لا فکر سال شہادت نمود	فلک ہفتم ماہ ذی حج ۱۲۹۲

مؤلف حقیر کے فرزند (غازی الدین احمد) کی تاریخ ولادت استاد ہی افضل مغفور نے فرمائی تھی۔

(نمبر ۴)

نایح ولادتش رستم ز واقفل	شب شنبہ بستم جمادے الاولیٰ
--------------------------	----------------------------

اس نایح میں شب کے الفاظ بھی داخل ماڈہ تاریخ ہیں۔ اور محققین نے کہا ہے کہ ساعت اور دقیقه بھی داخل ہو تو ایک قسم کا حسن ہے۔
حسامی نے ظہیر الدین بابر بادشاہ کی ولادت میں یہ تاریخ کہی ہے۔

(نمبر ۵)

چون در شش محرم زاد آن شہ مکرم	تایخ مولد شش ہم آمد	شش محرم ۸۸۸
-------------------------------	---------------------	-------------

جب بابر بادشاہ نے دہلی کو فتح کیا تو کسی استاد نے اس کی تایخ لکھی۔

(نمبر ۶)

کشت در پانی پت ابراہیم شاہ	شاہ غازی بابر عالمی نسب
وقت و روز و سال و تاریخ ظفر	صبح بود و جمعہ و ہفت رجب

(نوٹ) اس تایخ کے مادہ میں لفظ بو دہی شامل ہوا ایسا شمول غیر سخن ہے جلال الدین اکبر بادشاہ دہلی کی ولادت کی تایخ کسی استاد نے لکھی ہے۔

(نمبر ۷)

لہ الحمد کہ آمد بوجہ و	آن کہ از کون و مکان منتخب است
بادشاہ ہے کہ ز شاہان جہان	اکبر ش نام جلالش لقب است
سال و روز و مہ و سال میلاد	شب یکشنبہ و پنج رجب است

(نوٹ) اس تایخ کے مادہ میں داو عطف داخل نہیں ہے۔ صاحب معدن الجواہر بطریق افادہ فرماتے ہیں کہ تورانیوں کی زبان میں پانچویں کو پنج کہتے ہیں۔ فصحاء ایران نے لفظ پنجم کا استعمال میم فاعلی کے ساتھ کیا ہے جو ترجمہ ہے فاس کا۔

صاحب ہفت قلم نے لکھا ہے کہ خواجہ حسین انصاری نے خواجہ عبد اللہ احراء کے گنبد کی تایخ صوری و معنوی لکھی ہے وہو ہذا۔

(نمبر ۸)

خسرو عالی گہر عبد العزیز ہست نہ طاق فلک و جنب او معنوی لفظی بود تاریخ آن	ساخت این عالی بنا بر رب شک پست چون گوے زمین زیر فلک سال ہجرت نہ صد و پنجاہ و یک ۹۵۱
--	--

(نوٹ) اس تاریخ کے مادہ میں الفاظ سال ہجرت شریک ہیں جو محاسن تاریخ کے خلاف اور من وجہ غیر صحیح ہیں۔

عبد القادر بداولی نے کتاب منتخب التواریخ میں بعض تذکرہ ہمایون بادشاہ لکھا ہے کہ ذی الحجہ ۹۱۱ء میں بادشاہ سلامت کابل سے راہی ہو کر عازم ہند ہوئے اور یہ اس کی تاریخ ہے۔

(نمبر ۹)

خسرو غازی نصیر الدین ہمایون شاہ اکبر بہ فتح ہند از کابل عزیمت کردہ شد	گور سبقت بردار شاہان ہند بے شک سال تاریخ توجہ نہ صد و شست و یک ۹۶۱
--	--

(افادہ) اس تاریخ میں لفظ شست سین مہلہ کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ فارسی میں لفظ شست ساٹھ کا ترجمہ ہے۔ متأخرین الما میں تغیر کر کے صادمہلہ سے کہنے لگے۔

تاریخ ذیل کے مورخ فیضی اکبر آبادی ہیں جو غزالی شہیدی کی وفات پر لکھی گئی ہے۔

(نمبر ۱۰)

قد وہ نظم غزالی کہ سخن عقل تاریخ و فاش بد و طور	ہمد از طبع خدا داد نوشت سنہ نہ صد و ہشتاد نوشت ۹۸۰
--	--

(نوٹ) اس تاریخ میں لفظ سنہ کے عدد بھی شامل ہیں اور یہ قابل اعتراض ہے

یا تو صرف نہ صد و ہشتاد سے تاریخ مکمل ہوتی یا سالم مصرع سے۔ صورت اول مستحسن تھی لیکن یہ ہرگز درست نہیں ہے کہ لفظ سنہ تو داخل اعداد ہو اور لفظ نوشت خارج۔ مومن اگرچہ بڑے پایہ کے شخص گزرے ہیں لیکن غالباً فنِ جل کی کسی معلومات کی وجہ سے ان سے تسامع ہوا ہے۔

ہم نے اس قسم کے ذیل میں متعدد نظائر کا تذکرہ ہے وجہ نہیں کیا ہے۔ طباع مورخین اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ ہر ایک تاریخ میں ایک ایک خاص بات ہے اور بدین وجہ کہ بعض تاریخین استادانِ فن کی ہیں ہم نے ان کو ہدیہ ناظرین کیا ہے۔

محققینِ فن کا اتفاق ہے کہ صورتی معنوی تاریخوں میں ترجیح اس تاریخ کو ہے جس میں بہرہ کی کوئی نقطہ نہ ہو جیسے نظائر بالا سے تاریخ نمبر (۱) داو عطفہ کو بہرہ نہیں کہہ سکتے اور اس کا ترک ناجائز نہیں ہے۔ سنہ یا سال کا لفظ اس وقت قابل اعتراض نہ ہو گا جب کہ مصرع میں داخل اور الفاظِ بیانیہ مادہ سے متعلق نہ ہو۔ مثلاً تاریخ نمبر ۸ میں لفظ سال قابل اعتراض نہیں ہے اس لئے کہ سالم مصرع مادہ تاریخ ہے۔ اور تاریخ نمبر ۱۰ میں لفظ سنہ قابل اعتراض ہے اس لئے کہ اس کا تعلق لفظ نوشت سے ہو جو مادہ تاریخ سے خارج ہے۔

بہینہ کے عوض لفظ ماہ یا شہر اسی طرح ایام کے عوض لفظ روز یا یوم داخل مادہ ہو سکتا ہے۔

علیٰ ذالشب یا صبح کے الفاظ کے ساتھ ان کے موزون اور مناسب الفاظ کا

استعمال بھی خوبی میں داخل ہے۔ مثلاً آول شب۔ یا آخر شب۔ یا شب قدر۔
شب برات۔ یا صبح عید وغیرہ

(ب) باعتبار لفظاً باعتبار لفظ تایخ کے دو قسم ہیں۔ (۱) تایخ مفرد (۲) تایخ مرکب۔ تایخ مفرد وہ ہے جو کسی حرف کے عددِ جبل سے حاصل ہو۔ اس قسم کی بعض تایخیں صنائعِ تایخ کے استعمال سے حاصل ہوئی ہیں جیسا کہ ناسخ و ایک حکیم کی تایخ لکھی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ایک حکیم پر شاہی عتاب ہوا جس کی تنخواہ الٹ تھی حکم شاہی صما کر دی گئی۔ بد قسمتی نے اسی سال پہر اسکو عتاب کا نشانہ بنایا اور تنصیفِ تنخواہ کا حکم ہوا۔ اب حکیم جی ماحصہ کے ماہوار دار رہ گئے۔ پہر اسی سال قسمت کی گردش نے تیسری مرتبہ اس کو رک دلائی اور پہر تنصیفِ ماہوار کی سزا پائی۔ یعنی ماحصہ ماہوار رہ گئی۔ طبع مورخ نے اس کی تایخ لکھی۔ (دو موڑا)

از حاکم حکیم ہشت برگیر | سہ مرتبہ نصف نصف کم کن

حرف (ح) کے عددِ جبل ۸ ہیں۔ اس کی تنصیف کیجئے تو (۴) ہوئے پہر تنصیف کیجئے تو (۲) اور تنصیف دہلہ سوم میں (۱) رہ گیا۔ ان چاروں ہندوں کو ایک سطح میں لکھئے تو ۱۲۸۸ سنہ واقعہ کے مساوی ہیں۔

ہم اس صنعت کو صنائعِ تایخ میں تفصیل کے ساتھ بیان کریں گے۔ اس موقع پر تایخ مفرد کی تعریف میں اس قدر بیان کافی ہے۔

اسی طرح ممکن ہے کہ اور سنگین بھی تایخ مفرد کی پیدا ہوں۔ فرض کر دو کہ کسی کا نام غالب ہو اور اس کی وفات سنہ ہجری میں واقع ہو اور سنہ نام کے

حرف کو سال و فات قرار دیا جائے۔ یا کسی کے نام سے حرف اول و آخر لیکر اسکے متعلق کسی واقعہ کی تاریخ قرار دی جائے۔

تاریخ مرکب وہ ہے جو ایک یا کئی الفاظ پر شامل ہو۔ جیسے ابھی ابھی نواب محسن الملک مغفور کی تاریخ کسی شاعر نے یغفر لہ کہی ہے۔ یہ دو لفظوں سے مرکب ہے جن کے اعداد جل سال و فات یعنی تیرا سو چھپیس کے مساوی ہیں۔ ہم نے ایک لڑکی کی ولادت کی تاریخ - صغریٰ بی بی سے لکھی جس کے اعداد ۱۳۲۳ ہیں اور یہی ولادت کا ہجری سال تھا۔ اور اسی نام سے وہ موسوم کی گئی یہ تاریخ دو الفاظ سے مرکب ہے۔

(ج) باعتبار کلام | باعتبار کلام تاریخ کے دو قسم ہیں (۱) تاریخ منشور (۲) تاریخ منظم تاریخ منشور وہ تاریخ ہے جو ایک یا کئی جلوں یا فقروں کی عبارت سے حاصل ہو اس کی مثال اس کتاب کے دیا چہ کی وہ عبارت ہے جس کے ہر ایک فقرہ سے اس کا سنہ تالیف پیدا ہے۔

تاریخ منظم وہ تاریخ ہے جو ایک مصرع یا جزو مصرع یا شعر سالم سے پیدا ہو جیسے ناصر علی سرہندی نے ایک مسجد کی تاریخ لکھی ہے جو سالم مصرع کی تاریخ ہے (وہو ہذا)

<p>مسجد آراستہ نقش بہت کردہ تباہ ایک شدہ حسن مطلع بیت الہ ۱۱۰۵</p>	<p>آن خان غضنفر جگر دشمن کاہ تاریخ بنائے او حل سے گوید</p>
<p>جزو مصرع کی تاریخ نور الدین جہانگیر بادشاہ دہلی کی وفات کی تاریخ ہے</p>	<p>جولوہ مزار پر کندہ ہے (وہو ہذا)</p>

چوتایخ و فاش جست کشفی	خرد گفنا جہانگیر از جہان رفت
<p>سالم شعر سے تاریخ کی مثال ہماری تاریخ ذیل ہے۔ جو بمقرب عودی صاحبزادی مولوی احمد حسین چیف سکرٹری و معتمد حضور پر نور سرکار نظام دکن ادا ام اسد اقبالہم۔ ہم نے لکھی ہے۔</p>	
وقع النکاح بحلبست	آریخ الولا
فلقد تزوج انت	احمد حسین عیبت
<p>اسی طرح نواب وقار الملک بہادر آئری سکرٹری علی گڑھ کالج کے خطاب نوابی کی تاریخ بھی سالم شعر میں ہم نے لکھی ہے۔</p>	
خاطب نائب القیصر	۱۳۲۶
<p>مولانا بالٹوا</p>	
<p>(نوٹ) اس مشیل کو ہم نے طبع کتاب کے وقت شریک کتاب کیا</p>	
<p>(د) باعتبار مادہ تاریخ</p>	
<p>(۲) غیر مستقل۔ مستقل مادہ وہ ہے جو نصفہ کامل ہو۔ اعم از یکہ مفرد ہو یا مرکب۔ منشور ہو یا منطوم۔ اس کی مثالیں وہی ہیں جو الف اور ب پر گزرین۔ غیر مستقل مادہ وہ ہے جو تعبیه یا تخرجہ کا محتاج ہو۔ اس کی مثالیں پیش کرنے سے پہلے تعبیه اور تخرجہ کی حقیقت بیان کرتے ہیں۔</p>	
<p><u>تعبیه و تخرجہ</u></p>	
<p>صاحب معدن الجواہر فرماتے ہیں کہ جبل کا اصطلاحی لفظ تعبیه ہے بمعنی نامینا</p>	
<p>کردن و پہنان کردن و پوشیدن چیزے و بمعنی ساختن چیزے کہ غریب نایہ اور نیز آپکا قول ہے کہ اصطلاح اہل دیع میں معنی کہنو کو تعبیه کہتی ہیں اور اصطلاح اہل جبل میں تعبیه وہ ہے جس کو ذریعہ تاریخ کے اعداد کو درست اور برابر کرین خواہ زیادتی کو ذریعہ سے</p>	

ایکمی کو ذریعہ سے قبول آپ کے تعبیہ کی ۳ قسم ہیں (۱) اگر مادہ تائید میں کمی ہو تو اسکی بہرتی کریں جس کا نام تذخلہ ہے (۲) یہ کہ اگر مادہ تائید میں اضافہ کوئی یا دتی ہو تو اسکو کم کریں جس کا نام تخرجہ ہے (۳) یہ کہ مادہ کی تکمیل عمل تخرجہ و تذخلہ دونوں سے کریں (الحجۃ)۔ بعض اہل جمل نے کہا ہے کہ تعبیہ کی قسم اول کا نام تعبیہ داخلی اور قسم دوم کو تعبیہ خارجی کہتے ہیں۔ اور یہ صرف لفظی اختلاف ہے تعبیہ غل کہیں یا تذخلہ۔ تعبیہ خارجی کہیں یا تخرجہ بہر حال دونوں اقسام ہیں تعبیہ کے۔ بعض کا قول ہے کہ اہل جمل نے تذخلہ کا خاص نام تعبیہ رکھا ہے تعبیہ کے لغوی معنی آراستہ کرنے اور ڈھاپنے اور عجیب چیز کے بنانے کے ہیں۔ اگرچہ تعبیہ اور تعبیہ کو معنی قریب قریب ایک ہیں۔ لیکن اہل جمل نے کسی مادہ تائید کی کمی کو مٹانے اور اس کے عیب یا نقص کو ڈھاپنے کا نام تعبیہ رکھا ہے اس کا عکس تخرجہ ہے جس کی تعریف اوپر بیان ہو چکی ہے۔

بہر حال ہماری رائے میں تعبیہ اور تعبیہ ایک ہیں تعبیہ کو تعبیہ کا مراد قرار دیکر اس کے ذیلی اقسام کا نام تذخلہ یا تخرجہ کہیں یا تعبیہ اور تخرجہ کو بنفسہ و مستقل اصطلاح قرار دین دونوں کا نتیجہ معنی ایک ہے صرف لفظی فرق ہے۔ اگرچہ ان الفاظ کی حقیقت کا پتہ کسی قدیم تصنیف سے نہیں ملتا لیکن عیال قدیم الایام سے عربی اور فارسی اور اردو شاعری میں بضمن تائید جاری ہے۔ ہم پہلے تذخلہ کا عمل بدیہ ناظرین کرتے ہیں کہ کن طریقوں سے جاری ہے۔

صاحب شخص تسلیم کا قول ہے کہ تذخلہ اور تخرجہ میں الفاظ۔ متر۔ فتح۔ لب۔ تاج۔ اول۔ ابتدا۔ بالآ۔ زبر۔ کے اشارہ سے اسوقت کا لیا جاتا تھا

جب کہ پہلے حرف کو شریک ماڈہ کرنا یا خارج کرنا مقصود ہو۔ اگر الفاظ اسہ حرفی سے درمیانی حرف کا تعبیر کرنا چاہو تو۔ میان۔ جگر۔ قلب۔ روح۔ جان۔ سینہ۔ کمر۔ ناف۔ سے۔ اشارہ کر سکتے ہیں۔ اور حرف آخر کا تعبیر مطلوب ہو تو پا۔ دامن۔ انتہا۔ زیرین۔ آخر۔ غایت۔ نہایت۔ کے اشارہ سے کام لے سکتے ہیں۔ اور اسی قیاس پر کلمہ پنج حرفی میں حرف دوم کو۔ دوش۔ گلو۔ کشف۔ سے تعبیر کر سکتے ہیں اور حرف چہارم کو۔ ران۔ زانو۔ ساق۔ ہم کہتے ہیں کہ صرف تعمیہ حرفی میں آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے اور تعمیہ لفظی سے متعلق نہیں ہے۔ تعمیہ حرفی و لفظی کا فرق ناظرین کو اون مثالوں سے خود بخود معلوم ہو جاوے گا جو اسی بیان میں آگے آدین گی۔

لیکن تعمیہ حرفی میں بھی ان اشاروں کا انحصار لازمی نہیں ہو اس لئے کہ اور اشاروں سے بھی استادوں نے کام لیا ہے جو لطیف ثابت ہوئے ہیں جیسے چشم بد دور کا تعمیہ خارجی تمثیل نمبر ۱۲ میں ہے جو ذیل میں آئے والی ہے بہر حال لطافت شرط ہے ورنہ تعمیہ بے لطافت بیچ ہے۔ اور باوجود لطافت تعمیہ کو غیر تعمیہ پر ترجیح نہیں الّا بحالت خاص جیسے کہ تمثیل ۱ و ۲ و ۸ و ۹ و ۱۰ وغیرہ۔

اشارہ تکرار کا تذکرہ ایسا ہونا چاہیے جیسے سرادات۔ اور اشارہ پنج اس طرح ہو جیسے رخ انور سے عیان ہے یا پنج۔

اشارہ لب۔ جیسے لب عالم سے یہ دعا نکلی۔ اس ترکیب میں ایک عمل تو یہ ہو سکتا ہے کہ لب عالم سے (ع) کا تذکرہ ہو۔ اور دوسرا عمل

اس سے زیادہ لطیف یہ ہے کہ لبِ عالم کے سالم اعداد سے دعا کے اعداد خارج کر کے باقی ماندہ عدد مادہ تاریخ کی تکمیل میں محسوب کریں۔ لب کو عوض زبان یا نوک زبان کا اشارہ بھی تسخن ہے۔

اشارہ تاج ایسا لطیف ہو جیسا کہ تاریخ تمثیل (۱) میں یعنی اگر اس تاریخ میں تاج پر نور سے پ کے عدد بغرض تدخلین تو ایسا تدخلہ لطیف ہوگا۔ اگرچہ مورخ نے اس تاریخ میں تاج پر نور کے سالم اعداد کو کمال ہم نے اشاروں کی صراحت مزید بغرض تفہیم کی ہے اور روشن خیال مورخین کے لئے اسی قدر اشارہ کافی ہے۔

لائق مصنف کی آخری رائے سے ہم متفق نہیں ہیں یعنی الفاظ پنج حرفی میں حرف اول و چہارم کے لئے جو اشارے بیان ہوئے ہیں ان کی مثال ہماری نظر سے نہیں گزری اور نہ فنِ معانی میں حرف دوم کو روش - گلو - کتف - کہا گیا ہے اور نہ حرف چہارم سے - آن - زانو - ساق - مراد لی گئی ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ ایسا تعبیر دل چسپ ہی نہ ہوگا۔

تاریخ گوئی میں عمل تدخلہ تسخن نہیں ہے۔ اور مجبوری کی حالت میں کیا جاتا ہے۔ اگرچہ بعض استادان فن نے اس کو نہایت لطافت کے ساتھ استعمال کیا ہے تاہم تاریخ مستقل کو اسپر ترجیح ہے۔ اس لئے کہ مادہ غیر مستقل غیر کا محتاج ہو جاتا ہے۔ ہم ذیل میں ایک لطیف تعبیر کی مثال پیش کرتے ہیں جس کو خود ہم نے ملک معظم قیصر ہند کے جشنِ تابوشی میں لکھا ہے۔ اویہ ایک مکمل قصیدہ کا انتخاب ہے۔

(نمبر ۱)

جب تلک نخل میں موہول کی خلقت قائم	نخل اقبال شہنشاہ رہے سرسبز و آباد
صنعت تعبیه جب تک فن تیار نہ ہو	تاج پر نور کو موہول فرق شہنشاہ پہ قیام

(فرق شہنشاہ کے اعداد ۱۰۴۰ پر (تاج پر نور) کے اعداد ۸۶۲ بڑھانے سے تاج پوشی کا سنہ حاصل ہوتا ہے جو ۱۹۰۲ عیسوی ہے۔

اسی طرح ایک موت کی تاریخ میں ہم نے تعبیه داخل کیا ہے۔ اور مرثیہ تاجی کا انتخاب حسب ذیل ہے۔

(نمبر ۲)

تاریخ اوہ تعبیه گوید سر و شغیب	خیر النساء حصو شہ انبیا رسید
روح الامین بگفت کہ بنگر مرثیش	۹۵۲ + ۳۶۹ = ۱۳۲۱
	خیر النساء بدرگہ جل و علا رسید
	۹۵۲ + ۳۶۹ = ۱۳۲۱

(نوٹ) خیر النساء۔ نواب غلام غوث خان بہادر والی کرناٹک کی بی بی تہین جن کی وفات ۱۳۲۱ ہجری میں واقع ہوئی تھی۔ جس کی یہ تاریخ ہے۔

بعض مورخین نے مصرع سالم میں تاریخ لکھی ہے اور صرف ایک حرف یا لفظ سے تعبیه کیا ہے۔ ملاحظہ ہوں تو تاریخ ذیل۔

(نمبر ۳ تاریخ کتاب اشارات بینش)

خوش آمد بے خوشامد چون اشارات	مذائے ہر ادائش صد دل و جان
خود با چشم بینش گفت سالش	پسند خاطر معنی پسندان
	۱۲۶۳ + ۲ = ۱۲۶۵

اس تاریخ میں مؤرخ نے چشم بینش یعنی ب کے دو عدد دستہ غلط

کیا ہے جس کو تاریخی مصرع کے ۱۲۶۳ کے ساتھ ملائیے ۱۲۶۵ عدد حاصل ہوتے ہیں اور یہی سند تالیف کتاب ہے۔

کسی شاعر نے تاریخ کہی ہے

(نمبر ۴)

بصدق دل	نوشتم مصرع سال	مبارک باد این جشن عروسی
۲۲۸		$۱۰۳۰ + ۲۲۸ = ۱۲۵۸$ ھ

الفاظ صدق دل کے ۲۲۸ عدد مصرع تاریخ میں شریک کرنے سے بنتہ مطلوب ۱۲۵۸ حاصل ہوتا ہے۔

مندرجہ ذیل تاریخ عربی کا ذکر آزاد بلگرامی نے سجع المرجان میں بضم ترجمہ مولانا احمد التانیسری فرمایا ہے جس میں ایک نئی قسم کا تذخلہ ہے۔

(نمبر ۵)

صار فکری مستعیناً واحداً	واقفنی تاریخ	فتح قریب
--------------------------	--------------	----------

یہ مادہ تاریخ امیر تیمور کی فتح الہند کا ہے جو سنہ ہجری میں واقع ہوئی شاعر نے فتح قریب میں ۸۰۰ عدد پائے اور ایک کی کمی کو واحد سے پورا کیا۔ اور یہاں لفظ واحد سے شاعر کا مقصد صرف ایک عدد ہے اور اس قسم کا تذخلہ حسن میں داخل ہے بادی النظر میں ایسا تذخلہ لفظ واحد کے کامل اعداد سے سمجھا جاوے گا۔ جب کہ مورخ نے صرف معنی سے تذخلہ کیا ہے تو اس کا اشارہ مصرع اول میں ضرور تھا۔

مندرجہ ذیل تاریخ میں تذخلہ ایک نئے ڈھنگ پر ہوا ہے۔

(نمبر ۶)

عطاے باغ از محبوب سبحان $۱۲۸۱ = ۱ + ۱۲۸۰$	سفینش از لب افضل شنیدم <u>۱</u>
لب افضل سے الف مراد ہے۔ موضح نے ایک کی کمی کو بذریعہ تذخلہ پورا کیا تاریخ ذیل میں تذخلہ کی ایک جدا شان ہے (نمبر ۷)	
گفتا شب گشت بندگان عالی $۱۲۶۰ = ۴ + ۱۲۶۴$	با جان ادب سر و شس سال تاریخ
یہ نواب کرناٹک کی تقریب شب گشت کی تاریخ ہے جو افضل الشعرا شیرین سخن خان راقم مغفور نے لکھی تھی۔ جان ادب یعنی (د) کے عدد سے ماڈہ کی بہرتی ہوتی ہے۔ ہم نے تذخلہ کی متعدد مثالیں محض اس غرض سے پیش کیں کہ ہر ایک میں تذخلہ کا رنگ جدا ہے۔ شائقین فن اون کے ملاحظہ سے واقف ہو جاویں گے کہ تذخلہ کس کس طرح سے کیا جاتا ہے۔ اب ہم ذیل میں تخریج کی چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔ استادان فن کا قول ہے کہ تقاریب ہنیت کی تواریخ میں تخریج سے ہرگز کام نہ لینا چاہیئے۔ اس لئے کہ تخریج غیر محمود مانا گیا ہے۔ خوشی کے مواقع غیر محمود طریقہ کا استعمال نامناسب کسی استاد نے تاریخ ذیل میں کیا اچھا تخریج کیا ہے۔ (نمبر ۸)	
قد خرج الروح عن المرقض $۱۲۶۰ = ۱۲ + ۱۲۴۸$	ارخ آگاہ من التخریب

یہ تایخ ایک بزرگ کی رحلت پر لکھی گئی ہے جن کا نام (مرفضی) تھا۔ مرفضی کے عدد ۱۲۵۰ ہیں۔ اور رحلت ۳۲۵۰ میں واقع ہوئی تھی لہذا مورخ نے روح کے اعداد ۲۱۴ سے تخریج کیا اور بے شک ایسا تخریج لطیف ہے۔
اسی طریقہ پر ہم نے فارسی میں ایک تایخ لکھی ہے
(نمبر ۹)

گفتم تایخ اور وان شد	جان از بدن علام حیدر
----------------------	----------------------

بدن علام حیدر کے اعداد ۱۳۴۹ ہیں اور انکی موت ۱۲۹۵ ہجری میں واقع ہوئی تھی لہذا ہم نے لفظ جان کے ۵۴ عدد کا تخریج کیا
تاریخ مندرجہ ذیل میں تخریج کی ایک دوسری شکل ہے
(نمبر ۱۰)

کنند گر یہ خلافت بنا لہ افغان	ملائک آہ کشید از وفات احمد خان
-------------------------------	--------------------------------

یہ تایخ احمد خان بنکش کی وفات کی ہے جو ۵۵۰ ہجری میں واقع ہوئی وفات احمد خان کے عدد ۱۱۹۱ تھے۔ لائق مورخ نے لفظ آہ کے ۶ عدد کا تخریج خوبصورتی کے ساتھ کیا ہے۔
اسی طرح تذکرہ مرآۃ النحیال مؤلفہ شیرخان لودی کی تایخ کلمی ستار نے تخریج کے ساتھ لکھی ہے۔
(نمبر ۱۱)

این چمن زار یکہ مرآۃ النحیال گفتہ اند	دار و احسن معانی یک جہان رنگ کمال
---------------------------------------	-----------------------------------

صورت تایخ انجاش تو ان بے پردہ پر
اگر نامل پرودہ بر دار و مرآۃ النحیال
۱۳۱۳

مرآة الخیال کے اعداد ۱۳۱۴ میں جن میں سے لطافت پسند مومخ فی پردہ کے ۲۱۱ عدد کا استخراج کیا ہے جس کے بعد ۱۱۰۲ عدد بیچ رہتے ہیں جو مساوی ہیں سنہ تالیف کتاب کے۔

حضرت راقم مغفور استاد مؤلف نے ایک حوض کی تالیف لکھی ہے جس میں
تخریج کی نئی صورت ہے۔ (وہو ہذا)
(نمبر ۱۲)

چوتیار گردید در حنائی باغ سلس چشم بدور اقامت	پئی نغم دین خوشما حوض آب ز چشمه چون چشمه آفتاب
---	---

مصرع تاریخی کے اعداد ۱۲۶۱ تھے جن میں سے مورخ نے چشم بد یعنی ب کے دو عدد کا تخریج کیا ہے جس سے ۱۲۵۹ عدد باقی رہ جاتے ہیں جو سنہ تعمیر کے مساوی ہیں۔

مندرجہ ذیل تاریخ میں تخریج کی ایک نئی شکل ہے۔ یہی حضرت اقم کی تاریخ ہے۔ (نمبر ۱۳)

چون راہی جادہ فنا شد	زمین شہر فنا امیر ممتاز
ممتاز بہشتیان نہا شد	بے پایہ شکیب سا شہزاد

ممتاز بہشتیان کے عدد ۱۲۵۶ میں اور موت ۱۳۵۶ ہجری میں واقع ہوئی تھی
لہذا شاعر نے پائے شکیب یعنی ب کے دو عدد سے تخریج کیا۔

صاحبِ ہفت قلزم نے ایک تاریخ کا ذکر کیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت مبارک پر کسی عجمی نے لکھی ہے۔ اس کا تذکرہ بھی پسندیدہ

ہے۔ وہ ہذا (نمبر ۱۴)	
سال نقاش خرد بتعمیہ گفت	از محمد زمانہ خالی شد
<p>زمانہ کے عدد ۱۰۳ ہین اور محمد کے عدد ۹۲۔ پس ۱۰۳ سے ۹۲ کا تخرجہ کہیں ۱۱ باقی رہ جاتے ہین اور یہی سال ہجری ہے رحلت مبارک کا۔</p> <p>شائقین فن جمل کو اپنی بصیرت بڑھانے کے لئے تخرجہ کی اس قدر مثالین بہت کافی ہین جو کہ ہم نے پیش کین اور وہ تخرجہ اور تہ خلہ محض پیرے جوئے چڑانے کا حکم رکھتا ہے جیسے سراہ یا سردرد سے کیا جاوے یا سر غم فاج کیا جا تخرجہ ہو یا تعمیہ ایسی لطافت کے ساتھ ہونا چاہیے جس سے ہمیشہ دمعنی پیدا ہوں۔ ایک عام معنی بلا لحاظ تخرجہ یا تہ خلہ اور دوسرے خاص معنی بلحاظ تہ خلہ یا تخرجہ۔ اسی کی مثال اشلہ متذکرہ صدر کی بعض تاریکین ہین۔</p> <p>اب ہم ذیل میں تیسری قسم کی بھی چند مثالین پیش کرتے ہین جن میں تہ خلہ اور تخرجہ دونوں کا عمل ہوا ہے تاریخ ذیل کے مصنف نعمت خان عالی ہین</p>	
(نمبر ۱۵)	
زہق الباطل ست و جار الحق	معنی فتح شاہ عالم گیر
سال تارخیش از خرد جستم	این چنین گفت عقل خوش تقریر
بوا الحسن داشت جا بجای محصل	بدش کرد زان میان تفتیر
چون برون رفت او بجائش شست	شاہ اورنگ زیب عالم گیر
<p>چار محل کے عدد ۲۸۲ ہین جن میں سے بوا الحسن کے عدد ۱۵۷ کا تخرجہ کرنا چاہیے۔ اور باقی ماندہ ۱۲۵ عدد کو مصرع تاریخ کے ۹۷۳ عدد میں داخل</p>	

کرنا چاہیے مجموعہ ۱۰۹۸ ہو گا اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

والہ داغستانی نے اپنی تالیف تذکرۃ الشعراء کی تاریخ اسی طریقہ پر لکھی ہے
جو کہ ۶۱۱ھ ہجری میں لکھا گیا وہ ہوا
(نمبر ۱۶)

این تذکرہ چون طرب فراے دل شد	تاریخش راز دل خود سائل شد
گفتار ریاض الشعرا رفت خزان	در وی چو بہار سرزده داخل شد

ریاض الشعراء کے اعداد ۱۶۱۳ سے خزان کے اعداد ۶۵۸ کا استخراج کیا جائے تو
۹۵۵ بج رہتے ہیں پہلے اعداد لفظ بہار ۲۰۸ میں سے بلحاظ الفاظ سرزدہ (ب) کے
۲ عدد کم کر کے باقی ماندہ ۲۰۶ کو ۹۵۵ میں داخل کریں تو ۱۱۶۱ عدد حاصل ہو گا
ہم کہتے ہیں کہ یہ عمل لطیف ہے۔ محاورہ دانان زبان فارسی اس تاریخ کی داد و دیگر
اسی قسم کی ایک تاریخ موت ہمیں بھی لکھی ہے جس کو ذیل میں عرض کرتے ہیں
(نمبر ۱۷)

بندہ سال حلت خیر النساء بگم نوشت	شد بگلزار جہان روزیکہ دنیا را گزشت
----------------------------------	------------------------------------

خیر النساء بگم۔ کے عدد ۱۰۲۴ میں جنکو گلزار جہان کے ۳۶۲ میں بقاعدہ دخل
شامل کرنے سے مجموعاً ۱۳۸۶ ہوتے ہیں جس میں سے دنیا کے عدد ۶۵ کو خارج
کرنے سے ۱۳۲۱ باقی رہتے ہیں اور یہی سنہ وفات ہے۔

اسی قسم کی ایک تاریخ بتقریب مسند نشینی والی سلطنت آصفیہ مولوی
عبد القادر نالکلی طاہر مخلص نے لکھی ہے جو ذیل میں عرض کی جاتی ہے۔
(نمبر ۱۸)

راہی ملک عدم گردیدہ آہ	۹۸۷	افضل الدولہ چو از تختہ دکن
میر محبوب علیخان بادشاہ	۹۸۸	کردار اقبال بر جایش جلوس
<p>تخت دکن کے عدد ۱۴۷۲ھ میں جن میں سے افضل الدولہ کے عدد ۹۸۷ خارج کئے جاوے تو ۲۸ باقی رہتے ہیں پہر ان اعداد باقیہ کو مصرع چارم کے اعداد ۱۳۸۲ میں ترکیب کریں تو مجموعہ ۱۸۶۹ ہوتا ہے اور یہی سال عیسوی طلوع ہے واضح ہو کہ اگر کسی مادہ تاریخ میں تقیمہ کی جبکہ الفاظ سے نظر آئے اور فی الاصل وہ تقیمہ نہ ہو بلکہ کل اعداد مادہ سے تاریخ حاصل ہوتی ہو تو اس تاریخ کو غلط نہیں کہہ سکتے جیسا کہ مرزا دبیر مغفور کی رحلت کی تاریخ میر اسماعیل حسین میر نے لکھی ہے۔</p>		
عقل بے دل سدرہ بے جبریل نہ بے دیر		گفت تاریخ وفاتش را غیر اشکار
<p>اس تاریخ کو ہم لڑا اسکے اشعار بالائی کو ساتھ خاتمہ کے دوسرے حصہ میں نقل کیا ہو صاحب لخص تسلیم نے بیچارے موع پر سخت حملہ کر کے فرمایا ہے کہ یہ تاریخ غلط ہے اس لئے کہ مضمون خود کہہ رہا ہے کہ عقل سے دل کو خارج کرو اور سدرہ جبریل کو اور منبر سے دبیر کو اور اگر ایسا کیا جاوے اور سالم مصرعہ کے اعداد مجموعہ نہ ہوں تو صرف ۱۰۶۶ عدد حاصل ہوتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ مضمون تخریج کا متقاضی ہے۔ ہماری رائے میں حملہ اعتراضی قابل افسوس ہے لائق موع نے بہت اچھی تاریخ لکھی ہے۔</p>		
<p>بات یہ ہے کہ ہر ایک ترکیب کو اگر تداخل اور تخریج کے خیال سے دیکھا جا تو کچھ نہ کچھ اشارہ اس میں پایا جاوے گا۔ مثلاً اگر کسی شاعر نے یہ مصرع لکھا</p>		

کہ (ع) مسرت سے کہی تاریخ میں نے، تو اُس کو ہم اسپر مجبور نہیں کر سکتے کہ لفظ مسرت کے سالم عدد کو مادہ تاریخ میں خواہ خواہ داخل کر دلیکن اگر فی نفسہ مادہ تاریخ میں اس قدر عدد کم ہیں اور موتخ نے لفظ مسرت سے تدخل کیا ہے تو کہا جاوے گا کہ تدخل لطیف ہے تاریخ متذکرہ بالا کی بالکل یہی شکل ہے اور حضرت تسلیم کا اعتراض و حقیقت ہٹ دہرمی سے کم نہیں جو اس لئے کہ موتخ نے مصرع اول میں کوئی اشارہ تخریج کا نہیں کیا ہے جس کے لحاظ سے مادہ کے مصرع میں خواہ خواہ بال کی کہاں کالنے کی ضرورت ہو۔ غافہم۔

(۴) باعتبار تصنیف | باعتبار تصنیف یہی تاریخ کی دو قسم ہیں (۱) تاریخ مصنفہ موتخ۔ (۲) وہ تاریخ جو موتخ کی مصنفہ نہ ہو۔ اور تاریخ کا سہرہ موتخ کے قائم کرے۔ ہم کو پہلی قسم کی تعریف بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف دوسری قسم کو ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

یہہ۔ وہ تاریخ ہے جو کسی استاد کے مشہور مصرع یا ضرب المثل یا حدیث شریف یا آیہ کلام اللہ پاک سے حاصل ہو۔ اگرچہ اس قسم کی تاریخ میں موتخ کو کلام پر ملکیت کا حق حاصل نہیں ہے۔ لیکن اہل جمل نے اس قسم کی تاریخوں کو نہایت وقعت کی نگاہ سے دیکھا ہے اور عموماً عمل یہ رہا ہے کہ جس مصرع کی شہرت عام اُس کے مصنف کے نام سے نہ ہو اُس کے متعلق ذکر کر دینا چاہیے کہ فلان استاد کے کلام سے ہم نے تاریخ پیدا کی ہے۔ ضرب المثل یا حدیث پاک یا آیہ قرآنی کی نسبت اس صراحت کی ضرورت نہیں ہے۔ استادان فن کا قول ہے کہ ایسے ماڈون میں خفیف سالفطی تصرف اصل کلام کے مقابلہ میں باغراض تکمیل عدد

جائز ہے بشرطیکہ اس تغیر کے بعد بھی سامع کا خیال سنتے ہی اصل کلام کی جانب رجوع ہو جائے۔

اب ہم ذیل میں ایسی چند تاریخیں بطور مثال ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔
آزاد بلگرامی نے تذکرہ ید بیضا میں لکھا ہے کہ نور جہان بیگم نے دم واپسین میں اپنی موت کی تاریخ ایک مشہور مثل سے پیدا کی۔ وہ ہونڈا۔

تتم عاجزہ در تر خاک شد	فلک گفت احسن کم جهان پاک شد
------------------------	-----------------------------

ہم نے ایک خاص واقعہ پر اس کی تاریخ اے باد صبا این ہمہ
آوردہ تست۔ سے لکھی تھی۔

کسی بزرگ نے تاریخ وفات غازی الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ حسب ذیل لکھی ہے۔

گشت تاریخ مصرع استاد	امی با آرزو کی خاک شد
----------------------	-----------------------

کسی استاد نے (آیہ کریمہ) اولئک مع الذین انعم اللہ سے
۹۵ھ پیدا کر کے تاریخ لکھی ہے۔

اور ایک بزرگ کے مزار شریف پر ہم نے اُن کی رحلت کی تاریخ (آیہ کریمہ)
جنات عدن یدخلونہا (۱۲۸۴) میں کندہ دیکھی ہے۔

اسی طرح ایک مسجد کی تاریخ (آیہ کریمہ) یا ایہا الذین آمنوا رکعوا و سجدا
(۱۲۹۶) ہجری ہمارے مشاہدہ سے گزری ہے۔

علی ہذا حیدر آباد کی مسجد افضل گنج کی تاریخ ۱۲۸۶ھ ہجری (آیہ کریمہ)
وامرأہا بالصلوة واصطبر علیہا میں ہے۔

میر عبد الرشید قومی صاحب فرہنگ رشیدی نے جلوس اورنگ زیب کی تاریخ جو ۶۸۱ ہجری میں واقع ہوا ایک آیت قرآنی سے حاصل کی ہے۔ اطيعوا اللہ واطيعوا الرسول واولی الامر منکم۔

ایک بزرگ کی تاریخ موت (۱۱۹۵) حدیث نبوی عاشر حمیداً مات شہیداً سے پیدا کی گئی ہے۔ جیسا کہ صاحب شخص تسلیم نے ذکر کیا ہے۔

(۱) باعتبار بیان ۱ باعتبار طرز بیان تاریخ کی ۳ قسم ہیں (۱) بیان واقعی (۲) بیان بذریعہ کنایہ یا استعارہ وغیرہ (۳) دعائیہ۔ قسم اول وہ تاریخ ہے جس میں کسی تقریب یا واقعہ کا بیان بغیر کسی مبالغہ یا بہرہی کے صاف الفاظ میں کیا جائے جیسے مندرجہ ذیل تاریخیں ہیں جنکو ہم نے لکھا ہے۔ یہ تاریخ ایک مرثیہ کا احتجاج ہے

وہ محسن وہ مہدیٰ علی خان بہادر	ہوئے آج افسوس دنیا سے خصیت
کہی اس کی تاریخ فکروالائے	قیامت ہوئی ہاپے مہدی کی رحلت

یہ تاریخ فارسی بھی ایک تاریخی مرثیہ کا اقتباس ہے۔ ولہ

ثبت کن سال و فاقش بر سر لوح فرار	فائز و ارباب بقایہ گردید سر سالار جنگ
----------------------------------	---------------------------------------

تاریخ ذیل ایک ہمارے دوست کی تقریب شادی پر لکھی گئی ہے۔

لو میان آج چڑھی بیل منڈھے	آرزو پوری ہوئی کیجیو حسین
عقد ہوتے ہی کہا ہا لٹھ نے	کتھا ہو گئے الطاف حسین

تاریخ ذیل ایک قصیدہ سے متعلق ہے۔ ولہ

ہمایون راجہ بہگوان سنگہ زمی مرتبے	بنا کی اک عمارت دل کشا دراز ناہیان
دلالتے عرض کی تاریخ سمت بر محل سکی	بنا الکن محل پر فضا سرکار ناہیان

تاریخ ذیل خود ہمارے فرزند کی ولادت کی تاریخ ہے۔	
خداوند البشکر نعمت نتوان سخن گفتن	بکام خود رسد از لطف عامت آرزو مند
بجوشش اعتراف محبت گوید و آلا سالش	خداے بے نیازم داد طالع مند فرزندے
ہم نے ایک قسم کی متعدد و مثالین صرف نوعیت مختلفہ کی وجہ سے پیش کیں تاکہ طالبان فن جمل کو بیان واقعی کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آئے۔	
دوسری قسم بذریعہ کنایہ یا استعارہ وغیرہ اگرچہ اس قسم کی بعض تاریخوں میں کنایہ یا استعارہ کی وجہ سے لطف سخن دو بالا ہو جاتا ہے لیکن اس کا درجہ بیان واقعی سے کبھی بڑھ نہیں سکتا۔ ہم اس کی کامل صراحت محاسن تاریخ کے بیان میں کریں گے انشاء اللہ۔	
تواریخ ذیل اس قسم کی مثال ہیں۔	
سال ولادتش ز عطار دشنیدہ ام	گویی کہ آفتاب تبار آمدہ
کلفت زوہ خاطر منش گفت	زکا ہے ہے شام شمع مردہ
تاریخ بفتانوں معما گفتسم (شمس المربع) حورشید قرآن یافتہ با ماہ تمام	
ہم اس تاریخی معنی کو بیان صنائع تاریخ میں حل کریں گے انشاء اللہ۔	
قسم سوم (دعائیہ تاریخ) اسے وہ تاریخ مراد ہے جس میں واقعہ تاریخی کا اشارہ صرف دعائیں ہو۔ جس کی مثال مادہ ۱۷۵ ذیل سے واضح ہے۔	
کیا خوب کہی میں نے رسا عقد کی تاریخ	زہرہ کا قرآن مہر فلک کو ہو مبارک
جستہ سال ولادت رقم زند معنی	طلوع نیر برج شرف ہمایون باد
و لا سال وفات اور رقم زد	خدا یا عاقبت محمود بادا

(۳) محاسنِ تاریخ کا بیان

محققین فنِ اجل نے تاریخ کے محاسن کا ذکر کیا ہے اور شائقین فنِ اجل کو نصیحت کی ہے کہ ان کی توجہ اسپر مائل رہے کہ جس قدر ہو سکے محاسنِ تاریخ کا لحاظ رکھیں ہم ذیل میں محاسنِ تاریخ کی تفصیل کرتے ہیں۔ ہماری اس کتاب کا یہ بیان درحقیقت ایک معیار ہے جس سے مورخ کے نتیجہ فکر کی خوبی اور منزلت دریافت ہو سکتی ہے یعنی ایک تاریخ جو ہمارے روبرو رکھی ہے اس کی نسبت ہم اس بیان کی مدد سے یہ بات معلوم کر سکتے ہیں کہ وہ کس پایہ کی تاریخ ہے کتنے محاسن اس میں جمع ہیں۔

محاسنِ تاریخ کے قرار داد کا سہرہ درحقیقت متاخرین ہند کے سر ہے۔ تصانیف و رسائل میں بہت کم اس کا ذکر ہوا ہے۔ ہمارے مرحوم استادوں کا صدقہ ہے کہ ہم ان سے واقف ہو کر آج اس کتاب میں اس کا ایک مستقل بیان قائم کر سکے۔ ممکن ہے کہ بعض محاسن مقررہ انہیں بزرگوں کی ایجاد ہو جیسا کہ بعض محاسن کو متاخرین محقق نے قائم کیا ہے۔

شائقین فنِ اجل اس کو بے بنیاد سمجھ کر بے توجہی نہ فرما دیں اور مقال سے بحث نہ کریں بلکہ اپنی نازک خیالی کو مقال پر محمول کریں (ع) مثلاً نیک ہر دوکان کہ باشد پڑ جب فہم سلیم ہر امر کے ماننے کے قبل اس کے ہر ایک پہلو پر نظر ڈالنے اور نتیجہ اخذ کرنے کے لئے موجود ہے تو پھر محاسن سے قطع نظر کرنا گویا سہل انجاری کا عادی بننا ہے۔

(الف) میرے استاد مولوی غلام حسین مغفور بلگرامی المتخلص قدر فرماتے تھے کہ

ماڈہ تاریخ مشہور پر منظوم کو ترجیح ہے۔ اگر کسی مخصوص عبارت یا آیہ قرآنی یا حدیث نبوی یا کسی مشہور مثل سے ماڈہ حاصل ہو تو حتی الوسع کوشش کرنا چاہیے کہ اسکو کسی نہ کسی بحر مطبوع کے قالب میں داخل کریں اور تبدیل ترکیب وغیرہ ساتھ اس خاص مقصد میں کامیابی حاصل کی جائے اور بہ درجہ لاچاری غیر مطبوع بحر بھی۔ بشرط فضیلت کہتی ہے لیکن تبدیل ترکیب میں اس بات کا لحاظ رہے کہ محاورہ اور زبان کے لطف میں فرق آئے نہ پائے۔

اس خاص مقصد کے لحاظ سے مؤرخ کو فن عروض میں بھی کچھ نہ سمجھنا پڑے پیدا کرنا چاہیے اور ہماری رائے میں اس خاص ضرورت کے لئے زبان اردو میں استاد موصوف کی تالیف قواعد العروض بہت مفید اور جامع کتاب ہے جس کی سلاست بیان نہایت میرے الفہم ہے۔ یا استاد می مولانا مولوی محمد حسین خان شیرین سخن۔ راقم کی تالیف میزان الاشعار۔ سے کام لینا چاہیے یہ کتاب آخر الذکر اگرچہ زبان فارسی میں لکھی گئی ہے لیکن سلیس عبارت میں مختصر مفید کا حکم رکھتی ہے۔

(ب) میرے استاد شفیق۔ افضل الشعر شیرین سخن خان مولانا مولوی محمد حسین راقم تخلص میر مجلس مجلس مشاعر ذاب کرناٹ کی تاکید تھی کہ ماڈہ تاریخ منظوم حتی الوسع مصرع سالم میں لکھا جائے۔ جس قدر استادان فن سے حکومات کا اتفاق ہوا ہم نے اون سب کو اس کلیہ سے اتفاق کرتے ہوئے پایا۔ غور کرتے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ ماڈہ جو مصرع سالم میں ہوا اون الفاظ خارج از ماڈہ سے مقرر ہوتا ہے جو تکمیل مصرع کے لئے ناگزیر لانے پڑتے ہیں۔ نیز اگر کوئی شخص

صرف مادہ کو لوح مزار پر کندہ کرانا چاہیے تو ایسا مصرع جو تمام تر مادہ تاریخ کا حامل ہو کسی دوسرے مصرع کا محتاج نہیں ہوتا۔ جو مادہ مصرع سالم میں نہیں ہوتا وہ اس کا شمار منظوم مادوں میں نہیں ہوتا جو محاسن تاریخ کی پہلی قسم ہے۔

(ج) ہمارے استاد افضل العلماء مولانا مولوی سید علی مغفور لکھنوی کا تلخیص کا ارشاد ہر وقت اونکی مبارک تصویر کو ہماری آنکھوں کے روبرو رکھتا ہے کہ محاسن تاریخ میں زیادہ خیال رکھا جاوے کہ مادہ تاریخ سے واقعہ زیر تاریخ اور اس شخص کا نام ظاہر ہو جس کے متعلق تاریخ لکھی گئی ہے اور بیان واقعہ اس محلی کے ساتھ ہو کہ مادہ تاریخ کسی صراحت مزید کا محتاج نہ ہو۔ اس کی مثال خود ہمارا مصرع ہے۔ (ع) فائز دار البقا گردید سر سالار جنگ (۱۳۰۰ ہجری)

آپ ہی کا قول ہے کہ مجبوری کی حالت میں جزو نام ہی کافی ہے جیسی خود ہماری تاریخ ہے (ع) جہان بگداشت بیچارہ جہانگیر (۱۶۹۹) بعض مواقع میں خصوصیات کے لحاظ سے جزو نام سالم نام پر فضیلت رکھتا ہے جیسے ہماری تاریخ (ع) قیامت ہوئی دے مہدی کی رحلت (۱۳۲۵) اگر اس موقع پر سالم نام یعنی (مہدی علی) شریک مادہ ہوتا تو معنوی لطافت کم ہو جاتی۔

ہمارے استاد مغفور کا قائل تھا کہ اسی کا نام اصطلاح جل میں بیان واقعی ہو اور بیان واقعی کو کل اقسام تاریخ پر ترجیح ہے اس لئے کہ بیان واقعی کا مادہ تاریخ جس میں واقعہ کی صراحت باظہار نام صاحب واقعہ ہوتی ہے۔ اُسی واقعہ کی مخصوص تاریخ ہوتی ہے برخلاف اون تاریخوں کے جن میں یہ پابندی نہ ہو۔ جن کو اُس کے مائل اور واقعات سے بھی متعلق کر سکتے ہیں۔

مثلاً اگر کسی موقع میلاد پر مورخ نے یہ مادہ لکھا کہ گویا کہ آفتاب تہا برآمدہ یا کسی سانحہ موت پر لفظ (ہیففور) سے سنہ برآمد کیا تو ایسا مادہ بوجہ تعمیم مضمون تقریب و سانحہ مخصوصہ سے خاص نہیں سمجھا جاسکتا اس لئے کہ ایک سنہ کے متعدد تقاریب و ولادت یا سوانح موت میں انہیں مادوں کا استعمال ہو سکتا ہے اس لئے کہ ان میں نام صاحب تقریب و واقعہ نہیں ہے اور نیز یہ مادے اور مصرعون کے محتاج ہیں جن میں صاحب تقریب کا نام یا واقعہ کا بیان کیا گیا ہو۔

بعض محققین فن کا قول ہے اور ہم کو اس سے اتفاق ہے کہ بادشاہوں کے تقاریب غل صحت میں بیان واقعی سے کام لینا ترک ادب ہے ایسے مواقع پر مادہ تاریخ میں بصراحت نام صرف دے دینا چاہیے جس میں ترقی عمر و اقبال یا رد و بلا کا مضمون ہو۔ یا غل صحت پر مبارکباد۔

ایک محقق نے سچ کہا ہے کہ بیان واقعی میں صاحب واقعہ یا صاحب تقریب کی منزلت کا لحاظ ضرور رکھا جائے۔ مثلاً ایک وکیل صاحب کی وفات کی تاریخ (ع) مقصود علی بنودہ رحلت افسوس بہت صاف اور عمدہ تاریخ ہے جس میں نام مرحوم اور واقعہ رحلت نہایت صاف لفظوں میں بیان ہوا ہے۔

لیکن ایک بادشاہ یا سپہر کی وفات کی تاریخ ایسے الفاظ میں زیادہ قابل تعریف سمجھی جائیگی بلکہ ایسے مواقع کے لئے ایسا مادہ زیادہ قابل تعریف ہوگا جس میں جنت یا اوس کے مسائل الفاظ ہوں۔ جیسا کہ ہم نے نواب مختار الملک مغفور وزیر اعظم حیدرآباد کے لئے لکھا تھا یعنی (ع) سیر گلزار جہان بگذرید سر سالار جنگ۔ اس تاریخ کی نسبت

کہنے والے کہہ سکتے ہیں کہ اس میں بیان واقعی نہیں ہے اور ایک حد تک ان کا کہنا صحیح
لیکن صاحب واقعہ کی منزلت کے لحاظ سے اہل جل نے اس کو بھی بیان واقعی ہی
قرار دیا ہے۔

قدر بلگرامی کی رائے تھی کہ بیان واقعی میں الفاظ زائد سے بالکل پرہیز
کرنا چاہیے لیکن مولوی سید علی کامل اس کے مخالف تھے آپ فرماتے تھے کہ میں
صرف بہرتی کے الفاظ کا مخالف ہوں صفات میں مناسب اور موزون الفاظ
کا بڑا نا خصوصاً علماء اور ارام کی تاریخوں میں کبھی قابل اعتراض نہ ہوگا بلکہ بغیر
اون الفاظ کے وہ تاریخ پھیل کہلائے گی۔ حضرت مدوح نے ہمارے اس مادہ کو
جلدیے دیا ہے باعزاز رفت یا جنگ بہت پسند فرمایا اور تحریر اہم کو
مطلع کیا کہ اس دوسرے مادہ تاریخ ہمارے دنیا ہے گئے خورشید جاہ کے
متقابلہ میں پہلا مادہ بہتر ہے اور ساتھ ہی فرمایا کہ دوسرے مادہ کی خوبی میں کچھ
کلام نہیں ہے۔ لیکن اگر کچھ اعزازی الفاظ اس میں ہوتے تو زیادہ پر لطف ہوتا
حضرت کامل کا قول ہے کہ اگر صاحب واقعہ یا تقریب کا نام یا جزو نام
کثیر الاعداد ہو اور سنہ ہجری کی ایسی تاریخ نہ لکھی جاسکتی ہو جس میں نام یا جزو
نام کا لانا ممکن ہو تو ایسی سخت مجبوری میں ترک نام یا جزو نام سے مناسب یہ ہے
کہ سنہ ہجری کو ترک کر دو اور عیسوی یا سمت یا اور کسی سنہ میں تاریخ لکھو جس کے
اعداد میں صاحب واقعہ کا نام یا جزو نام داخل ہو سکتا ہو۔

آپ ہی نے فرمایا ہے کہ اگر مادہ تاریخ میں سالہ نام نہ آسکے اور جزو نام
خوبصورتی سے متعل نہ ہو سکے تو کم سے کم اس قدر کوشش کی جائے کہ الفاظ نام

کوئی خاص اشارہ اسکی جانب ہو جس سے معاصرین فوراً پہچان جاویں کہ یہ تاریخ
ملائی شخص سے متعلق ہے۔ یا واقف لوگ عنوان تاریخ کی مدد سے مادہ کی خوبی دریافت
کر سکیں۔ جیسا کہ مؤلف کتاب نے اپنے چچا محمود نواز خان کی رحلت پر دعائیہ تاریخ
کہی ہے۔ خدایا عاقبت محمود بادا۔ یا استاد داغ کی رحلت کی تاریخ ہے۔
ہے وہ داغ دے گئے دل پر۔

(۱) ہمارے استاد مغفور نواب فیض الملک داغ دہلوی اگرچہ فن جمل میں بڑے
پایہ کے شخص نہ تھے اور وہ خود ہماری ہر ایک تاریخ کی اصلاح کے وقت اس کا ذکر
فرمایا کرتے تھے لیکن سچان سچان ان کے متعلق آپ کی اصلاح کا کیا کہنا۔ آپ نے
ہمارے بعض اہل مادہ ہمارے تاریخ کو کاٹ کر پھینک دیا جن کی ترکیب میں مبتدا
خبر و پڑی ہوئی تھی اور ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ حسن کلام یہ ہے کہ مبتدا خبر
بہت قریب ہو۔ ہمارے بعض تاریخچی مادوں کی ترکیب آپ نے پلٹ دی اور انکی
روشنی دو بالا فرمادی اور تعقید الفاظ کے آپ ہمیشہ مخالف رہا کرتے تھے۔
آپ کی تاکید تھی کہ با محاورہ الفاظ کا لحاظ رکھا جائے اس لئے کہ خوبی با
درجہ سب پر مقدم ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ عمدہ مضامین نقصان زبان کی وجہ
خاک میں مل جاتے ہیں اور کم درجہ کا مضمون بھی خوبی زبان کے ساتھ چک اٹھتا ہے
آپ ہی کا قول تھا کہ اگر کسی مادہ میں زبان کی خوبی ہو اور صاحب واقعہ کا
نام نہ آسکے تو ایسا مادہ اس مادہ پر فائق ہو گا جس میں صاحب واقعہ کا نام نہ ہو
مگر زبان کا لحاظ نہ کیا گیا ہو۔

(۲) استادان فن جمل نے بالاتفاق کہا ہے کہ محاسن تاریخ میں سب سے بڑی چیز

یہ ہے کہ مادہ تایخ بدون تدخلہ و تخرجہ ہو۔ تاکہ صریح تاینخی کسی دوسرے کا محتاج نہ رہے۔ بعض نے کہا ہے کہ صرف تایخ موت میں اعداد لفظ جان یا روح یا راز کا تخرجہ اعداد نام متوفی سے متخمن مانا گیا ہے اور ایسی تایخ بے تخرجہ تاینخی سحر بہتر مانی گئی۔ جیسے (ع) قد خرج الروح عن المرئیۃ ۱۴۵-۱۴۴=۲۱۳۶ حضرت کامل مغفور کا قول تھا کہ اگر متوفی کے نام کے اعداد سال مطلوب سے بڑھے ہوئے ہوں تو خود بخود اس کا فیصلہ ہو جاتا ہے کہ مادہ تاینخی میں مرحوم کا نام داخل نہ ہو سکے گا اور اس مجبوری کی حالت میں مادہ تاینخی کی طری خوبی فوت ہو جائے گی۔ پس اس قسم کے تخرجہ کے بغیر چارہ نہ ہو گا اور ایسا لطیف تخرجہ جیسا کہ مثال بالا میں گزرا تاینخی کو محاسن تاینخی کی تعریف سے خارج نہ ہونے دے گا۔

(و) استادان فن جمل کا قول ہے کہ مادہ تاینخی میں حتی الوسع بہرتی کے الفاظ آئے نہ پائیں۔ مادہ کی تکمیل کے لئے مربوط الفاظ سے کام لینا چاہیے جو فناء تاینخی کے خلاف نہ ہوں اور مضمون سے مناسبت رکھتے ہوں۔ مثلاً موت کی تاینخی میں افسوس یا آہ یا ہتہات اور اسی قسم کے الفاظ یا صاحب تقریب یا صاحب واقعہ کے صفات۔ مثلاً اس مادہ میں ہام و نیا سے گئے خورشید جاہ ہائے کالفظ بے محل نہیں ہے اور مناسب وقت بھی ہے اور غم کی حالت میں بولا جاتا ہے۔ اسی طرح اس مادہ فارسی میں لفظ وآے۔ سلاہم جنگ و آے جہان فنا گزاشت۔ لیکن جو مادہ بہرتی کے الفاظ سے پاک و صاف ہوا دیکھو ہر حالت میں اور مادہ و نیر ترجیح ہے۔ جیسے کتھا ہو گئے الطاف حسین

اس خاص باب میں حضرت کامل کی رائے ہم حرف ج پر عرض کر چکے ہیں حاصل یہ ہے کہ صفات مدوح و صاحب تایخ میں مناسب الفاظ کا لانا ہرچیز بہتر نہ معلوم ہو مستحسنات سے ہر ایک کسی واقعہ کے متعلق الفاظ مناسب و متعلقہ واقعہ کا استعمال مستحسن مانا گیا ہے۔

(ز) متقدمین کے پاس محاسن تایخ میں یہ بات داخل تھی کہ تایخ سنہ ہجری سے مخصوص رہے لیکن متاخرین نے اس سے اختلاف کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ سنہ کی خصوصیت محض فضول ہے بلکہ بعض مواقع میں ناخوشیما اور ناہننا ہو جاتی ہے۔ واقعہ یا تقرب کی مناسبت کے ساتھ سنہ کا تعلق ہونا چاہیے مثلاً اگر ایک اسلامی سلطنت میں جہان سنہ ہجری مرتب ہے کسی مسلمان کے لئے تایخ لکھی جائے تو اس میں سنہ ہجری ہی کا لحاظ رہے۔ یا اگر کسی ہندو کے لئے تایخ مقصود ہے تو اس کا مذہب ہی سنہ اولیٰ ہے۔ اسی طرح عیسائیوں کے لئے عیسوی سنہ۔ اور پارسیوں کے لئے سنہ نوروز۔ یا اگر کسی خاص مقام پر کل اقوام میں ایک ہی سنہ رائج ہے تو اسی سنہ میں تایخ کہنا زیادہ مناسب ہے ہم اس کتاب کے خاتمہ میں حقیق سنین کو ہی مختصر طور پر لکھ دیں گے جو کہ شائقین فن جمل کے لئے دل چسپی سے خالی نہ ہوگا۔

(۴) صنائع و بدائع تایخ کا بیان

بیان عام | صنائع و بدائع بلاغت سے اگرچہ اکثر صنائع و بدائع کا استعمال تایخ میں ہو سکتا ہے لیکن تایخ کے صنائع و بدائع بھی مخصوص ہیں جن کو ہم ذیل میں عرض کرتے ہیں۔ اور ہمارا یہ بیان اقسام مبنیہ ذیل پر صنائع کا انحصار نہیں کرتا

بلکہ صرف اسبقہ صنائع اس میں بیان ہوئے ہیں جن کا تذکرہ یا تو محققین جبل ذکر کیا یا علما راجح ہیں۔ اور ہیکو اس بات کا افسوس ہے کہ صنائع کی تاریخ کہ کون سی صنعت کس کی ایجاد ہے متحقق نہ ہو سکی۔

(۱) صنعت عامۃ الورود | صنائع تاریخ سے یہ صنعت نہایت لطیف ہے۔ اس کو عامۃ الورود میں لئے کہا گیا ہے کہ ہر ایک حرف یا ہر ایک لفظ یا ہر ایک جملہ یا ہر ایک مصرع یا ہر ایک شعر مطلوب سے اس صنعت کی بدولت تاریخ مطلوب حاصل ہو سکتی ہے۔

بعض محققین جبل کی رائے میں یہ شعبہ تاریخ ہے بعض نے اس کو حسن الصنائع کہا ہے اور بعض نے اس کو سہل الممتنع سے موسوم کیا ہے۔ بڑی حیرت انگیز ہے کہ جن کتابوں سے ہم نے اس کتاب کی تالیف میں مدد لی ہے اور میں سے کسی کتاب میں اس صنعت کا ذکر نہیں ہے نام خود بتلا رہا ہے کہ اس کے موجود عربان ہیکو یہ نعمت غیر مترقبہ ہمارے قوم کے ایک قابل فخر محقق جبل مولانا مولوی ابوظہار محمد عبدالقادر طائر تخلص سے ملی جن کا پایہ فن جبل میں بلند ہے اور جو دکن کے اہل جبل میں ایک سربراہ اور وہ شخص ہیں جن کے خاندان میں حسنا جبل کا علم اباعن جد چلا آتا ہے۔ یہ عربی الاصل ہیں انکو اس صنعت کا سبق اون کے والد ماجد سے ملا اور اون کو اون کے بزرگوں سے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ صنعت عربی رسائل قدیمہ سے حاصل کی گئی ہوگی۔ لیکن اس فن کی بدقسمتی سے آج رسائل قدیمہ عرب پر وہ خفا میں ہیں اور زبان فارسی کا لٹریچر اس سے خالی اور اردو زبان براے نام اس کی بوباس رہ گئی ہے لہذا اس فن کی ایسی لطیف چیزیں صرف عالم

فن کے سینوں میں رہنمائی اور جو کچھ باتیں ہیں وہ علم سینہ بن چکی ہیں اور سینہ بسینہ چل آتی ہیں۔ ہمارے مہربان مولوی عبدالقادر صاحب اگر کریم النفس نہ ہوتے تو آج یہ نعمت اس کتاب کے ذریعہ سے پہلک کی نذر نہ ہو سکتی۔

اس صنعت کا استعمال جس سنہ میں مقصود ہو یعنی جس سنہ کی تاریخ صنعت میں درکار ہو اول اسکو ایک کاغذ پر لکھنا چاہیے اور پھر ایک ایسے عدد پر اس کو تقسیم کرنا چاہیے جس پر اعداد سنہ بلا کسر تقسیم ہو جائیں۔ اور پھر مقسوم علیہ اور حاصل تقسیم دونوں کو محفوظ کر لینا چاہیے۔ یہی دونوں اس صنعت کی بنیاد ہیں۔

مثلاً ہم چاہتے ہیں کہ سنہ ۱۳۲۵ ہجری میں ایک تاریخ اس صنعت میں لکھیں تو ہم نے ۱۳۲۵ کو ۵ پر تقسیم کیا تو ۲۶۵ حاصل ہوئے اور کوئی کسر نہ بچی پس ہم نے ۲۶۵ کو محفوظ کیا اور اس کا نام الف رکھا۔ اسی طرح مقسوم علیہ یعنی (۵) کو بھی محفوظ کیا اور اس کا نام ب رکھا۔ اور ان دونوں اعداد الف و ب کا نام اصطلاح جمل میں عدد بنیاد می ہے۔ اگر سنہ مطلوب کے اعداد کسی ایسے عدد پر تقسیم نہ پاسکتے ہوں جس میں کسر نہ بچے یا ہم کو یہ مقصود نہ ہو تو کسرات حاصل شدہ کو بھی محفوظ رکھنا چاہیے اور اسکو (ج) سے موسوم کرنا چاہیے۔ اس حالت میں (ج) بھی الف اور ب کے ساتھ عدد بنیاد می میں داخل ہوگا۔ مثلاً اگر ہم ۱۳۲۶ کو ۱۰ پر تقسیم کریں تو حاصل تقسیم ۱۳۲ ہوگا اور ۶ کی کسرات بچ رہے گی تو ۱۳۲ کا نام الف ہوگا اور ۶ کا نام ب اور ۶ کا نام (ج) اور یہ تینوں اعداد بنیاد می ہیں۔

فرض کرو کہ ہم ایک ولادت کی تاریخ کسی مولود کے نام سے ۱۳۲۵ میں حاصل کرنا چاہیں اور نام (حامد) ہے تو سب سے پہلے حامد کے اعداد ۵۳ پر ۱۳۲۵ کا اضافہ کیا

توسب کا مجموعہ ۱۳۷۸ ہوا پہر اس مجموعہ کو ایک ایسے عدد پر تقسیم کیا جس کی کسرات احادیث میں نہ رہی۔ یہ امر بالکل ہمارا اختیار ہی ہے کہ جس عدد پر چاہیں ۱۳۷۸ کو تقسیم کریں۔ مثلاً ہم نے ۵ پر تقسیم کیا تو ۳ کی کسرات بچی اب اس ۳ پر ہم نے ۱۲ بڑھائے اور پہر مجموعہ سے اگھٹائے۔ ہمارے اس عمل جمع و تفریق کا مطلب یہ تھا کہ ان علموں کے بعد جو کچھ بچ رہے وہ (ب عدد بنیادی) کے مساوی ہوا اور یہہ فی ذہن الموضح رہنا چاہیئے۔ پہر اس کو ۲۶۵ سے ضرب دیا تو سنہ مطلوب حاصل ہوا۔ یہاں تک جس قدر ہم نے علم سمجھایا ہے وہ بہت کچھ ہے شائق صنعت کو بقصر سے کام لینا چاہیئے اور اعداد بنیادی کو ہمیشہ مخفی رکھنا چاہیئے۔

اصل مقصد کو مخفی رکھ کر اعمال تقسیم و جمع و تفریق سے کام لینا یا اور کچھ اعمال حسابی کا اس میں شریک کرنا موضح کی فراست پر موقوف ہے۔ مثلاً ہم اسی مقصد کو دوسری شکل میں بیان کرتے ہیں یعنی لفظ حامد کے اعداد ۵۳ پر ہم نے ۲۶۵ کو بڑھایا (سمجھ رکھو کہ یہ عدد بنیادی الف ہے) پہر مجموعہ ۱۳۸ کو ۶ پر ضرب دیا تو حاصل ضرب ۱۹۰۸ ہوا جو سنہ عیسوی ہے۔ پہر اس میں سے ۱۶۴ کو اگھٹا دیا اور حاصل تفریق کو پانچ پر ضرب دیا تو سنہ مطلوب یعنی ۱۹۱۰ء حاصل ہوا۔

پہر ہم اصل مقصد کو ایک تیسری شکل میں بیان کرتے ہیں کہ لفظ حامد کے اعداد ۵۳ کو ۱۹۰۸ عیسوی کے ساتھ جمع کیا مجموعہ (۱۹۶۱) کو دس سے ضرب دیا تو ۱۹۶۱۰ ہوئے اور مجموعہ کو ۵ پر تقسیم کیا تو ۳۹۲۲ حاصل ہوئے اور اس میں سے ۷۰ کو خارج کر دیا تو ۳۲ باقی رہے اور حاصل تفریق کو ۱۰ سے ضرب دیا پہر حاصل

ضرب پر ۵ کو بڑھایا تو سنہ مطلوب ۱۳۲۵ حاصل ہوا۔

اگر آسان طریقہ سے اس صنعت کو کام میں لانا چاہو تو لفظ یا حرف مطلوب کا عدد حاصل کرو پھر اوس کو ۳ پر ضرب دو حاصل ضرب پر ۲۰ کا اضافہ کرو پھر جو عدد ۱۵ پر تقسیم کرو اور جو کسرات بعد تقسیم بچ رہیں ان کو ۲۴۵ ضرب دو تو سنہ مطلوب ۱۳۲۵ حاصل ہوگا۔ اور یہ عمل جمع و ضرب و تقسیم کی ہدایت صرف موضح کی ہدایت پر مبنی ہے جس نے سنہ ۱۳۲۵ ہجری کے لحاظ سے اس کا قاعدہ قائم کر رکھا ہے۔ اگر کسی دوسرے سنہ میں تاریخ مقصود ہوگی تو وہ قواعد صنعت کے لحاظ سے ان اعمال میں بھی ترسیم کر سکتا ہے۔

اس کا اصلی گزرا اعداد بنیائی کا ضرب ہے اور اس کو ہشیا ری اور حاضر زما اور روشن خیالی سے کام میں لانا استاد فن کا کام ہے۔ جس موضح کو علم حساب میں ید طولی ہوگا وہ اس صنعت میں صرف اسی بیان کے پڑھ لینے سے کامیاب ہوگا جس کو حساب میں دخل نہیں ہے اوس کو استاد فن کے سمجھانے کی ضرورت ہوگی (۲) صنعت خاصۃ الوجہ یہ صنعت درحقیقت حق سبحانہ تعالیٰ کی قدرت کا نمونہ ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو کیسے کیسے علوم سکھائے ہیں اور ان کے ذریعہ سے کس قدر دسترس اور قدرت ان کو حاصل ہوئی ہے۔

اس صنعت کی تخصیص صاحب واقعہ کے نام سے ہر معنی ہر صاحب واقعہ وجود واقعہ تاریخی کا منظر ہے خواہ وہ نام کسی زبان کا ہو یعنی صاحب واقعہ مسلمان ہو یا عیسائی یا ہندو یا پارسی اوس کے نام کے کسی ایک حرف یا مجموعہ حروف کے اعداد سے تاریخ واقعہ حاصل ہو سکتی ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ اظہار

واقعہ کا بھی اشارہ ہو۔ مثلاً میلاد ہے تو میلاد زید یا موت ہے تو موت زید یا شادی ہو تو نکاح زید یا اور کوئی واقعہ ہو تو اسی قسم کا ایک مختصر سا اشارہ کرنا نام کے ساتھ کر کے بقاعدہ صنعتِ خاصۃً الوجود اس نام اور اشارہ کے سالم اعداد سے تاریخ حاصل کریں جس کو مورخ پر ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے عجیب بات یہ ہے کہ کسی اشارہ کی تخصیص بھی نہیں ہے یعنی نکاح زید ہی کہنے کی ضرورت نہیں بلکہ اختیار ہے کہ نکاح زید کہیں یا زید کی شادی یا زید کا عقد یا زید کی کہد خدائی یا اور کوئی اشارہ جس سے زید کی تفسیر کا اظہار ہوتا ہو۔

قادرانِ فن و حاکمانِ جل نے کہا ہے کہ سائل۔ جس کو تاریخ کی طلب ہو خود اپنے ذہن میں الفاظ بالا فرض کر لیوے اور ان کے مجموعی اعداد صحیحہ سے مورخ کو آگاہ نہ کرے پہلے ان اعداد کو اپنے ہی ذہن میں مضاعف کرے پہر مورخ سے سوال کرے مورخ بلحاظ سنہ مطلوب صرف ایک عدد بتلا دیگا جس کو اس مجموعہ ذہنی پر بڑھادیوے۔ پہر اس مجموعہ کی تضعیف اپنے ذہن میں کرے اور حاصل تضعیف سے وہ عدد گھٹادیوے جو اس نے پہلی مرتبہ اپنے ذہن میں بڑھایا تھا اور جو کچھ اس کے ذہن میں باقی رہ جائے اوسکو ایک ایسے عدد سے ضرب دیوے جس کی ہدایت منجانب مورخ ہو نتیجہ یہ حاصل ہوگا کہ حاصل ضرب سال مطلوب کا مساوی ہوگا۔

مثلاً۔ خالد کی شادی کی تفسیر ہے۔ اور ۳۲۵ ہجری سنہ مطلوب ہے تو سائل نے اپنے ذہن میں الفاظ خالد کی شادی کو تجویز کر لیا پہر ان کے مجموعی اعداد صحیحہ کو اپنی ہی ذہن میں رکھا پہر بقاعدہ شد کردہ بالا خود ہی اپنی ذہن

میں اون اعداد کی تضعیف کی اور پہر موئخ کے حکم سے اون اعداد پر (۱۰) کو بڑایا اور اوس کے مجموعہ کو بھی اپنے ذہن میں رکھا پہر سائل نے حسب قاعدہ بالا اس مجموعہ کی تضعیف خود اپنے ذہن میں بلا اطلاع موئخ کی۔ پہر اضافہ اولین کو حسب قاعدہ بالا منہا کیا اور اس کے بعد اعداد فی الذہن کو موئخ کی ہدایت سے ۲۶۵ پر ضرب دیا تو سنہ مطلوب حاصل ہو گا۔

غور کرنے کی بات ہے کہ موئخ عدد و حرف مفروضہ سے محض بے خبر ہے اور جو کچھ عمل تضعیف و تنصیف ذہن سائل میں ہوا ہے اوس سے بھی بے خبر ہے۔ عدد بقیائد سے موئخ کو اطلاع نہیں ہے پہر کیونکر موئخ کو یہہ قدرت حاصل ہوئی کہ اسکو ایک ایسے عدد پر ضرب دینے کی ہدایت کرے جس سے سنہ مطلوب حاصل ہو۔ یہ کوئی قدرت یا معجزہ یا نجوم یا جادو نہیں ہے صرف عبور فن و قواعد معینہ کی واقفیت کا نتیجہ ہے جس سے موئخ کو مافی الضمیر پر واقف ہونے کی دستگاہ حاصل ہوتی ہے۔ اگر فن حساب میں موئخ کامل نہ ہوا اور اوس کی طبیعت روشن نہ ہو اور قواعد پر اسکو عبور نہ ہو تو اوس سے اس صنعت پر ہرگز عمل نہ ہو سکے گا۔

افسوس ہے کہ ہم اس صنعت کے ایسے قواعد مدون نہیں کر سکتے اور اس کتاب کے ذریعہ سے اون کو عام اذہا میں کے نذر نہیں کر سکتے جن کو پڑھ کر وہ سمجھ سکیں اور صورت ہائے مختلفہ کا حصر ہی نامکن ہے جن کی تدوین سے قواعد منضبط ہو سکیں لہذا ایک مہشت سالہ جتہری ذیل میں ہدیہ ناظرین ہوتی ہے جس کی مدد سے من ابتدائے ۱۳۲۳ لغایت ۱۳۳۳ اس صنعت میں موئخ عمل کر سکتا ہے ہم نے جن قواعد پر اس جتہری کی ترتیب کو مبنی کیا ہے اونکا اس کتاب میں بیان

کردینا کچھ آسان نہیں ہے اور ہر درجہ کے موئخ کو سمجھانے میں کامیاب ہونا بہت مشکل ہے۔ قواعد اس قدر وسیع ہیں اور اعمال حسابی اس قدر کثیر ہیں کہ انکو عبارت میں بیان کرنا ممکن تو ہے لیکن نہایت دقت طلب ہے اور ایک خاصہ اس کتاب کا اون کے بیان کرنے میں صرف ہوگا لہذا ہم نے اس جنتری کو ذریعہ سے مسئلہ آتک موئخین کے لئے ایک ذریعہ اور وسیلہ اس صنعت پر کام کرنے کا پیش کر دیا ہے۔ سنین آہی و عیسوی و سمیت کی مطابقت بھی اسی کے ساتھ عرض کر دی ہے اور یہی ۴۲ سنہ زیادہ مروج ہیں۔ مسئلہ ہجری کے لئے جنتری بے کار ہوگی۔ اگر اس سنہ میں کسی موئخ نے محنت شاؤفہ کو برداشت کر کر اور کوئی جنتری آئندہ سنین کے لئے شائع کر دی تو عام موئخین کو اس سے فائدہ پہونچیکا ہم امید کرتے ہیں کہ مسئلہ آتک کے بعد کوئی نہ کوئی استاد جمل اس کام کو پورا کر دیگا بشرطیکہ وہ بالطبع تنگ چشم نہ ہو۔

واضح ہو کہ جنتری موجودہ میں بمقابلہ سنین صرف دو عدد بیان کئے گئے ہیں (۱) وہ جو موئخ کے حکم سے بڑا یا جاویگا۔ (۲) وہ جو سن موئخ کے حکم سے ضربی جاگی باقی غلطیے حسابی کے متعلق وہی اصول عام کافی ہیں جن کی صراحت اوپر ہو چکی ہے جس سنہ کے مقابلہ میں صفر ہے وہ اس بات کی علامت ہے کہ اس سنہ کے متعلق اس صنعت کا استعمال تعذر ہے۔ لیکن جن استادان فن کو اس فن میں عبور کامل اور ید طولی حاصل ہے وہ اون سنین میں بھی اس صنعت کو کام میں لا سکتے ہیں اور یہ بات استادان فن کی قوت تمیزی پر منحصر ہے جس کو ہم لکھ کر نہیں سبھا سکتے۔

سنة ثمانمئة				سنة ثمانمئة عشرين				سنة تسعين				سنة ثمانمئة عشرين			
سنة	اضافه	ضرب	سنة	سنة	اضافه	ضرب	سنة	سنة	اضافه	ضرب	سنة	سنة	اضافه	ضرب	سنة
٢٩١	٨	٢٤٤	١٩٠٩	١	٢	٣	١٩٠٩	٣	٢	٣	١٩٠٩	٣	٢	٣	١٩٠٩
٣٩٣	١٠	.	١٩٠٩	.	.	.	١٩٠٩	٤	٢	٤	١٩٠٩	٤	٢	٤	١٩٠٩
٩٨٣	٢	٩٥٥	١٩٠٩	٢	٢	٢	١٩٠٩	.	.	.	١٩٠٩	٢	٢	٢	١٩٠٩
.	.	٦٣٤	١٩٠٩	٤	٤	١٦٥	١٩٠٩	١٦	١٦	١٦	١٩٠٩	١٦	١٦	١٦	١٩٠٩
١٢٣	٣٣	٢٣٩	١٩٠٩	١٦	.	.	١٩٠٩	.	.	.	١٩٠٩	١٣	٢٠	٢٠	١٩٠٩
.	.	.	١٩٠٩	.	.	٦٩١	١٩٠٩	٢	٢	٢	١٩٠٩	.	.	.	١٩٠٩
٩٨٥	٢	٩٥٤	١٩٠٩	٢	.	.	١٩٠٩	.	.	.	١٩٠٩	٢٣٣	٨	٨	١٩٠٩
٦٥٤	٦	٣٨٣	١٩٠٩	١٠	١٠	٦٩٢	١٩٠٩	٢	٢	٢	١٩٠٩	.	.	.	١٩٠٩

اس جنتری کے خازن ۲ کا عدد صنعت عاتمة الورد کے عدد بنیادی ب کا مضاعف ہے۔ ہمارے اس اشارہ سے شائقین جمل کو اس جنتری کی تیاری میں بہت کچھ مدد مل سکتی ہے۔

جن سنین کے مقابلہ میں صفر ہے اور ان میں صنعت خاصۃ الوجود ہی ستارچ لکھنا مقصود ہو تو۔ طالب فن اوس وقت کامیاب ہو سکتا ہے جب وہ جنتری کے حقائق سے آگاہ ہو کر جنتری تیار کرنے کی صلاحیت حاصل کرے۔ اور یہ صرف مشق پر موقوف ہے۔

نیز یہ بھی ممکن ہے کہ اوس سنہ کے مطابق دوسرے سنہ سے کام لیا جائے مثلاً ۱۹۶۵ء ہجری میں تایخ نہ لکھ سکے تو ۱۹۶۵ء فصلی میں لکھی جائے یا ۱۹۶۵ء شمسی سے کام لیا جائے۔

(۳) صنعت مقطوعہ ترتیبی | صنعت مقطوعہ ترتیبی وہ صنعت ہے جس میں حروف تاریخی

کے اعداد جدا جدا ایک سطر میں ترتیب کے ساتھ لکھے جاویں اور بغیر میزان دینر کے سنہ مطلوب حاصل ہو۔ جیسا کہ نواب عبدالباری خان موجد مدراسی نے ہمارے آقائے ولی نعمت دام ظلہم کی سالگرہ چہل سالہ کی تایخ لفظ (جبل) سے پیدا کی ہے جبل زبان انگریزی کا لفظ ہے اور ایسے ہی تقاریب کے لئے متعمل ہوا اور اردو میں بھی یہی لفظ بولا جاتا ہے۔ پس لائق موعج نے چاروں حروف لفظ جبل کے اعداد

بصنعت مقطوعہ ترتیبی وبسط تنزل عددی تایخ چل فرمائی ہر حرف پ ل ج ب بسط تنزل عددی کی وجہ سے عشرات کا صفر جاتا رہا۔ اور مقطوعہ ترتیبی

کی وجہ سے ۱۹۶۵ء حاصل ہوا۔ واقعی یہ بڑی عمدہ اور لطیف تایخ ہے۔

اس کو بلحاظ اجتماع صنعتیں۔ مجمع الصناع بھی کہہ سکتے ہیں جو صنائع تايخ کی ایک خاص قسم ہے۔

شیخ عبدالجلیل بکرامی نے فتح ستارہ گڈہ کی تايخ بھی اسی صنعت میں لکھی ہے جس کا ذکر فی غلام علی آزاد نے فرمایا ہے۔ و ہونڈا۔

چوٹا شاہ ابہام زیر خضر آورد	بوزد اسم اعظم در شمارہ
زانگستان شہ بریدہ ابہام	برابر چار الف کردم نظارہ

چار الف کو یا اس کے اعداد کو چوٹا بہ بحر الف ہین مقطّعہ ترتیبی کے قاعدہ سے لکھیے تو سنہ مطلوب ۱۱۱۱ ہجری حاصل ہوتا ہے۔

رسائل سبوق الذکر میں اس صنعت کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ ہم لراپو استاد جلّ قدر بکرامی نور اللہ مرقدہ سے اس صنعت کا یہ نام سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ اس کے موجد عجم ہین۔

(۴) صنعت تجمع | یہ وہ صنعت ہے جس میں صرف چند الفاظ مناسب واقعہ جمع کر دینے سے سال مطلوب حاصل ہوتا ہے۔ استاد می مولوی سید علی کامل تخلص فرماتے تھے کہ اس کے موجد صرف اہل ہند ہین۔ اس صنعت میں بعض تاریخین تو ہماری نظر سے گزری ہین لیکن اس نام کو پہنے کسی رسالہ میں نہیں پڑا۔ کسی استاد نے اسی صنعت میں ایک موت کی تايخ لکھی ہے۔ و ہونڈا۔

بسال موت ستارون زمانہ	آثا و مال و زر آمد فراہم
لفظ آثا کے عدد ۱۰۰۲ ہین اور لفظ مال کے عدد ۱ اور لفظ زر کے عدد ۲۰ ان سب کا مجموعہ ۱۲۸۰ ہے اور یہی سال وفات ہے۔	

صاحب مخض تسلیم نے بذیل (مخترعات بندہ) اسی قسم کی ایک تاریخ لکھی ہے جس کو صرف صنعت سے موسوم کیا ہے۔ و ہو ہذا۔

طبع راجہ ران گرفت و حال شد مقبول ہیم | دل پسند در دگشت و سینہ را بگزیدم

اعداد لفظ طبع (۸۱) و حرمان (۲۹۹) و حال (۳۹) و قیم (۵۲) و دل (۳۴) و درد (۲۰۸) و سینہ (۱۲۵) و غم (۱۰۴۰) کو جمع کرنے سے ۱۸۷۸ ہوتے ہیں اور یہی عیسوی سنہ مطلوب ہے۔

مورخین ہند سے اکثر بزرگوں نے اس صنعت میں تاریخین لکھی ہیں اور متعدد کتابوں میں چھپی ہیں۔ صاحب مخض تسلیم کا عنوان غالباً اس ایجاد اور اختراع کی بنیاد ہو گا کہ آپ نے طبع کے لئے حرمان کو پسند کیا۔ اور حال کو قیم کا مقبول قرار دیا۔ اور دل کو درد کی پسندیدگی عطا کی۔ اور سینہ کو غم کی نذر کیا۔ بے شک اسی کیسب نے اس صنعت کو آپ کے مخترعات میں داخل کیا ہے۔ واہ واہ کیا کہنا یہ آپ ہی کا حصہ تھا۔

(۵) صنعت تضاعف | اس صنعت میں بہت کم تاریخین ہماری نظر سے گزری ہیں مگر تاریخ کے اعداد کو دو چند کرنے سے سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ صنعت بھی روشن خیالان اور طباعان ہند کی ایجاد ہے۔

ہماری رائے میں یہ صنعت۔ صنعت تضارب میں من وجہ داخل ہے۔ یعنی اعداد مادہ کو ۲ سے ضرب دینے کا نام صنعت تضاعف ہے۔

ضیاء حیدر آبادی کی ایک تاریخ اسی صنعت میں ہماری نظر سے گزری ہے جس کو ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

مبارک ہودو لہن کی رونمائی	جیب اللہ مسرت سے ہین مخمور
ضیائے عرض کی جلوہ کی تاریخ	مضاعف ہو گیا نور علی نور

نور علی نور کے اعداد ۶۲۲ ہین جنگو مضاعف کرنے سے ۱۲۴۴ حاصل ہوتے ہین اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

رفت حیدر آبادی کی ایک تاریخ بھی ہم نے اسی صنعت میں دیکھی ہر وہیڑا

سرکار کو ملی ہے و کالت حضو کی	در بارشہ میں آپ کا رتبہ ہوا بلند
جب نذر دی تو شاہ نے تلوار کی عطا	ہاتھ نے دی نہ کہ مراتب ہو لڑو جوت

لفظ مراتب کے عدد ۶۴۳ کو دو چند کرنے سے سنہ مطلوب ۱۲۸۶ حاصل ہوتا ہے۔

(۶) صنعت تناصف | مادہ تاریخ کے اعداد کو ۲ پر تقسیم کرنے یا اونکی تنصیف سے سنہ مطلوب حاصل ہونے کا نام صنعت تناصف ہے۔ بعض استادوں نے تنصیف کا عمل کسی مابرج تک کیا ہے جیسا کہ حضرت ناسخ کی ایک تاریخ ذیل میں بیان ہوئی ہے۔

الغرض اصول صنعت کو سمجھ لینے کے بعد اس میں مزید ندرت کا پیدا کرنا یا ایک تاریخ میں متعدد صنائع سے کام لینا طبع و توح کا اختیاری عمل ہے۔

صنعت تناصف کی ایک مثال ہم ذیل میں عرض کرتے ہین یہ تاریخ ہم نے حیدر آباد میں سنی ہے۔ یہ بات متحقق نہ ہو سکی کہ اس کے مؤرخ کون بزرگ ہین،

جب کمان اتر سی تو سرداری ز فوج کجڑ مولیٰ	خو ر بعد لکھو کے معنی ہوئے سب پر عیان
کی جو فکر جاگنڑا تاریخ کا بیو گل حبا	گہٹ کر آدم جو رہ گئے بخشی ذکر اشدان

بخشی ذکر اسد خان کے اعداد ۲۳۵۰ ہیں جنکی تصنیف سے ۵۷۱۱ جمل
حاصل ہوئے اور یہی سہ مطلوب ہے۔

طبع از نا سخ مغفور

تایرخ بطرز نورسم کن
سہ مرتبہ نصف نصف کم کن

افقادیلم از مراتب
از حائے حکیم ہشت برگیر

ظاہر ہے کہ (ح) کے عدد (۸) ہیں جب اس کی تصنیف ۳ بار کی گئی تو ۱۲۴۸
ہوئے اور یہی سہ مطلوب ہے۔ اس تایرخ میں صنعت تناصف اور بسط
تکثر دونوں سے کام لیا گیا ہے اور بلحاظ صنائع متعدد وہ اسکو مجموعہ الصنائع
کہہ سکتے ہیں۔

چوتھے مصرع میں مرتبہ کا لفظ معنی خیز ہے یعنی ترتیب کے لغوی معنی کیے
بعد دیگرے لائیے ہیں اور اصطلاح جمل میں مرتبہ اوس مقام کا نام ہے جو ایک سطر
ایک عدد کے بعد دوسرے عدد کو حاصل ہو پس تناصف سہ گانہ کے جمل کو
ایک ہی سطر میں لکھنے کے لئے یہ لفظ اشارہ کرتا ہے۔ اور مرتبہ کے دوسرے
بھی اس مصرع میں بیکار نہیں ہیں۔ ہماری رائے میں اس صنعت کو صنعت
تناصف مرتب کہنا چاہیے جس میں یہ تخصیص ہے کہ نصف حاصلہ کو ترتیب کے ساتھ
ایک سطر میں لکھتے ہیں۔ اور صنعت تناصف کی عام تعریف کے مقابلہ میں اسکو
خصوصیت ہے۔

(۷) صنعت تضارب | صنعت تضارب وہ صنعت ہے کہ ایک حرف یا لفظ یا
الفاظ کے اعداد کو دوسرے حرف یا لفظ یا الفاظ کے اعداد میں ضرب دینے سے

سنہ مطلوب حاصل ہو۔ کہا گیا ہے کہ یہ صنعت بجمیون کی ایجاد ہے۔	
تاریخ ذیل اقبال استر آبادی سے منسوب ہے جو اسی صنعت میں لکھی گئی ہے	
نیاض زمانہ از زمن شد	تارست جهان بما تم او
اقبال بصنعت تضارب	چار آہ کشید در غم او
لفظ چار کے عدد ۲۰۴۰۰ ہیں جن کو عدد آہ ۶ میں ضرب دیتے سر ۱۲۲۲ حاصل ہوتے ہیں اور یہی سنہ مطلوب ہے۔	
بعض استادان ہند نے لفظ مطلوب کے اعداد کو ایک خاص ہندسہ میں ضرب دینے کا حکم دیا ہے اور ایسی تاریخ بھی من وجہ اسی صنعت میں داخل ہو سکتی ہے جیسا کہ داغ دہلوی نے طوبی آشیان مرزا محمد سلطان فتح الملک شاہ فخر الدین و لعل بہادر گورگان کی تاریخ لکھی ہے۔ و ہوندا۔	
غم فتح ملک سلطان چہ بلای جان دل شد	دہش مقام جنت ز کرم کریم غفٹ
چوز داغ سال رحلت دل در دمنہ پرید	بکشید آہ حسرت و دود و دوزدہ با
اس تاریخ میں استاد نے صرف لفظ آہ کے اعداد (۶) کو ۲۱۳ میں ضرب دیا ہے جس کا حاصل مساوی ہے سال مطلوب ۱۲۷۲ کا۔	
ہماری رائے میں الفاظ صحیح چارم اس کے متقاضی ہیں کہ (آہ حسرت) کے اعداد تاریخ میں محسوب ہوں۔ لیکن شمار تاریخ میں صرف (آہ) کے عدد محسوب ہوئے ہیں اور یہ نازک بات شائقین فن جمل کو ملحوظ خاطر رہنا چاہیئے۔	
(۸) صنعت اعجاز اعجاز زبان عربی کا لفظ ہے جس کے مراد میں معنی نقطہ و حرکت سے کام لینے کے ہیں۔ صنعت اعجاز فن جمل میں اوس مادہ تاریخ کا نام ہے	

جس میں یا تو صرف حروف معجمین لکھا جائے یا مہملہ کو چھوڑ کر صرف معجمہ سے تالیف حاصل کی جائے قطعاً تو تاریخ ذیل صورت آخرہ کی مثال ہیں۔

تاریخ فوت شاعر فوقیا نام از جناب باقر گیلانی	در صنعت اعجام
سال تاریخ گفت گیلانی	بود در خلق فوقیا فائق

ب۔ خ۔ ق۔ ی۔ ف۔ ی۔ ق۔ ی۔ ق۔ کے اعداد سے ۱۲۸۳ حاصل ہوتا ہے
تاریخ تعمیر بیت الغرامی اہل بیت الطہر طبعاً از جناب مرزا محمد جعفر۔ اوج۔ لکھنوی

ساخت چون ناموس آغا حید جنت مکان	این معلی بار گاہ بادشاہ کربلا
حرف منقوطلی شمردہ اوج تاریخ خوش نوشت	شد بنایت الغراء اہل بیت مصطفیٰ

حروف معجمہ۔ ش۔ ب۔ ن۔ ب۔ ی۔ ت۔ ز۔ ی۔ ب۔ ی۔ ت۔ ف۔ ی۔
۱۲۸۳ سال مطلوب حاصل ہوتا ہے۔

(۹۱) صنعت اہمال | حروف مہملہ سے تاریخ حاصل کرنے کو صنعت اہمال کہتے ہیں اس صنعت کو مورخین نے دو طرح استعمال کیا ہے۔ بعض نے مادہ تاریخ کو متاثر حروف مہملہ سے لکھا ہے۔ اور بعض نے مادہ سے صرف حروف مہملہ کو محسوب کر کے تاریخ حاصل کی ہے۔

تاریخ ذیل جناب عنایت حسین بگلرامی کی طبعاً از ہے جو جمل صغیر و وسیط میں لکھی گئی ہے۔ اور مادہ تاریخ کا سالم مصرع صنعت اہمال کی پہلی قسم میں ہے

خدیو دادگر سلطان عالم ظل سبحانی	چو افضل الہی یافت اکنون صحت کامل
سنش در قطعہ بے لفظ اندر مصرع آخر	بخوان در بینات و در زبر بے پیش و کم ایدل
یکے در بینات آمد دگر سنہ در زبر پیدا	بطرز سہل آوردم نظم این صنعت مشکل

کسے گزین خط شعر تو اند گفتم اللہ	بشاگردی و خط مید ہم ای خسرو عادل
سحر گاہم دعا الحمد لہ کارگر آمد	کہ آمد سرور اسلام و آرام دل حاصل
معا در مصرع مدح ملک اعداد سال آمد	سر و سر دارید ہر اہل کمال و مالک عادل

(۱) مصرع آخرین کے زیرین بھی ۱۲۶۹ موجود ہے اور بیانات سے بھی ۱۲۶۹ حاصل ہوتا ہے۔ جس کی صراحت ہم نے نقشہ ذیل میں کی ہے۔

زبر	س	ر	و	س	ر	د	ا	ر	د
اعداد	۶۰	۲۰۰	۶	۶۰	۲۰۰	۴	۱	۲۰۰	۴
بیانات	ین	ا	او	ین	ا	ال	لف	ا	ال
اعداد	۶۰	۱	۷	۶۰	۱	۳۱	۱۱۰	۱	۳۱

زبر	ہ	ر	ا	ہ	ل	ک	م	ا	ل
اعداد	۵	۲۰۰	۱	۵	۳۰	۲۰	۴۰	۱	۳۰
بیانات	ا	ا	لف	ا	ام	اف	یم	لف	ام
اعداد	۱	۱	۱۱۰	۱	۴۱	۸۱	۵۰	۱۱۰	۴۱

زبر	و	م	ا	ل	ک	ع	ا	د	ل
اعداد	۶	۴۰	۱	۳۰	۲۰	۷۰	۱	۴	۳۰
بیانات	او	یم	لف	ام	اف	ین	لف	ال	ام
اعداد	۷	۵۰	۱۱۰	۴۱	۸۱	۶۰	۱۱۰	۳۱	۴۱

میزان حروف زبر ۱۲۶۹ میزان حروف بیانات ۱۲۶۹

تایخ ذیل جناب مرزا محمد جعفر آج لکھنوی کی طبعزاد ہے جو کسی بزرگ کی حلیت پر بصنعت اہمال قسم دوم میں لکھی گئی۔

گفتم بحروف مہملہ سال	در قصار رم بنود آرام
----------------------	----------------------

(۱۰) صنعت مسروری و ملفوظی و مکتوبی | صنعت مسروری و صنعت ہے جو صرف حروف مسروری کے شمار کرنے سے مادہ تایخ پیدا کرے۔

حروف مسروری بقول صاحب ہفت قلزم۔ ب۔ ت۔ ث۔ ح۔ خ۔ ر۔ ط۔ ظ۔ ف۔ ہ۔ می۔ ہین۔ جن کے تلفظ میں صرف حرف الف اور گ ساتھ زیادہ کیا جاتا ہے۔ اسی طرح۔ ا۔ ج۔ د۔ ذ۔ س۔ ش۔ ص۔ ض۔ ع۔ غ۔ ق۔ ک۔ ل۔ کا نام حروف ملفوظی ہے۔ اور م۔ ن۔ و۔ کو صاحب ہفت قلزم نے مکتوبی نام رکھا ہے۔ پس اگر مادہ تایخ صرف حروف ملفوظی یا مکتوبی میں لکھا جائے تو اس کو صنعت ملفوظی یا مکتوبی کہتے ہیں ایک شادی کی تقریب پر ہم نے تایخ ذیل صنعت مسروری میں لکھی ہے جو ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے۔

در صنعت مسروری گفتم سنہ شاہی	خورشید فلک راشد مسعود قرآن ماہ ۱۲۹۵ھ
------------------------------	--------------------------------------

مصرع آخر سے ہم نے صرف۔ خ۔ ر۔ می۔ ف۔ ر۔ ر۔ ہ۔ کو محسوب کیا ہے۔ اور اس مصرع میں حروف مسروری یہی ہیں۔

(۱۱) صنعت تحریک | صنعت تحریک وہ صنعت ہے کہ مادہ تایخ کو صرف حروف تحریک کے عدد شمار کئے جاویں اور ساکن حروف کو چھوڑ دیں۔ جیسا کہ ہندوستان کے جناب تمیز شاگرد مرزا جلال نے ایک تصنیف کی تایخ لکھی ہے۔

یہ رسالہ لکھا عجیب و غریب	میرے استاد نے حقیقت میں
ماڈہ مل گیا عجیب و غریب	فکر تاریخ اسے تیز جو کی
ہوئی تاریخ کیا عجیب و غریب	متحرک حروف کو جو لیا

موتیخ نے اس ماڈہ تاریخ سے صرف - ک - ع - ج - خ - ز - کو محسوب کیا ہے۔ ہماری رائے میں واو بھی محسوب ہونا تھا اس لئے کہ اس کا شمار اس مصرع میں حروف متحرک میں ہوگا نہ ساکنہ میں۔ صاحب افادہ تاریخ نے پہلی اس صنعت کا ذکر فرمایا ہے۔ اس کے موجد اور مخترع غالباً اہل ہند ہیں۔

(۱۲) صنعت تسکین | صنعت تسکین - صنعت ماضیہ کا عکس ہے یعنی صرف حروف ساکنہ سے تاریخ حاصل کرنے کو صنعت تسکین کہتے ہیں۔ ہماری رائے میں غالباً یہ صنعت بھی طبائع مؤرخین ہند کی ایجاد ہے۔ کلام عرب و عجم میں اس کی کوئی مثال نہیں ملے۔ ایک موتیخ دکن نے اس صنعت میں کیا خوب تاریخ لکھی ہے۔

اکرم اس پر کر اے غفور الرحیم	جہان سے چلا - بندہ نیک ذات
خدا بخش کو بخش دے اے کریم	ملی حرف ساکن سے تاریخ فوت

اس ماڈہ تاریخ میں جو سنہ عیسوی میں لکھا گیا جو صرف حروف ساکنہ یعنی ا - خ - ش - و - خ - ش - ی - ی - ی - م - کے عدد محسوب ہوئے ہیں جو مساوی ہیں ۱۱۷۱ عیسوی کے۔ (افادہ) ہماری رائے میں اس بات کا اظہار صحیح سوم میں ضروری تھا کہ یہ تاریخ سنہ عیسوی میں لکھی گئی ہے۔

ماڈہ تاریخ حروف ساکن سے حاصل ہوتا ہے موتیخ نے حرف ساکن کا استعمال کیا ہے۔ ہم کہیں کہیں اس قسم کے نوٹس بطور (افادہ) صرف اس لئے کر رہے ہیں

کہ طالبین و شائقین فن کو میرا ہی نہ ہونے پائے اور ایشیہ پیش شدہ کی سند پر
اپنے کلام میں غلطی کرنے نہ پاویں۔ ہمکو ہرگز حرف گیر مرقصود نہیں ہے۔

(۱۳) صنعت مفردہ و مرکبہ | صنعت مفردہ وہ صنعت ہے جو صرف مفرد حروف سے

تایخ حاصل کرتی ہے۔ اسی کو صنعت منفصل بھی کہتے ہیں۔ اور صنعت مرکبہ وہ
جو حروف مرکبہ سے تایخ پیدا کرے جس کو اہل جمل نے صنعت متصل بھی کہی ہے
اس کے موجد مؤرخین عجم ہیں۔ مولانا وحشی یزدی نے مثنوی ناظر و منظور کی تایخ
ایک مصرع میں چار صنائع سے حاصل کی ہے۔ وہ ہو ہذا۔

کتاب ناظر و منظور ہیں کہ ہر تیش	ز آسمان کمال ست آیت منزل
چو درس دولت و اقبال میر بند نظام	ازین کتاب کہ در بے مثالیت مثل
منزد کہ از پی تایخ نظم وے گویم	دہی نظام در درج درج ورج دول
گرہ کشائے خیال زمصرعے گزشت	چہار عقدہ تایخ مے کند مخلص
یکے ز جملہ حروف کے داخل نقط است	دوم از انچہ در و نیست نقطہ را مدخل
سوم از ان کلمات کہ واصل اند بہم	چہارم آنکہ در آئند عکس آن بعقل

منقوطہ حروف مادہ تایخ میں می ن ظ ج ج ہن ان کے اعداد
۱۰ + ۵۰ + ۹۰۰ + ۳ + ۳ مساوی ہیں ۹۶۶ کے اور یہی سنہ مطلوب ہے
غیر منقوطہ حروف د ۵ ا م د ر د ر د ر س د ر د ول
ہن ان کے اعداد کا مجموعہ ۲ + ۵ + ۱ + ۲۰ + ۲ + ۲۰۰ + ۲
۲۰۰ + ۲ + ۲۰۰ + ۶۰ + ۲ + ۲۰۰ + ۲ + ۳۰ مساوی ہے ۹۶۶ کا
اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

حروف متصلہ یعنی مرکبہ کے الفاظ (ہے - نظا) سے - ہ - سی - ن
ظ - ا - حاصل ہوتے ہیں جن کے اعداد - ۵ + ۱۰ + ۵۰ + ۹۰۰ + ۱
مساوی ہیں ۹۶۶ کے اور یہی سہ مطلوب ہے -

حروف منفصلہ یعنی مفردہ د - م - و - ر - ج - س - د
ر - ج - و - ل - کے اعداد ۳ + ۴۰ + ۲ + ۲۰۰ + ۴ + ۲۰ + ۲۰۰
۳۰ + ۲ + ۶۰ + ۲۰۰ + ۳ + ۴ + ۶ + ۳۰ مساوی ہیں
۹۶۶ کے اور یہی سہ مطلوب ہے -

یہ بے بہا تاریخ نہ صرف اس خاص صنعت کی مثال ہے بلکہ صنائع گزشتہ
سے صنعت نمبر ۸ - اعجام اور صنعت نمبر ۹ - اہمال کی بھی مثال ہے اور
نیز اس کو مجمع الصنائع کی بھی تمثیل خیال کرنا چاہیے جس کا بیان آگے آویگا
(۱۴۱) صنعت تعریب | صاحب ملخص تسلیم نے اسکا ذکر کیا ہے یہ وہ صنعت ہے
کہ ماؤدہ تاریخ کے کل الفاظ میں اتحاد اعراب کی پابندی کی جاوے یعنی اقو
ماؤدہ کر کل الفاظ مفتوح ہوں یا مکسور یا مضموم - ہماری رائے میں یہ بھی ممکن
ہے کہ شعر یا اشعار سے صرف مفتوح الفاظ لین جن سے تاریخ نکلے یا صرف
مکسور و مضموم الفاظ ہی سے تاریخ حاصل کی جاوے -

ایک بزرگ نے اس صنعت میں خود اپنے دیوان کی تاریخیں لکھی ہیں جن کو
ہم نے ملخص تسلیم سے نقل کیا ہے -

یہ دیوان سارا ہمارا چھپ آیا
جگر کا لہو دل کا پیارا چھپ آیا

جو سلطان مطایع کا ہر جب و کائنات
بُرا یا بھلا الغرض ہے یہ جیسا

خطا اپنی اور سہو کا تب کا جوتہ	گوارا و یا ناگوارا چہپ آیا
مناسب یہ جاننا کہ تاریخ لکھوں	لبون کا محب دل کا پیارا چہپ آیا
قبول اس کی تاریخ پر فتح کر کے	خطا کار کا قول سا را چہپ آیا

دلہ تاریخ دیگر بقید کسرہ	تعبیل ہوئی لگی نہ کچھ اسمین دیر
صد شکر کہ دیوان یہ مطبوع ہوا	ہر مصرع ہو گیا عدد کو شمشیر
ہر بیت محب کی خانہ دل میں بسی	صنعت کی طرف توسل خامیہ کو بہر
باتفئے ندایہ وی کہ تاریخ تو لکھے	چاہا حرکت نہ آئے کوئی جزیر
جب غیب سی یہ حکم ہوا مجھ کو قبول	دل کی تعلیم کس نے کی شعر سے زیر
ناگاہ میرے سینہ سے آئی آواز	

دلہ تاریخ دیگر بقید ضمتہ	روشن نگاہ دوستان چشم حسودان باد کو
این نظم شیرین افتد رشدر و بر ویش شہد کو	در قید ضمتہ سالین از حسن و لطیف ز ویش کو
ہر کس چشد شیرینیش مشہور گر و د شہد کو	

تاریخ سوم کے عدد ۹۵۶ حاصل ہوتے ہیں۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ شاید غلطی کتابت کی وجہ سے کوئی لفظ غلط چہپا ہو۔

(افادہ) تاریخ دوم وزن رباعی پر ہے جس میں متاخرین اور متقدمین نے چار مصرعون سے زائد کہنا پسند نہیں فرمایا اور قواعد عروض کی رو سے پہلے مصرع میں قافیہ ہونا شرط ہے۔

(۱۵) صنعت از دواج | صنعت از دواج وہ صنعت ہے جس میں ایک شعر کے پہلے مصرع سے حروف منقوٹ لیں اور اسی شعر یا دوسرے شعر کے پہلے یا دوسرے

مصرع سے حروف مہملہ لین اور دونوں کے اعداد مجموعی سے سنہ مطلوب حاصل کریں۔ یا

انہیں دونوں مصرعہ کے متذکرہ بالا سے حروف مفردہ و مرکبہ لیکر ان کے اعداد سے تاریخ نکالیں۔ یا

انہیں دونوں مصرعہ کے متذکرہ صد سے حروف ساکنہ و متحرکہ باجرو مسروری و ملفوظی یا حروف ملفوظی و مکتوبی یا حروف مسروری و مکتوبی لے کر ان کے اعداد سے تاریخ نکالیں۔

اس صنعت کے موجد مؤرخین عجم ہیں۔ بابر بادشاہ کی وفات کی تاریخ سنجر اصفہانی نے لکھی ہے جس میں صنعت ترصیع کے سوا (جس کا بیان آگے آوے گا) صنعت ازدواج اور اعجام اور اہمال بھی ہے اور اسی تاریخ کو مجمع الصناع بھی کہہ سکتے ہیں۔ وہ ہوا

بادشاہ دہر بابز کمال عدل ہو	واقف احسان عالم مصد لطف الہ
۹۳۷ھ	۹۳۷ھ
سال جان اوگزیدن جابغروش بگو	جاس فردوسا بد بگزید بابر بادشاہ
۹۳۷ھ	۹۳۷ھ

اس قطعہ تاریخ میں (۱) تو صنعت ترصیع ہے یعنی ہر مصرع کے اعداد مجموعی سے سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔

(۲) دوسرا لطف یہ ہے کہ شعر اول کے مصرع اول سے حروف مہملہ لئے جاویں اور اسی شعر کے مصرع ثانی سے حروف معجمہ تو دونوں کے مجموعہ اعداد بصنعت

ازدواج سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔

حروف تہما مصرعہ اول دو حرف تہما ثانی شعر اول											نیز ان اعداد عداد ۹۳۴
	۱	۲	۱	۱	۱	۵	۷	۵	۱	۷	
	۱	۲	۱	۲۰۰	۱	۲۰۰	۵	۷	۵	۱	
	۰	۲	۱	۲۰۰	۱	۲۰۰	۵	۷	۵	۱	
حروف تہما مصرعہ اول دو حرف تہما ثانی شعر اول	۱	۲	۱	۱	۱	۵	۷	۵	۱	۷	نیز ان اعداد عداد ۹۳۴
	۱	۲	۱	۲۰۰	۱	۲۰۰	۵	۷	۵	۱	
	۰	۲	۱	۲۰۰	۱	۲۰۰	۵	۷	۵	۱	
	۰	۲	۱	۲۰۰	۱	۲۰۰	۵	۷	۵	۱	

(۳) تیسرا لطف یہ ہے کہ شعر اول کے پہلے مصرع سے حروف منقوطین اور اسی شعر کے مصرع ثانی سے حروف تہما۔ تو دونوں کے مجموعہ اعداد سے سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔

حروف تہما مصرعہ اول دو حرف تہما ثانی شعر اول											نیز ان اعداد عداد ۹۳۴
	۱	۲	۱	۱	۱	۵	۷	۵	۱	۷	
	۱	۲	۱	۲۰۰	۱	۲۰۰	۵	۷	۵	۱	
	۰	۲	۱	۲۰۰	۱	۲۰۰	۵	۷	۵	۱	
حروف تہما مصرعہ اول دو حرف تہما ثانی شعر اول	۱	۲	۱	۱	۱	۵	۷	۵	۱	۷	نیز ان اعداد عداد ۹۳۴
	۱	۲	۱	۲۰۰	۱	۲۰۰	۵	۷	۵	۱	
	۰	۲	۱	۲۰۰	۱	۲۰۰	۵	۷	۵	۱	
	۰	۲	۱	۲۰۰	۱	۲۰۰	۵	۷	۵	۱	

(۴) چوتھا لطف یہ ہے کہ شعر دوم کے دونوں مصرعون سے صرف حروف معجمہ لینے اور ان کے مجموعہ اعداد سے بصنعت اعجام سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔

حروف تہما مصرعہ اول دو حرف تہما ثانی شعر اول											نیز ان اعداد عداد ۹۳۴
	۱	۲	۱	۱	۱	۵	۷	۵	۱	۷	
	۱	۲	۱	۲۰۰	۱	۲۰۰	۵	۷	۵	۱	
	۰	۲	۱	۲۰۰	۱	۲۰۰	۵	۷	۵	۱	
حروف تہما مصرعہ اول دو حرف تہما ثانی شعر اول	۱	۲	۱	۱	۱	۵	۷	۵	۱	۷	نیز ان اعداد عداد ۹۳۴
	۱	۲	۱	۲۰۰	۱	۲۰۰	۵	۷	۵	۱	
	۰	۲	۱	۲۰۰	۱	۲۰۰	۵	۷	۵	۱	
	۰	۲	۱	۲۰۰	۱	۲۰۰	۵	۷	۵	۱	

(۵) پانچواں لطف یہ ہے کہ شعر دوم کے دونوں مصرعون سے صرف حروف مہملین تو اون کے مجموعی اعداد سے بصفت اہمال سال مطلوب حاصل ہوتا ہے۔

۹۳۷ بزرگ اعداد	حروف مہملین										۹۳۷ بزرگ اعداد
	۰	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	
	۰	۶	۲۰	۶۰	۶۴	۲۰۰	۱	۴	۲۰	۶۱	
	۵	-	-	-	-	-	-	-	-	-	
	۵	۱	۴	۲۰	۱	۵	۴	۲۰	۴	۱	۶۰

(۱۶) صفت معکوس | صفت معکوس وہ صنعت ہے کہ جب ماڈہ کے حروف کو اولٹ دین تو صورتی سنہ ظاہر ہو۔ جب نواب سہراب مغزول ہوئے تو کسی استاد نے اس واقعہ کی تاریخ لکھی (ع) کیا چرخ نے نوابی سہراب کو اولٹا پڑا اگر نوابی سہراب کے حروف کو اولٹ دین تو بارہ سی باون کے الفاظ حاصل ہوتے ہیں اور یہ نہایت لطیف اور دقیق صنعت ہے۔ لیکن اس کو فہم جبل کہ کچھ تعلق نہیں ہے بدین لحاظ کہ تاریخ کے اقسام میں صورتی تاریخ کا ذکر ہوتا ہے ہم نے اس صنعت کو بھی یہ نہ ناظرین کرنا مناسب خیال کیا۔

(۱۷) صنعت مسجع | مغز ناظرین کتاب غالباً صنعت سجع سے واقف ہیں جو بلاغت کی ایک قسم ہے یعنی کسی شخص کے نام کو کسی فقرہ یا مصرع میں اس طرح لانا کہ اس فقرہ یا مصرع کے معنوں کے لحاظ سے وہ نام علم کے طور پر متعل ہو۔ اہل جبل نے اس صنعت سے صنائع تاریخ میں بھی کام لیا ہے جیسا کہ کسی استاد نے میر آلہی بخش کی رحلت کی تاریخ مصرع ذیل (ع) الہی بخشہ اپنے کرم سے (۱۳۲۲) سے حاصل کی ہے۔ اور اسی تاریخ میں صنعت بسط غریزی بھی ہے

جس کا بیان بضم ن بیان (بسط) آوے گا۔

اس تاریخی مصع میں (آہی بخش) کا نام علم کی حیثیت سے نہیں متعل ہوا، بلکہ اجزاء علم اپنے خاص معنوں میں متعل ہیں۔

ہم نے بھی اس صنعت میں اپنے دوست میر قمر بان حسین مغفور کی حلت پر ایک تاریخ لکھی ہے: کنوئل میں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

یوم عاشورہ زو نیا شد روان	مؤمن ذکر ثنا خوان حسین
گفت تا بخش و آلاے درمند	نعمت جان کرد قربان حسین

اسی صنعت کی ایک تاریخ (محمد کالے) نام ایک شخص کی شہادت کے متعلق بنگلور میں لکھی گئی ہے جس کو ہم ذیل میں عرض کرتے ہیں۔

فانی سر ہوا بانی کو روان موت ایسی پہلا ملتی ہے کہان

اسنے توحیات ابد پائی ہے راہ خدا میں جان دے کر

تاریخ شہادت۔ عیسائی۔ عیسیٰ سے سناروح اسنے

بستان بہشت میں جا پہنچا وہ نام محمد کالے کر

(۱۸) صنعت ترصیع | ترصیع زبان عربی کا لفظ ہے بقول صاحب منہی الارب

بمعنی در نشاندن جو اہر و چیزے و اندازہ کردن و یافتن و ترتیب نیک و درست

در نشاندن چیزے و شادمانی و خوشدلی کردن و سخن را بخش بخش کردن و ہر کلمہ

بہ مقابلہ خود در وزن و رومی یکسان۔ اصطلاح اہل جمل میں صنعت ترصیع اس

صنعت کا نام ہے جو ایک قطعہ یا قصیدے یا مرثیے یا عبارت وغیرہ کے ہر رکن یا ہر

مصراع یا جملہ سے ایک ہی سنہ یا مختلف سنین کے آوے پیدا کرے۔

اکثر محققین و استادانِ جمل نے اس صنعت میں تاریخین لکھی ہیں۔

یہ صنعت متاخرین عجم کے اختراعات سے ہے۔ باقر گیلانی۔ سنجہ طہرائی۔
ذکی مراد آبادی۔ قدر بلگرامی۔ معنی حیدر آبادی۔ وغیرہ نے اکثر تاریخین اس
میں لکھی ہیں اور ہم نے بھی اون کی زلہ ربائی کی ہے۔ خاتمہ کتاب کے دوسرے
حصہ میں اس صنعت کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔ بناءً علیہ ہم نے اس موقع پر عرض کر
کی ضرورت نہیں سمجھی۔

(۱۹) صنعت ذواتِ تاریخین | یہ وہ صنعت ہے جو ایک مادہ سے دو تاریخین پیدا کرے

بعض نکتہ پر وروں نے دو تاریخی ایک مصرع کو صنعت ذواتِ تاریخین کہا ہے جیسے
دو بہائیوں کی موت کی تاریخ (جنہوں نے دوسنوں میں رحلت کی) کسی استاد نے
لکھی ہے۔ (ع) داغ جلر آن دین بود داغ دگر جو
۱۲۴۸ ۱۲۴۹

لیکن ہم کو اس سے اتفاق نہیں ہے۔ اس مصرع کو مصرع ذواتِ تاریخین
کہنا تو غلط نہیں ہے۔ لیکن صنعت ذواتِ تاریخین میں یہ داخل نہیں ہے جس میں ایک ہی
مادہ سے دو مختلف تاریخوں کا نکلنا شرط ہے۔ جیسا کہ پنڈت بیچنا تہ مالک مطبع شر
ہند نے کلیات منیر کے طبع کا ایک تاریخی دُسرہ لکھا ہے جس میں دہری تاریخ بھی
ہے۔ و ہذا

دول کلیات منیر شر۔ بہت شتر من ہار ۱۲۸۵ ف ۱۸۰۱ ساکی	بت سرس کن گرہ شش سن رشتہ دار ۱۹۳۶ سمت ۱۲۹۶ ہجری
سن فصلی ساکی بہت ہر دواہن جلگت	ہوت عیسوی تہ میں ہجری پانچواں اگت

(ترجمہ)

اطراف دنیا میں منیر کا کلام مثل تیر کے پہنچ گیا۔ اور اس سے کل دشمنوں کا دل چھوٹ گیا یعنی وہ من ہار گئے۔ یہ بات سمت ۱۹۳۶-۱۲۹۶ ہجری میں واقع ہوئی۔
سنہ فصلی اور ساکی نکلنے اور دواہن کے ۱۲ عدد ملنے سے عیسوی
سنہ اور پانچواں سنہ ہجری حاصل ہوتا ہے۔

(شرح تالیخ)

دک گلیات منیر شمر کے اعداد اجل سے ۱۲۸۵ فصلی حاصل ہوتا ہے بہت شمر
من ہار کے اعداد اجل سے ساکی سنہ نکلنے۔ بت سر رس گن گرہ شش
مین بت سر سمت کے معنوں میں ہے اور بموجب قاعدہ اجل سنسکرت یعنی
اجل لفظی رس کے عدد (۶) ہین اور گن کے عدد (۳) اور گرہ کے عدد (۹)
اور شش یعنی چاند کا عدد (۱) جس کا مجموعہ بقاعدہ صنعت مقطعات تیری
۱۹۳۶ ہے یعنی سنہ سمت اور پہر اسی عبارت بت سر رس گن گرہ شش
کے اعداد حروف بحساب اجل حرفی جمع کرین تو اس سے ۱۸۶۷ حاصل ہوتے ہیں
اور مصرع سوم کی ہدایت کے لحاظ سے دواہن کے ۱۲ عدد کا تذکرہ اس میں کرین
تو ۱۸۷۹ عیسوی سنہ حاصل ہوتا ہے یعنی یہ فقرہ صنعت ذوات یخین میں لکھا گیا ہے
رس نورب شست دہار میں بموجب قاعدہ اجل لفظی مروجہ سنسکرت رس کے عدد
۶ ہین اور تو سے نون گرہ۔ رب بمعنی سوچ جس کے بارہ اس ہین اور
شست بمعنی ننوا۔ پس رب شست کے معنی ۱۲ سوہین صنعت مقطعات تیری سے
۱۲۹۶ ہجری حاصل ہوتا ہے۔ لفظ دہار براے بیت ہے۔

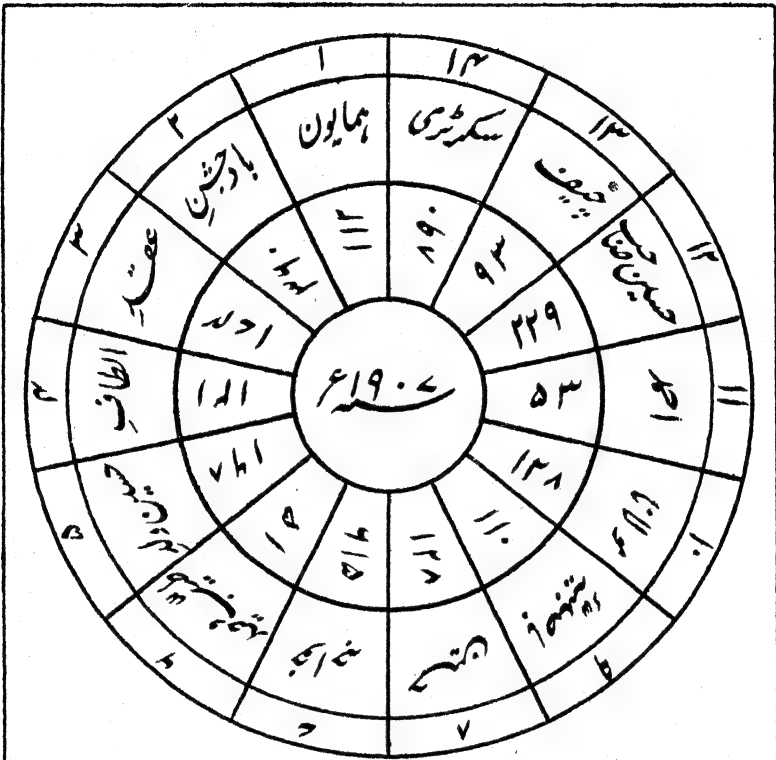
ہم نے اس کتاب کی تالیخ بھی اسی صنعت ذوات یخین میں لکھی ہے جو

موقع پر دیدہ ناظرین کی جاتی ہے۔	
شد پایہ این کتاب در خلق بلند	قدرش ز اندازہ خمیالم دہ چند
یک مصرع سال او دو تاریخ آورد	شد طبع غرائب الجمل ملک پسند
سالم مصرع میں سنہ عیسوی ۱۹۰۸ ہے۔ اور صرف غرائب الجمل میں سنہ فصلی ۱۳۱۷۔	
(۲۰) صنعت مراتب مراتب اعداد سے تاریخ کو مخصوص کرنے کا نام صنعت مراتب ہے یعنی صرف احاد یا صرف عشرات یا صرف مآت یا صرف الوف سے تاریخ حاصل کرین سنہ ہجری کے سالگرہ مبارک میں کسی حیدر آبادی مؤرخ نے ایک تاریخی قطعہ لکھا تھا جس میں اسی صنعت کا استعمال ہوا ہے یعنی صرف مآت سے تاریخ حاصل کی گئی ہے و ہوندا۔	
پہر آج جشن سالگرہ ہے حضور کا	کل جس طرح تہی دہوم زمانے میں بار سال
سنے ہین سیکڑون کی زبان سے ہی عا	قائم ہمارے میر پر ہونم ہزار سال
(۱۱) (۱۱) مؤرخ نے سیکڑون سے مآت کا اشارہ کو کر دیا ہے لیکن تاریخی اشارہ صراحت کے ساتھ نہیں ہے۔ محتاط مؤرخین کو ہمیشہ اس بات کا لحاظ رہنا چاہیے کہ مصرع ثالث میں بالضرور کوئی ایسا اشارہ کیا کرین جس سے معلوم ہو سکے کہ یہ تاریخ ہے۔ بادی النظر میں یہ قطعہ صرف دعائیہ معلوم ہوتا ہے۔	
(۲۱) صنعت دائرہ صنعت دائرہ ایک عجیب صنعت ہے جس سے مشہور تاریخین کلہ میں دائرہ میں چودہ خانے ہوتے ہیں اور ہر ایک خانہ میں ایک لفظ اور ہر لفظ کے دہلی خانہ میں اوس کا عدد لکھا جاتا ہے۔ ان خانوں سے کسی ایک خانہ کو مبدأ قرار دیا جا	

اور کوئی ایک ایسا عدد دل میں فرض کیا جائے جو ۱-۱۲-۱۳ اور ۱۴ کے اضعاف (پہاڑوں) اور نیز ۱۵- کے سوا ہو۔ بعد ازاں عدد مفروض کو دیکھا جائے اگر وہ طاق ہے تو اسی خانہ مبداء سے جس کو آپ نے تجویز کیا ہے عدد مفروض کے موافق شمار کیا جائے اور جس خانے پر شمار ختم ہوا اس کے مندرجہ اعداد کو ایک کاغذ پر لکھ لیا جائے اور پہر اسی خانہ کو ملا کر عدد مفروضہ کے مطابق شمار کیا جائے پہر جس خانہ پر شمار ختم ہوا اس کے اعداد کو اسی جداگانہ کاغذ پر لکھ لیا جائے اسی طرح شمار و ستوت تک جاری رکھا جائے جب تک شمار کا اختتام خانہ مبداء پر نہ ہو۔ پہر اولیٰ اعداد کو جو جداگانہ کاغذ پر لکھے گئے ہیں جمع کر لیا جائے تو اولیٰ مجموعہ سنہ مطلوب ہوگا اگر عدد مفروضہ جفت ہو تو خانہ مبداء سے شمار کا آغاز کرنا چاہیے اور جس خانہ پر شمار ختم ہوا اس کے عدد کو ایک جدا کاغذ پر لکھ لینا چاہیے اور پہر اوسکو مابعد کے خانہ سے شمار کرنا چاہیے اور عدد حاصلہ کو اسی کاغذ جداگانہ پر لکھنا چاہیے اور پہر شمار کا آغاز اوس کے مابعد کے خانہ سے ہونا چاہیے یہی سلسلہ اوس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ سلسلہ شمار کا اختتام خانہ مبداء کے ماقبل پر ہو پس میزان اعداد مذکور سے سنہ مطلوب حاصل ہوگا۔

ہمارے مہربان جناب منشی فاضل۔ و مولوی فاضل۔ محمد حنیٰ قاصد تخلص نے بتقریب عقد نکاح صاحبزادی جناب مولوی احمد حسین۔ یم۔ اے۔ بی۔ یل (مقدمہ سرکار نظام دام اقبالہم و چیف سکریٹری سرکار عالی) ایک تاریخ اسی صنعت میں لکھی ہے جس کو ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

و ہو ہذا



اس دائرہ سے تانیخ حاصل کرنے کے لئے ہم نے ایک عدد فرض کر لیا اور وہ (۵) ہے (ظاہر ہے کہ یہ عدد اون مستثنیات سے سوا ہے جن کا ذکر اوپر ہوا ہے)

پھر اس دائرہ کے خانوں سے ہم نے کسی ایک خانہ کو مبدأ قرار دیا اور وہ خانہ ۱۲ ہے۔

بدین وجہ کہ ہمارا مفروضہ عدد (۵) طاق ہے ہم نے اسی خانہ ۱۲ سے شمار کا آغاز کیا اور پانچ کا شمار خانہ ۳ پر ختم ہوا جس کے عدد ۱۲۱ ہیں۔ ان اعداد

ہم نے ایک جداگانہ کاغذ پر لکھ لیا۔

پہر شمار کا آغاز اسی خانہ ۴ سے کیا تو ۵ کا شمار خانہ ۸ پر ختم ہوا اور اس خانہ کے اعداد ۱۲۸ ہیں جن کو جدا کاغذ پر لکھ لیا۔

پہر شمار کا آغاز اسی خانہ ۸ سے کیا تو ۵ کا شمار خانہ ۱۲ پر ختم ہوا جس کے اعداد ۲۲۹ ہیں جن کو ہم نے جدا کاغذ پر لکھ لیا۔

پہر شمار کا آغاز اسی خانہ ۱۲ سے کیا تو ۵ کا شمار خانہ ۲ پر ختم ہوا اور اس خانہ کے اعداد ۳۶۰ کو ہم نے اسی جداگانہ کاغذ پر لکھ لیا۔

پہر شمار کا آغاز اسی خانہ ۲ سے کیا تو ۵ کا شمار خانہ ۶ پر ختم ہوا جس کے اعداد ۵۱ ہیں اور ان اعداد کو اسی جداگانہ کاغذ پر لکھ لیا۔

پہر شمار کا آغاز خانہ ۶ سے کیا تو ۵ کا شمار خانہ ۱۰ پر ختم ہوا جس کے اعداد ۱۲۸ ہیں ان اعداد کو اسی کاغذ جداگانہ پر لکھ لیا۔

پہر شمار کا آغاز اسی خانہ ۱۰ سے کیا تو ۵ کا شمار خانہ ۴ پر ختم ہوا جس کے اعداد ۸۹۰ ہیں پس ان اعداد کو کاغذ جداگانہ پر لکھ لیا۔

اب آئندہ شمار کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ شمار کا اختتام ہی خانہ ۴ پر ہوا ہے جس سے ہم نے آغاز شمار کیا تھا اور یہی ہمارا مبدأ ہے اب ہم نے اون اعداد کی نیز ان ہی جو جدا کاغذ پر لکھے گئے ہیں وہی ہندہ

$$۱۲۱ + ۱۲۸ + ۲۲۹ + ۳۶۰ + ۵۱ + ۱۲۸ + ۸۹۰ = ۱۹۰۷$$

اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

مختصر یہ ہے کہ عدد مفروضہ کے طاق اور جفت میں یہ فرق ہے کہ طاق کی

گنتی کے آغاز میں خانہ منتہی کو بھی محسوب کیا جاتا ہے۔ اور حفت کی گنتی میں خانہ منتہی کے مابعد سے شمار ہوتا ہے۔

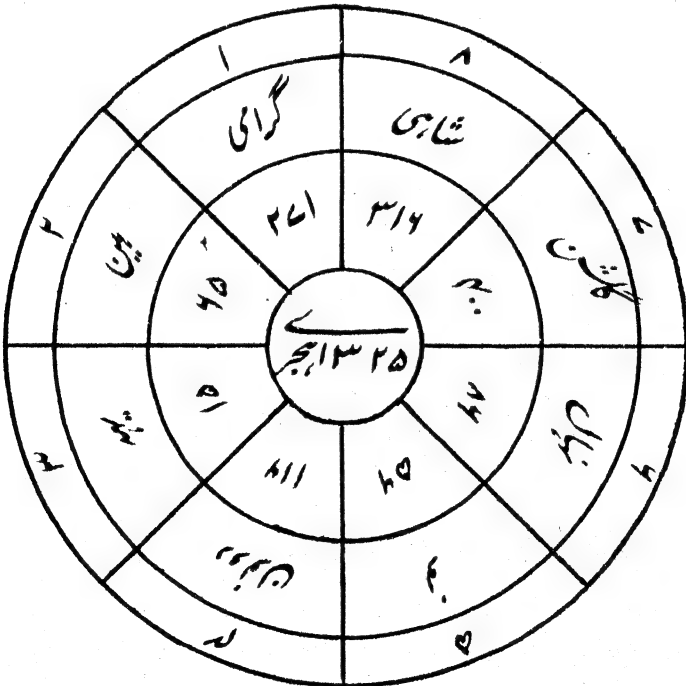
شائقین فنِ جل کو معلوم کرنا چاہیے کہ صنعت دائرہ دو ایسے مادہ ہائے تاریخ پر مبنی ہوتی ہے جن میں سے ہر ایک مادہ کے ۷ جزو ہوں پہر دونوں مادوں کے ۱۲ اجزاء سے دائرہ کی خانہ پری اس طرح کر کے چاہیے کہ مادہ اول کا پہلا جزو ایک خانہ میں لکھنے کے بعد مادہ دوم کا پہلا جزو دوسرے خانہ میں لکھیں پہر مادہ اول کا دوسرا جزو تیسرے خانہ میں اور مادہ دوم کا دوسرا جزو چوتھے خانہ میں پہر مادہ اول کا تیسرا جزو پانچویں خانہ میں اور مادہ دوم کا تیسرا جزو چھٹے خانہ میں یہی دور تسلسل آخر تک قائم رکھا جائے۔

ملاحظہ ہو کہ دائرہ تمثیل کے خانہ ۱-۳-۵-۷-۹-۱۱-۱۳ کی میزان ۱۲۲۵ ہجری ہے اور اسی طرح خانہ ۲-۴-۶-۸-۱۰-۱۲-۱۴ کی میزان ۱۹۰۸ عیسوی معلوم ہوا کہ اس دائرہ کے مجموعی ۱۴ خانے دو مادہ تاریخ پر مبنی ہیں ایک ہجری دوسرا عیسوی جن کو اس صنعت نے بے شمار تاریخوں کا مأخذ قرار دیا، جن میں سے بعض مادے عیسوی سنہ کے متعلق حاصل ہونگے اور بعض ہجری کے متعلق روشن خیال مورخ ایک دائرہ سے دو مختلف اقسام کو سنہ ہی پیدا کر سکتا ہے عیسوی اور ہجری ہی پر کچھ موقوف نہیں ہے اور ایک دائرہ میں متعدد صنائع سے کام لے سکتا ہے جو کہ اہل بصیرت اور روشن خیالوں کا حصہ ہے۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ صرف ۸ خانوں کا ایک ایسا دائرہ بنایا جاوے جس کے آٹھون خانوں میں (۸) اعداد ہوں جس کسی خانہ سے آپ چاہیں شمار اور سنہ

مطلوب حاصل کریں۔ اس دائرہ مابعد الذکر کا نام استادان فن نے دائرہ منمنہ رکھا ہے اور اہل فن نے اس کو دائرہ اول الذکر پر ترجیح دی ہے اس لئے کہ اسکے عمل میں عدد مفروضہ کے لئے کسی استثناء کی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ دائرہ اول الذکر میں ۱۴۱۱ وغیرہ کا استثناء شرط ہے۔

ہم نے اس دائرہ منمنہ میں شاہزادگان بلند اقبال حضرت آقا محمدی نعمت سرکار نظام خلد اسد ملکہ و دولتہ کی تاریخ ولادت لکھی ہے جس کے مادہ تاریخ کا مصرع گرامی ہیں یہ دونوں نو نہال گلشن شاہی، اسی دائرہ میں تقسیم پاتا ہے اور قاعدہ مقررہ سے بے شمار تاریخیں اس سے حاصل ہوتی ہیں۔



اس دائرہ سے کثیر تاریخوں کے حاصل کرنے کا قاعدہ یہ ہے کہ ایک عدد فرضی تسلیم کرو جو دو صورتوں سے خالی نہ ہو گا یا تو طاق ہو گا یا جفت۔

پہر اسی دائرہ سے کسی ایک خانہ کو جس کو آپ کا جی چاہے مبدأ قرار دو یعنی شمار اس خانہ مبدأ سے شروع کرو۔

اگر عدد مفروضہ طاق ہے تو برعکس طریقہ دائرہ اول الذکر شمار کا آغاز خانہ مابعد (مبدأ) سے ہو گا۔

پس جس خانہ پر عدد مفروضہ کا شمار ختم ہوا اس خانہ کا عدد ایک کا غذر لکھ لو پہر اس کے مابعد کے خانہ سے شمار کا سلسلہ جاری کرو جس خانہ پر شمار ختم ہوا اس کا عدد اسی کا غذر لکھتے جاؤ پہر اس کے مابعد کے خانہ سے شمار کا سلسلہ جاری رکھو۔ یہ دو تسلسل او س وقت تک جاری رہیں گے جب تک کہ شمار کی انتہا خانہ ماقبل مبدأ پر نہ ہو۔ پہر اس کے بعد او ن اعداد کو جو آپ الگ کا غذر لکھتے ہر ہین جمع کرو تو سال مطلوب حاصل ہو گا۔

اگر عدد مفروضہ جفت ہے تو شمار کا آغاز ہمیشہ اسی خانہ سے ہو گا جس خانہ پر شمار ختم ہوا ہے۔ اور یہ دو شمار اس وقت تک جاری رہیں گے جب تک شمار کا اختتام خانہ مبدأ پر نہ ہو۔

مثلاً ہم نے ایک فرضی عدد ۵ قرار دیا اور نقشہ بالا سے خانہ ۳ کو مبدأ تجویز کیا اور بدین وجہ کہ عدد مفروضہ طاق ہے شمار کا آغاز خانہ مابعد مبدأ یعنی خانہ ۴ سے کیا تو ۵ کا شمار خانہ ۸ پر ختم ہوا اور اس کے عدد (۳۱۶) محفوظ کئے گئے پہر اس کے مابعد کے خانہ سے آغاز شمار ہوا اور شمار کا اختتام خانہ ۵ پر قرار

پایا جس کے اعداد (۵۶) محفوظ کئے۔

پہر اس کے بعد کے خانہ سے آغاز شمار ہوا اور شمار کا اختتام خانہ ۲ پر جس کے اعداد (۶۵) محفوظ کئے گئے۔

پہر اس کے خانہ مابعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانہ ۷ پر جس کے اعداد (۴۰۰) محفوظ کئے گئے۔

پہر اس کے خانہ مابعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانہ ۴ پر جس کے اعداد (۱۱۶) محفوظ کئے گئے۔

پہر اس کے خانہ مابعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانہ (۱) پر جس کے اعداد (۲۷۱) محفوظ کئے گئے۔

پہر اس کے خانہ مابعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانہ ۶ پر جس کے اعداد (۸۶) محفوظ کئے گئے۔

پہر اس کے خانہ مابعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانہ ۳ پر جو مبداء ہے اور اس کے اعداد (۱۵) محفوظ کئے گئے۔

اب شمار کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ مبداء پر اختتام ہوا پس ہم نے اعداد محفوظہ کو جمع کیا تو $۳۱۶ + ۵۶ + ۶۵ + ۴۰۰ + ۱۱۶ + ۲۷۱ + ۸۶ + ۱۵$ مساوی ہیں ۱۳۲۵ کے اور یہی سہ مطلوب ہے۔

اب ہم نے دوسرا عدد فرض کیا جو چھبہ ہے اور ظاہر ہے کہ یہ عدد جفت ہے اور مبداء خانہ ۵ کو قرار دیا اور حسب قاعدہ متذکرہ بالا اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو ۶ کا شمار خانہ ۲ پر ختم ہوا جس کے اعداد (۶۵) کو ہم نے محفوظ کیا۔

اور پہر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانہ ۷ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۲۰۰) محفوظ کئے گئے۔

اور پہر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانہ ۸ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۱۱۶) محفوظ کئے گئے۔

اور پہر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانہ (۱) پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۲۷۱) محفوظ کئے گئے۔

اور پہر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانہ ۶ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۸۶) محفوظ کئے گئے۔

اور پہر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانہ ۳ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۱۵) محفوظ کئے گئے۔

اور پہر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانہ ۸ پر شمار ختم ہوا اور اس کے اعداد (۳۱۶) محفوظ کئے گئے۔

اور پہر اسی خانہ سے شمار کا آغاز ہوا تو خانہ ۵ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۵۶) ہیں چونکہ شمار خانہ مبدأ پر ختم ہوا لہذا اب شمار زائدہ کی ضرورت نہیں ہے

پس ہم نے اعداد محفوظہ کو جمع کیا تو $۲۰۰ + ۱۱۶ + ۲۷۱ + ۸۶ + ۱۵ = ۵۶۳۲۵$ کے اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

اس دائرہ کی ترتیب جیسر ایک مصرع کے الفاظ کو تقسیم کیا گیا ہو محض مؤرخ کی روشنی طبیعت پر منحصر ہے کوئی خاص امر قابل بیان نہیں ہے۔ ایک تجربہ کار اور مشتاق مؤرخ اون آٹھ الفاظ سے مادہ تاریخ تجویز کر سکتا ہے جن سے یہ

مقصد حاصل ہو۔

فنِ جمل استاد سے متغنی نہیں ہے۔ ہماری قطعی رائے یہ ہے کہ اگر فنِ جمل کو صرف زورِ طبیعت سے بذریعہ کتاب سمجھنا چاہو تو کامل مقصد حاصل نہ ہوگا اس لئے کہ استادانِ فن نے بعض صنائع کے بیان کرنے میں طرزِ بیان کو نہایت آسان اور سیرِ الفہم الفاظ میں نہیں رکھا۔ اگرچہ ہم نے اپنی اس کتاب کی ہر ایک بحث میں حتی الامکان مربوط اور معمولی بول چال میں سمجھانے کی کوشش کی ہے تاہم بعض صنائع کی تعریف تفہیم استاد کی محتاج ہے۔ اگر ہمارے اس خیال کے برخلاف کوئی طباع اور روشن خیال شخص اس کے سمجھنے میں بدون امداد استاد کامیاب ہو جائے تو وہ الا ماشاء اللہ کامصداق ہوگا۔ صنعتِ دائرہ موجد طبعا ان عجم ہیں۔

(۲۲) صنعتِ مُعَمَّا مُعَمَّا زبانِ عربی کا لفظ ہے۔ صاحب غیاث اللغات فرماتے ہیں

کہ معما بمعنی پوشیدہ شدہ و کور و نابینا و بقول صاحب لطائف مکان پوشیدہ اصطلاح میں وہ فرمایا جو کہ طبعِ سلیم کو پسند ہو۔ بعض صاحبانِ مصطلحات لکھتے ہیں کہ معما اس کلام کو کہتے ہیں جو بطرزِ فرمایا ایک ایسے کلام پر دلالت کرے جو بطریق تشبیہ یا قلب فرمایا بحسابِ جمل۔ معما جمل سے وہ صنعت مراد ہے جس میں معموں کے ساتھ تاریخی مادہ بھی ہو۔ جیسا کہ میسرُ الدین فقیر نے ایک شادی کی تاریخ لکھی ہے

تاریخِ بختِ انونِ معما گفتیم	خورشیدِ قرآنِ یافتہ با ماہ تمام
------------------------------	---------------------------------

ماہ سے بقاعدہ ترادفِ شہر مراد ہے اور ماہ تمام ۳۰ دن کے مہینے کو کہتے ہیں اور تیس کا ترجمہ فارسی (سی) اور لفظی کے اعداد جمل ۷ ہیں پس ۷ کو اعداد

خورشید ۱۱۲۰ پر بڑھانے سے ۱۱۹۰ ہوتے ہیں اور یہی سنہ مطلوب ہے۔
بعض محققین نے لکھا ہے کہ مورخ کو صنعت معما سے احتراز کرنا اولیٰ ہے
اس لئے کہ تاریخ کا اصلی مقصد معنی کی بدولت فوت ہو جانے کا اندیشہ ہے۔
اہل تحقیق نے فرمایا ہے کہ جمل میں اس صنعت کے موجد یہی بزرگ ہیں جن کی تاریخ
اوپر لکھی گئی۔

(۲۳) صنعت تکثیر | یہ وہ صنعت ہے کہ جس کے ذریعہ سے مادہ تاریخ کے ارکان
بدلتے ہیں اور ۳۲۰ مادے ایک ہی مصرع تاریخی سے حاصل ہوتے ہیں۔
مولانا عبد الجلیل بلگرامی نے بتقریب جلوس محمد شاہ غازی اسی صنعت میں تاریخ لکھی
اور قاعدہ کو بھی منظوم فرمایا ہے وہو ہذا۔

بجملہ بہار آمد جهان سرسبز شد یکسر
محمد شاہ غازی بادشاہ کشور احسان
وجودش آید رحمت نگاہش مایہ عزت
بمیدان شجاعت دشمنان را تیغ لرزگن
من از بہر جلوس آن شہ اورنگ ر سندی
طل افشان شد بہار خرمی زین شردہ نگین
برآید جل ہزار و سہ صد ابیات لطیف از وی

۱۱۲۰ شہ عادل مہ کامل یم سائل جسم والا
ازین پیشین از برای میچ شاہزادہ رین صنعت
کتب موجود یاران موذخ ہر ہمہ حاضر
بدل دانا بید داما بجود اولیٰ بحجداونی
۳۶۲
برون ناورد عوامی ز بحرے اینچنین گوہر
بدعونی گر غریزی پیش آید واکند دفتر

<p> بود فال مبارک این همه تکثیر اعدادش دعاے شاہ از عبد الجلیل و از ملک آمین اگر خواہی کہ استخراج این اعداد دریابی بود ترکیب این بیت طرب افز و شش ارکان پس از کن سوم نسبت بہر دوشش صوگر د دین شش باز چون کن چہام ابضرب آری برین منوال گراکان باقی را بنمایش چو تفصیل صورت در دہ مجلد میتوان شد اگر خواہی نحوہی ضبط تفصیل صورتی کہ من این نسخہ نگین مرتب کردہ ام برین الہی تا جہان باشد شہ ما کا مران باشد </p>	<p> بطول عمر شاہ دین پناہ و سعت کشور ہمیشہ باد روشن اختر شاہ جہان پرو بر بان مے کف خاطر نشین طبع دانشور کہ در ارکان او مکن بود تقدیم یکدگیر کہ از ضرب سہ در دو بے تکلف شش بود بر آید بست ابیات و چہار افزون بر ونگ بضرب آری بین اعداد بیشک میشود منجر ازین رو کردہ ام محل مطلب رہنمون پی بر دبیر چند چاکدست آرو کاغذ و مسطر نشانے تا بود باقی بعالم تادم محشر تحت تاج و عدل داد وجود و بخشش افز </p>
---	--

اس صنعت کا بہید صرف ارکان کا وزن مساوی ہے جن کے اولٹ پہیر او
 تقدیم و تاخیر سے وزن شعر میں نقصان نہ آئے اعداد ارکان میں کوئی خاص قاعدہ
 مقرر نہیں ہے۔ اون کے اعداد جو کچھ بھی ہوں۔ تقدیم و تاخیر سے اہل مادہ میں کوئی
 نقصان پیدا نہ ہوگا۔ کہا گیا ہے کہ عبد الجلیل بلگرامی پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس
 صنعت میں تاریخ لکھی۔

(۲۴) صنعت تنقیط | صنعت تنقیط اس عمل کا نام ہے کہ مندرجہ ذیل حروف کو

جو مادہ تاریخ میں واقع ہوں نقطہ دار فرض کر کے اون کے عدد محسوب کریں (یعنی ح)
 کو (خ) فرض کیا جائے اور (د) کو (ذ) (ر) کو (ز) (س) کو (ش) (ص) کو (ض)

(ط) کو (ظ) (ع) کو (غ) -

جس مصرع یا فقرہ یا لفظ کو مادہ قرار دیا جاوے گا اس کے مجموعی حروف سے صرف حروف متذکرہ بالا کو صنعت تنقیط کے ساتھ حساب میں شمار کیا جاوے گا اور باقی حروف حساب میں داخل نہ ہوں گے بعضوں نے کہا ہے کہ باقی حروف بحال خود رہ کر داخل حساب ہوں گے۔ اس اختلاف کا تصفیہ جب تک نہ ہو لے اور جب تک ایک قاعدہ کے ہم پابند نہ ہو جاوے صنعت تنقیط پر عمل نہ ہو سکے گا بدین وجہ کہ کیسوی لازم ہے لہذا ہم صورت اول کے پابند ہیں اگر دو علی قائم رکھی جائے تو ہر مادہ کے ذیل میں اس کی صراحت کرنی ہوگی کہ فلان طریقہ پر عمل ہوا ہے اور صرف صنعت تنقیط کا اشارہ کافی نہ سمجھا جائے گا اور صراحت کی احتیاج صنعت کے ناقص قرار دے گی بناءً علیہ ہماری رائے یہ ہے کہ شائقین جمل اس صنعت کی تعریف میں صورت اول الذکر کے پابند رہیں۔

مندرجہ ذیل تاریخ اسی صنعت میں لکھی گئی ہے جو کسی دکنی کی طبعاً ہے
مثیلاً ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے۔

دشمنوں نے آپ کو چوکس کیا	لو کر می کہو کر بنے محتاط آپ
ان حریفوں نے تمہیں بے بس کیا	کر دکھا یا ایک تنکے کو پہاڑ
دیکھ جھل بیرنگ اُسے واپس کیا	جو ہوا قاصد تیری ابداد کا
گہر گیا حملوں میں اور بس بس کیا	پہنس گیا آفت میں بے چارہ غریب
ایک کو نقطہ لگا کر دس کیا	صنعت تنقیط میں ہے اس کا سال

مصرع تاریخی میں صرف (ط) کے عوض (ظ) محسوب ہوئی ہے اور (ر)

کے عوض (ز) اور (د) کے عوض (ذ) اور (س) کے عوض (ش) حروف معینہ سے صرف اسی قدر حروف اس مادہ میں قابل تنقیط تھے۔

تمثیلی تاریخوں میں اگر محاورہ کی کوئی غلطی ہو تو ہم معذور ہیں مگر خود اس کے ذمہ دار ہیں ہم کو صرف مادہ تاریخ کے تمثیل سے کام ہے۔

یہ صنعت صرف ہندیوں کی ایجاد ہے۔ فارسی کوئی تاریخ اس صنعت میں ہماری نظر سے نہیں گزری۔

(۲۵) صنعت سلب نقط | صنعت سلب نقط حروف ذیل سے متعلق ہے یعنی اگر

مادہ تاریخ میں (ج) یا (خ) واقع ہو تو اس کا نقطہ سلب کر کے دونوں کے لئے (ح) کے عدد محسوب ہوں گے اسی طرح (ذ) کو (د) فرض کرنا یا (ز) کو

(ر) یا (ش) کو (س) اور (ض) کو (ص) یا (ظ) کو (ط) یا (غ) کو (ع) فرض کرنا صنعت سلب نقط میں داخل ہے۔ اس صنعت کے موجد اہل ہند ہیں۔

سلب نقط کی کوئی تاریخ ہماری نظر سے نہیں گزری۔

بعض اہل فن نے ایک ہی مادہ میں دونوں صنائع کو جمع کیا ہے ایک ایک عجیب شاعر نے اس صنعت میں کیا خوب تاریخ لکھی ہے۔ د مہو ہذا

نور النساء بہر علی از دواج یافت	نوشاہ راعوس بود حسن انتخاب
سلب نقط بصنعت تنقیط گشتہ سال	بامشتری خجستہ بود وصل آفتاب

(تشریح)

حروف اصلی	ش	ر	خ	ج	س	د	ص	میزان
صنعت تنقیط و سلب نقط	س	ز	ح	ح	ش	ذ	ض	
اعداد	۶۰	۷	۸	۱	۳۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۱۸۱۳

(۲۶) صنعت طلسمی | صنعت طلسمی ایک عجیب صنعت ہے جس کو کام میں لانے سے لوح طلسمی متعدد تار بخون کو پیش کرتی ہے۔

۲۱ دباچ اور امرباب کے ایک نقشہ کا نام لوح طلسمی ہے جس کے ہر ایک خانہ میں مفردات و مرکبات سے خانہ پُرسی کی جاتی ہے اور وہ تمام مفردات اور مرکبات در حقیقت حامل تاریخ ہوتے ہیں۔ سائل کو اختیار ہے کہ اون کل خانوں سے جس خانے کو وہ چاہے مبداء قرار دے اور اسی مبداء سے لکھیں خانے شمار کر کے اکیسویں خانہ کی تحریر کو ایک کاغذ پر لکھ لیں پھر اُس کے بعد کے خانہ سے شمار کا آغاز کریں اور ہر اکیسویں خانہ کا نوشتہ اسی کاغذ پر ترتیب کے ساتھ یکے بعد دیگرے سطروں میں لکھتا ہوا چلا جائے تا آنکہ اس شمار کا سلسلہ خانہ ماقبل مبداء پر ختم ہو۔

لیکن اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ حروف حاصلہ خانہ ہائے سطور فوقانی مبداء کو اس سلسلہ ترتیبی سے جو ایک جدا کاغذ پر جاری ہے مقدم رکھنا چاہیئے جب شمار ختم ہو جاوے گا تو حروف محفوظہ سے ایک ایسا فقرہ یا مصرع حاصل ہوگا جس کے اعداد مجموعی سنہ مطلوب کے مساوی ہوں گے۔

نقشہ مندرجہ ذیل اس صنعت کی مثال ہے جس کو استاد می مولوی وجہ الدین خان معنی تخلص نے نواب میرزا علیخان بہادر سر سالار جنگ منیر الدولہ مختار الملک معفور وزیر اعظم ریاست حیدرآباد دکن صانہ العن الشرور والفتن کی تقریب وزارت پر مرتب فرمایا تھا۔

اس لوح طلسمی کے تیار کرنے کے لئے ۲۱ مادہ تائیخ کا لکھنا ضرور ہے خواہ وہ فقرے ہوں یا ۲۱ مصرعے پہر اکیسوں مادوں کو ۱۱ اجزا پر تقسیم کریں اور ۳۵ اجزاء اس لوح کی خانہ پری اس ترتیب کے ساتھ کی جائے کہ کل کا جزو اول لکھا جاوے اور اس کے بعد اسی قاعدہ سے کل کا جزو دوم پہر جزو سوم اسی طرح ۲۱ کے ۱۱ اجزاء کی ترتیب سے اس لوح کے خانے بہر دین۔

اس عمل میں حواس بر جا رہنے چاہئیں۔ اگر کسی ایک حرف کی بھی غلطی ہوگی تو ساری لوح بے کار ہو جائے گی۔

(۲۴) صنعت مجمع الاقسام | مجمع الاقسام اس صنعت کا نام ہے جس کے مادہ تائیخ کو

الفاظ سے بعض لفظ کے اعداد بحساب جمل صغیر لیں۔ اور بعض لفظ کے اعداد بحساب جمل وسیط اور بعض میں جمل کبیر یعنی ایک ہی مادہ میں بریائیات یا زبر و بیئات کا استعمال صاحب میزان الاشعار کے حوالہ سے فاضل مؤلف ارمغان نے لکھا ہے کہ یحوز فی المعنی

والنایخ ان یوخذ اعداد الحروف بحساب الجمل وان یوخذ بطریق الزبر والبیئات

وان یوخذ اعداد بعض الکلمات بحساب الجمل وبعضها بالزبر والبیئات وح یجب ان

یشار الیہا بوجہ ما سلا یلزم خلاف المقصود یعنی جائز ہے معنی اور تائیخ میں

یہ کہ لئے جائیں اعداد حروف کے بحساب جمل صغیر یا یہ کہ لئے جائیں اعداد بطریق

زبر و بیئات یا یہ کہ لئے جائیں اعداد بعض او نہیں کلمات کے بحساب جمل صغیر اور اعداد

بعض کے بطریق زبر و بیئات (یعنی جمل کبیر) اور اس وقت میں واجب ہے یہ کہ

اشارہ کیا جائے ان دونوں کی طرف کسی اشارہ کے ساتھ تاکہ نہ لازم آئے خلاف

مقصود اور التباس نہ ہو۔

اس صنف کی مثال جناب مرزا دبیر معذور کی تاریخ ہے جسپر صاحب لمصلح تسلیم
ناحق و ناروا حملہ فرمایا ہے اور ہماری رائے میں یہ تاریخ نہایت قابل تعریف ہے

سال تاریخش بہ زبر و بیثینہ شذریب نظم | طور سینا بے کلیم امید و منبر بے انیس

فاضل مؤلف نے اس تاریخ میں بعض الفاظ کا زبر لیا ہے اور بعض کا بیثینہ
بعض نون و و نون اور مختلف طریقوں سے تاریخ نکالی ہے۔

(الف) طور سینا کا زبر (۳۳۶) بے کا زبر و بیثینہ (۱۳۱) کلیم آمد کا زبر (۱۶۶) و منبر بے انیس کا زبر
و بیثینات (۷۷۵) اور ان سب اعداد کا مجموعہ ۱۲۹۱ اور یہی سال فوت ہے۔

(ب) طور سینا بے کا زبر و بیثینات (۵۸۶) کلیم آمد کا زبر (۱۷۲) منبر کا زبر
و بیثینات (۴۰۰) بے انیس کا زبر (۱۳۳) اور کل اعداد کا مجموعہ (۱۲۹۱) سنہ مطلوب

(ج) طور سینا کا زبر و بیثینات (۵۷۲) بے کلیم آمد کا زبر (۱۸۴) منبر بے کا زبر
و بیثینات (۴۱۴) انیس کا زبر (۱۲۱) کل اعداد کا مجموعہ (۱۲۹۱) سنہ مطلوب

(د) طور سینا کا زبر (۳۳۶) بے کا بیثینات (۲) پہر کلیم آمد کا زبر و بیثینات
(۵۳۲) پہر و منبر کا زبر (۲۹۸) لیا اور پہر بے کا بیثینہ (۲) لیا اور انیس کا زبر
(۱۲۱) شریک کیا تو مجموعہ (۱۲۹۱) ہوا اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

(ه) طور سینا کا زبر (۳۳۶) بے کا بیثینہ (۲) کلیم آمد کا زبر (۱۶۶)
منبر بے کا زبر (۳۰۴) انیس کا بیثینہ (۲۲۷) ان سب اعداد کا مجموعہ (۱۰۳۵)
جو ۱۲۹۱ کا مساوی سال یزدجردی ہے۔

(و) طور سینا کا زبر (۳۳۶) بے کا زبر و بیثینات (۱۴) کلیم آمد کا زبر (۱۶۶)
و کا بیثینہ (۷) منبر کا زبر و بیثینہ (۴۰۰) بے کا بیثینہ (۲) انیس کا زبر (۱۲۱)

ان کل اعداد کا مجموعہ (۱۰۴۶) ہے جو ۹۱۰ ہجری کا مساوی سال ہندسی ہے۔
اب محققین فن انصاف فرمادین کہ کیا یہ تاریخ معمولی چیز ہے ہرگز نہیں۔
سیح یہ ہے کہ اس میں طباعی کو بھی کامل دخل نہیں ہے بلکہ تائید ایزدی اس میں شریک ہے
وہ میرانیس مغفور (صاحب واقعہ) اور مرزا دبیر مرحوم (مؤرخ لاثانی) کی نیک نیتی
کا سبب ہے کہ اون کے لئے انکی استاد می سے ایسی تاریخ لکھی گئی۔ سبحان اللہ شاہ
ایسی تاریخیں کہاں ہوتی ہیں۔ ہم ۳۰ برس سے اس فن کے ساتھ خاص دلچسپی کہتے
ہیں تقریباً ایک ہزار سے زیادہ تاریخیں خود ہم نے لکھیں اور کسی ہزار تاریخیں نقین
اور متاخرین کی ہماری نظر سے گزین ہم کہہ سکتے ہیں کہ اون سب میں یہ تاریخ
اپنی ہی آپ مثال ہے۔ جزاء اللہ فی الآخرة

جن حضرات نے اپنی تالیف میں اس کو بگاڑ کر دکھلایا ہے اونہوں کو اپنی
تالیف کی عزت گہٹائی ہے خدا اونکو بخشے۔

(۲۸) مجمع الصنائع جس مادہ تاریخ میں متعدد صنائع جمع ہوں اوس کا نام مجمع
الصنائع ہے۔ متاخرین سے باقرگیلانی نے اس فن میں اپنے معاصرین پر تفوق
حاصل کیا ہے اور متاخرین نے ان کو امام الجمل کہا ہے آپ نے لغت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم میں ۷۸ تاریخیں مستمع فقرے کہے ہیں جن میں سے ہر ایک حامل
تاریخ جلوس بادشاہ عالمگیر ہے اور ۲۴ شعر کا ایک قصیدہ کہلے جس سے چاہر
پا سنو بارہ تاریخیں حاصل ہوتی ہیں۔

فقرہ ہائے تاریخی میں گیارہ فقرے ایسے ہیں جن میں پہلے فقرہ کے حروف
مساوی ہیں دوسرے فقرہ کے۔

ہم نے قصیدہ متذکرہ کو کتاب ہذا کے حصہ دوم کا عنوان قرار دیا ہے جس
 نواشعائین جینت ہر کہ ہر ایک مصرع میں سنہ مطلوب ہر اور ہر ایک مصرع کے حرفت مجملہ اور ہملہ
 تعداد مساوی ہیں اور عدد کو اعتبار بھی مساوی۔ ہر مصرع کے حروف ہملہ و معجمہ کو کسی
 اور مصرع کے حروف ہملہ و معجمہ کے ساتھ جمع کرنے سے بھی سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے
 صنائع تالیخ کے گزشتہ حصہ میں بعض بعض تاریخین گزری ہیں جن پر مجمع
 الصنائع کی تعریف صادق آتی ہے ہم نے اسی مقام پر اس کا اشارہ بھی کر دیا ہے
 بناءً علیہ اس موقع پر ہم کسی خاص مثیل کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں خیال کرتے
 (۲۹) صنعت بسط | صاحبان لغت نے بسط کے معنی فراخی اور کشادگی کے لکھے ہیں
 لیکن اصل مطلق اہل جبل و جفر و کسیر و غیر ہم میں بسط اوس عمل کا نام ہے جو ایک
 حرف سے دوسرا حرف پیدا کرے۔ صاحب مطلع العلوم و مجمع الفنون نے لکھا ہے
 اور صاحبان معدن الجواہر اور شخص تسلیم نے بھی اس کا ذکر کیا ہے کہ قواعد بسط
 (۳۶۰) میں یعنی صنعت بسط کا استعمال (۳۶۰) طریقہ نویر ہو سکتا ہے لیکن ان اقسام
 کا مکمل بیان نہ مصنفین قدیم نے کیا ہے اور نہ متأخرین سے کسی نے اس کی جانب توجہ
 کی یہی وجہ ہے کہ بعض اہل تحقیق نے اس تعداد کو مبالغہ پر محمول کیا ہے۔ بہر حال
 ہم اس کتاب میں انہیں (۲۸) اقسام کا ذکر کریں گے جو ہم کو تصانیف متعددہ سے
 حاصل ہوئے اور گنتی میں (۲۸) حروف ابجد کے مساوی ہیں۔
 مقدمہ تاریخ ابن خلدون اور شمس المعارف کبریٰ اور جواہر خمسہ و کتاب نقش خاطر
 و معدن الجواہر و کتاب المداخل و شخص تسلیم وغیرہ سے جس قدر اقسام معلوم ہوئے
 ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

صاحبان تحقیق نے بسط کو صنائع تالیخ سے موسوم نہیں کیا ہے بلکہ جہاں کہیں انہوں نے جمل کا ذکر کیا ہے اسی کے ساتھ بسط کا اجمالی یا تفصیلی تذکرہ بھی فرمادیا، صاحب معدن الجواہر نے بسط کے لئے ایک معلق باب قائم فرمایا ہے ہم نے اپنی طرز تزیین اور سادہ بیان اور نیز حقیقت بسط کے لحاظ سے یہی مناسب خیال کیا کہ اس کو صنائع و بدائع تالیخ میں جگہ دیں۔

(الف) بسط کی پہلی قسم بقول صاحب معدن الجواہر بسط عددی ہے۔ اور یہ دو قسم میں تقسیم ہے (۱) بسط عددی حرفی (۲) بسط عددی ترکیبی۔ (۱) بسط عددی حرفی۔ وہ ہے کہ جس کلمہ یا کلمات کو بسط کرنا چاہیں ان کو حروف کو ایک دوسرے سے جدا کریں۔ اور پہر اوں حروف کے اعداد جمل کو لکھیں اور جمع کر لیں اور مجموعہ اعداد سے پہر حروف بناویں۔ اس عمل آخرین کو اہل جمل نے استنطاق کہا ہے۔

پس عمل استنطاق سے جو لفظ حاصل ہوگا وہ نتیجہ ہے بسط عددی حرفی کا مثلاً ہم چاہتے ہیں کہ لفظ حامد پر یہ عمل جاری کریں تو اس کے حروف کو جدا جدا لکھا یعنی ح۔ ا۔ م۔ د۔ پہر ان چاروں حروف کے اعداد ۸۔ ۱۔ ۴۔ ۴۔ کو جمع کیا ۵۳ حاصل ہوئے پہر ۵۳ میں عمل استنطاق کیا تو ۳ سے ج حاصل ہوا۔ اور ۵ سے ۵ پس (ج ۵) بسط عددی حرفی ہے لفظ حامد کی۔ اس قسم کو جمل سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ ہم نے تکمیل بیان کے لئے اس کو ہدیہ ناظرین البتہ بسط عددی کی دوسری قسم سے ہمارا مقصد متعلق ہے۔

(استنطاق کی تعریف) استنطاق زبان عربی کا لفظ ہے جس کے معنی بات کرنا

ہیں۔ اور اصطلاح اہل حمل میں سطر اعداد سے بقاعدہ خاص حروف پیدا کرنے کو استنطاق کہتے ہیں۔ مثلاً (۶۵۲)۔ کا استنطاق ب۔ ہ۔ و۔ ہے۔ اگر درمیان سطر اعداد میں ایک یا کئی صفر واقع ہوں تو صرف دو صفر سے کام لیا جائیگا اور باقی صفر چھوڑ دیئے جائیں گے۔ مثلاً (۲۰۰۶) کا استنطاق۔ و۔ ہ۔ ز۔ ہے۔ اور ۲۰۰۳ کا استنطاق ب۔ ش۔ یعنی عدد ۲ سے ب حاصل ہوگا اور ۳۰۰۰ سے بقاعدہ بالا ایک صفر ترک کر کے ۳۰۰ کا (ش) محسوب ہوا۔ دو سے زیادہ صفر اس لئے ترک کر دیتے ہیں کہ اوس سے کوئی حرف مستقل نہیں حاصل ہو سکتا اگرچہ ایک کے ہندسہ کے ساتھ تین صفر ہونے کی حالت میں اوس سے (غ) حاصل ہو سکتا ہے لیکن چون کہ الف کے درجہ میں (غ) کے سوا کوئی اور حرف نہیں ہے لہذا اصول عام کے لحاظ سے ہی قاعدہ قرار پایا کہ تیسرے صفر سے کام نہ لیں۔ صاحب معدن الجواہر نے اگرچہ لفظ استنطاق کی اصطلاحی تعبیر یہ ہے کہ اگر وہ فرمایا ہے۔ لیکن آپ نے استنطاق کا جو عمل کیا ہے اوس سے یہ بات مترشح ہو کہ آپ نے اعداد کے مراتب کے لحاظ سے حروف حاصل فرمائے ہیں مثلاً ۶۵۲ سے ب۔ ن۔ خ (ب) اس لئے کہ ۲ کا ہندسہ درجہ احاد میں ہے اور ن اسلئے کہ ۵ کا ہندسہ درجہ عشرات میں ہے۔ اور خ اس لئے کہ ۶ کا ہندسہ درجہ مآت میں ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر استنطاق میں مراتب سے کام لیا جاوے تو پہرا استنطاق کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی اعداد حاصلہ گویا حروف متبسطہ کے اعداد ہیں۔ پہرا استنطاق کا طول عمل بے کار اور بے ضرور ٹھہرا۔ اسی طرح آپ نے اعداد ۳۰۰۰ ہزار سے تین غین حاصل فرمائے ہیں

اور ہندسہ ۳۰۰۰۰ میں نہ معلوم آپ کیا عمل فرمائیں گے اس لئے کہ آپ کے اختیار فرمودہ اصول سے تیس غلط حاصل ہونگے اور جب تیس غلط مستطیقہ کے عدد لئے جائیں گے تو وہی ۳۰۰۰۰ ہون گے۔ پس استنطاق کا عمل تحصیل حاصل ٹھہرا۔
ہمارا خیال ہے کہ آپ سے تسامح ہوا ہے اور دیگر محققین نے اس نازک بحث سے سبقت کنارہ کشی کی ہے اور یہ کہیں مناسب نہ تھا اس لئے کہ متعدد صنائع میں استنطاق کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔

پس شائقین فن جمل کو چاہیے کہ ہماری عرض کی ہوئی تعریف کو اچھی طرح ذہن نشین فرمالیں تاکہ عمل میں کوئی غلطی نہ ہونے پائے۔ اور استنطاق کا مطلب فوت نہ ہو۔

پس ہم کو بسط عددی حرفی کی تعریف سے تو صاحب معدن الجواہر کے ساتھ اتفاق ہے لیکن تمثیل کے نتیجہ حاصلہ سے اتفاق نہیں ہے یعنی ہماری رائے میں ۳۵ کا استنطاق ج۔ ۵۔ ہے نہ ج۔ ۳۵۔ جیسا کہ لائق مؤلف موصوف نے لکھا ہے کیونکہ آپ کا عمل تعریف استنطاق کے مفاد ہے۔

اگر یہ سمجھا جائے کہ یہ صنعت صرف ایسے لفظ پر جاری ہو سکتی ہے جس کے اعداد و ہزار کے درجہ سے نہ بڑھیں۔ تو ایسی تخصیص اس تعریف عام سے پیدا نہیں ہوتی جس کو صاحبان فن نے بیان کیا ہے اور یہ ایسے استنطاق سے کوئی نتیجہ حاصل نہ ہوگا۔ یعنی اگر ہم نے لفظ حامد پر یہ صنعت جاری کی اور اس کے اعداد مجموعی (۵۳) کے استنطاق سے لفظ جن حاصل کیا اور یہ لفظ جن سے عدد نایخ میں (۵۳) محسوب کئے تو استنطاقی عمل محض بے کار قرار پایا۔

بنائے علیہ ہماری رائے میں وہی عمل صحیح ہے جس کو اسی تعریف کی بنیاد پر ہم نے کیا ہے پس عمل استنطاق میں ہم کو مراتب اعداد سے کچھ سروکار نہ کرنا چاہیے۔

(۲) بسطِ عددی ترکیبی۔ وہ عمل ہے کہ اعداد کلمہ کو بقاعدہ متذکرہ قسم اول جمع کر کے استنطاق کرنے کے بعد جو حروف حاصل ہوں ان کو پابندی سلسلہ مرکب کر کے لفظ بناوین۔

پس واضح ہو کہ بقول صاحب معدن الجواہر لفظ حامد پر یہ صنعت جاری نہ کر کے اس کے استنطاق سے حروف ج۔ ن۔ حاصل ہوئے اور ان دونوں حروف سے لفظ (جن) مرکب ہوا اور ہماری رائے کے مطابق جس کی صراحت بعض تعریف قسم اول ہوئی ہے حروف مستنطقہ سے لفظ (جہ) حاصل ہوا۔

محققین فن نے جا بجا اپنی تصانیف میں اس کا ذکر تو فرمادیا ہے مگر کنسی ل نے یہ نہ بتایا کہ اس صنعت کا استعمال تاریخی گوئی میں کس طرح ہو سکتا ہے۔

ہم نے بڑی غور کے بعد کئی صورتیں اس کے استعمال کی پیدا کی ہیں جن کو ذیل میں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ اس صنعت کی قسم دوم ایک جملع مؤرخ کو کام لے سکتی ہے یعنی جب روشن خیال مؤرخ کسی واقعہ تعریف پر مرثیہ تاریخی لکھنا چاہے تو وہی صنعت کے ذریعہ سے مادہ تاریخ اور نام مرحوم یا مادہ تاریخ اور اشعار مرثیہ میں تعلق پیدا کر سکتا ہے۔

فرض کرو کہ ابوطالب نام ایک بزرگ کی رحلت سہم ہجری میں واقع ہوئی تھی جس کی تاریخ ہم نے لفظ آہ سے لکھی تو یہ تاریخ صنعت (بسطِ عددی ترکیبی) کہلائیگی اس طرح ہے کہ

ابوطالب کے ۷ حروف ہیں ا - ب - و - ط - ا - ل - ب - اور ان ساتوں حروف کے عدد ۱ - ۲ - ۶ - ۹ - ۱ - ۳ - ۲ - ہیں انکا مجموعہ (۵۱) ہے اور (۵۱) کا استنطاق الف اور ہا - اور ان دونوں حرف کا مجموعہ لفظ آہ ہے اور آہ کے عدد جمل ۶ ہیں جو سنہ وفات کی خبر دیتے ہیں - اسی صنعت میں ہم نے ایک منظوم تاریخ ہدیہ ناظرین کی ہے -

زین جہان واسوسو ملک بقاشد راہی	صائم الدہر ابوطالب فرخندہ صفات
نام مغفور بہ (بسط عددی ترکیبی)	صورت آہ بود حامل تاریخ وفات

اس صنعت پر عمل کرنے کے لئے طباع مؤرخ کو اول مادہ تاریخ لکھ لینا چاہیئے - پہر اس کے حروف جدا جدا قائم کر کے ہر ایک کے ذیل میں اوس حرف کا عدد لکھ دینا چاہیئے اور ان اعداد کو بقاعدہ مقطعہ ترتیبی اعداد اشعار مرثیہ یا قصیدہ کا مجموعہ قرار دینا چاہیئے -

ہم اسی مضمون کو ایک مختصر سی تشبیلی تاریخ کے ذریعہ سے جو ۷۴ ہجری میں لکھی گئی ہے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو -

ایزد از لطف بسید علی ماہ جمین	داد آرام دل راحت جان - نور نگاہ
۳۴۶	۱۲۸۶
سال تاریخ بسط عددی ترکیبی	شد ز اشعار ہمین قطعہ ہویدا چون ماہ
۲۱۰۵	۱۳۰۳

اس قطعہ کے تمام الفاظ میں یہ صنعت جاری کی گئی ہے یعنی مصرع اول کے اعداد (۳۴۶) ہیں - اور مصرع ثانی کے اعداد (۱۲۸۶) - اور مصرع ثالث کے اعداد

(۲۱۰۵) اور مصرع رابع کے اعداد (۱۳۰۳) ان سب کو جمع کیا تو میزان (۵۱۴۰) ہوئی اور ان اعداد کا استنطاق (م-ا-۵) ہے۔ ان تین حروف سے لفظ ماہ حاصل ہوتا ہے اور ماہ کے اعداد (۴۶) ہیں جو مساوی ہیں سنہ تایخ ولادت کے ہم نے پہلے اس ولادت کا مادہ تایخ لفظ ماہ سے حاصل کیا۔ پھر (ماہ) کے حروف کو جدا جدا لکھا۔ م-ا-۵۔ پھر ان حروف کے اعداد کو مقطعہ ترتیبی کے قاعدہ سے۔ ۵۱۴۰۔ اب اس کی فکر کی کہ چار ایسے مصرعے لکھیں جن کے مجموعی اعداد ۵۱۴۰ ہوں۔ پس ہم نے ہر چار مصرعے متذکرہ بالا تصنیف کے جن کے اعداد مجموعی ۵۱۴۰ ہیں تو کہا جا دینگا کہ الفاظ مجموعی ہر چار مصرعے بالاکا (بسط معی ترکیبی) لفظ (ماہ) ہے جس کے عدد ۴۶ سنہ مطلوب کے مساوی ہیں۔ پس مادہ تایخ کو بوجہ صنعت ہذا اشعار بالا کے ساتھ ایک خاص صنعتی تعلق ہے۔

اسی صنعت سے ایک اور کام بھی لیا جاسکتا ہے یعنی ایسے الفاظ جو جن کے اعداد بہت زیادہ ہیں تایخ مطلوب حاصل کی جاسکتی ہے۔

مثلاً ایک شخص سنہ ہجری میں عازم سفر تھا اور مورخ نے اس کی تایخ فائدہ خیر حافظہ لکھی جس کے مجموعی عدد ۱۹۴۶ ہیں جب ان اعداد سے استنطاق کیا گیا تو حروف - و - د - ط - ا - حاصل ہوئے جن کے مجموعی عدد ۲۰ ہیں اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

(ب) بسط کی دوسری قسم کا نام بسط الحروف ہے اور بقول صاحب معدن الجواهر یہ صنعت تلفظ اعداد حروف سے متعلق ہے۔ اس کی تین قسم ہیں۔ قسم اول کا نام زبر ہے اور قسم دوم کا نام بینات اور قسم سوم کا نام زبر و بینات جس کو بسط لفظی

بسط ظاہری بھی کہتے ہیں (انتہی) ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ تو بسط نہیں ہے بلکہ یہ تعینوں
اقسام جمل سے ہیں جن کا بیان جمل صغیر و وسیط و کبیر کے نام سے گزر چکا ہے اور خود
صاحب معدن الجواہر فی ضمن اقسام جمل اس کو لکھ چکے ہیں۔ استادان فن نے اس کو
ایک خاص عمل استنطاق کے لئے بسط میں داخل کیا ہے جیسا کہ صاحب لمخص تسلیم نے
لکھا ہے اس کا اصلی نام بسط عددی ملفوظی ہے یعنی جب حرف کو ملفوظ کر کے اسم
حرف کے اعداد سے بقاعدہ استنطاق دوسرا حرف حاصل کریں تو اس کو بسط
عددی ملفوظی یا بسط الحروف یا بسط لفظی و ظاہری کہتے ہیں۔ مثلاً لفظ واحد سے
(و) لیا جس کا اسم ملفوظ واو ہے اور واو کے اعداد ۱۳ ہیں اور ۱۳ کا استنطاق
ج - ۱۔

پہر (۱) لیا جس کا اسم ملفوظ الف ہے اور الف کے اعداد ۱۱۱ ہیں جس کا
استنطاق تین الف ہے یعنی (۱۱۱)

پہر (ح) لیا جس کا اسم ملفوظ ح ہے اور ح کے اعداد ۹ اور ۹ کا
استنطاق ط ہوا۔

پہر (د) لیا اور د کا اسم ملفوظ دال ہے جس کے اعداد ۳۵ ہیں اور ۳۵
کا استنطاق ۵ - ج۔

اب کل حروف مستنطقہ کو جمع کیا تو ج - ۱ - ۱ - ۱ - ۱ - ۵ - ج - حاصل
ہوئے جن کے مجموعی اعداد ۲۴ ہیں پس لفظ واحد کو بسط عددی ملفوظی کرنے سے
اس کے عدد ۲۴ محسوب ہوئے۔ صاحب معدن الجواہر نے غالباً اسپر غور نہیں فرمایا
آپ کا اجمال بیان اس تفصیل سے ساکت ہے جس کی صراحت اہل فن نے کی ہے۔

جاری ہوئی ہے بدین وجہ کہ تمام صنائع کو تحقیق نے جبل صغیر میں بیان کیا ہو بناؤ
علیہ اس کو ایک خاص نام سے موسوم کر کے داخل جبل صغیر کیا گیا ہے۔

(ج) بسط کی تیسری قسم بسط المربئی ہے جس کو تحقیق فن جبل نے بسط المقوی ہی
کہا ہے پس بعض حروف مطلوب حروف مربیہ و مقویہ سے کام لینے کو بسط المربئی یا
بسط المقوی کہتے ہیں جس میں پابندی مراتب لازمی نہیں ہے جیسا کہ بسط غریزی
میں لازمی ہے۔ اس کتاب کے باب اول میں بذیل بیان الفاظ جبل ہم لکھ آئے ہیں
کہ کون کون حروف ناریہ اور مائئہ اور جوائیہ اور ترابیہ ہیں پس اہل جبل نے حروف
ناریہ کو حروف جوائیہ کا مربئی و مقوی قرار دیا ہے اور حروف جوائیہ کو مربئی و
مقوی ناریہ مانا ہے۔ اسی طرح حروف مائئہ کو مربئی و مقوی حروف ترابیہ مانا ہے
اور ترابیہ کو مربئی و مقوی مائئہ۔

صاحب معدن الجواہر نے اس صنعت کا ذکر فرمایا ہے اور تمثیل میں آپسے
تساح ہوا ہے یعنی تمثیل خلاف تعریف ہے۔

اب ہم چاہتے ہیں کہ لفظ حامد کا (بسط مربئی و مقوی) کریں تو پہلے ہم نے
اس کے حروف جدا جدا لکھے (ح ا م د) پہر ح کو جو مائی ہے بلا لحاظ مرتبہ
ب سے بدلا جو ترابی ہے۔

پہر الف کو جو ناریہ ہے اوسی کے ہم مرتبہ حرف جوائیہ (ج) سے بدلا
اور اسی طرح م کو جو کہ ناریہ ہے بلا لحاظ مرتبہ ق سے بدلا جو جوائیہ ہے
اور د کو جو مائئہ ہے ب سے بدلا اس لئے کہ وہ ترابیہ ہے۔

پس لفظ حامد کا بسط مربئی و مقوی ب ج ق ب ہے جس کے اعداد ہیں

جب کبھی اس صنعت میں تالیخ لکھی جائے تو موئیخ کو ضرور ہر کہ اسکو
ذیل میں ایک نقشہ لکھ دیوے جس میں اس امر کی صراحت رہے کہ کس حرف کے
عوض کو نسا حرف مقوی قرار دیا گیا ہے اور حساب میں محسوب ہوا ہے۔ اس نقشہ
اور صراحت کی ضرورت اس لئے ہے کہ ایک ایک حرف کے عوض سات
حرف ہیں جن میں سے کسی ایک کا تبادلہ اُس حرف کے ساتھ جائز ہے۔
باب اول کی فصل دوم سے ابجد عناصر ملاحظہ ہو تو ہمارا یہ بیان آسانی کے ساتھ
سمجھ میں آوے گا۔

اب ہم ذیل میں دو تاریخن عرض کرتے ہیں (۱) بسط مقوی کی تالیخ ہے
اور (۲) بسط مرئی کی تالیخ۔ (۱) کو ہم نے طبع کتاب کے وقت شریک کر دیا ہے
(۱) تالیخ بسط مقوی جو ہم نے نواب افسر الملک بہادر کسی آئی ٹی کے صاحبزادہ
کے غرقابی کے موقع پر لکھی ہے۔

اگر وہی کہ این زندہ و صد حیف کہ آن
تو پیر کہن سالہ بمانی و جوان مرد
تن زندہ بگورست اگر جان جهان مرد
ہیہیات چہ افتادند انم کہ چسان مرد
زین حادثہ استاد شناسی نتوان مرد
آن راز نہفتہ کہ تہ آب نہان مرد
کشتی بشرش آمدوزین بار گران مرد
غربت بسفر داشت کہ بر تاب وتوان مرد

او غرق تہ آب شد و غرق غمش ما
اگر ما در فرزند کش از دست تو فریاد
جان بود مگر زندگی جسم جهان را
استاد شناسا بود و کندش مددی کرد
اگر سلسلہ جنیان قضا دست تو کوتاہ
ای کا تب تقدیر چرا فاش نکروی
داد از ستم دور سبک سیری فلک
حیف احر فلک سفلہ کہ دستش نگرقتی

ز انسان که چراغ سحری وقت اذان مرد که حکم قضا چاره نپیدا است اذان مرد این ماتم سخت است که گویند جوان مرد	جیفت اگر شمع میرد سر مغرب خاموش و لا نوحه بفریاد رویت شد مصرع سعدی سبب مقوی
---	---

نقشه تباده حروف مقوی
(تشریح)

حروف اصلی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰
نتیجه بسط مقوی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰

حروف اصلی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰
نتیجه بسط مقوی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰

میزان اعداد حروف (نتیجه بسط مقوی) ۱۳۲۶ اربعی

تایرخ (۲) بصنعت بسط مربی طبعزادیکه از شعراے دکن

مریخ از من اے دوست الحق مری

برادر زنت حق مارا گرفت

مریخی بیار و مریخی بخور

به بسط مربی نوشتم سفش

(تشریح)

حروف اصلی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
نتیجہ بسط مبرئی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
اعداد	۱۰۰	۵۰	۸	۸	۸	۸	۲۰	۵۰

حروف اصلی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
نتیجہ بسط مبرئی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
اعداد	۱۰۰	۵۰	۸	۸	۸	۲۰	۵۰	۱۲۸۴

(۱) بسط غریزی - بسط کی چوتھی قسم ہے۔ حروف ناریہ و ہوائیہ کا ایک دوسرے کے ساتھ بدرجہ مساوی بلحاظ مراتب تبادلیہ حروف مائیہ و تراپیہ کو باہم دیگر بلحاظ مراتب مساوی درجہ میں بدلنے کا نام بسط غریزی ہے صنعت ماضیہ اور صنعت میں فرق اسی قدر ہے کہ اس میں مدایح و مراتب کی پابندی مشروط ہو اور اس میں من مانے عمل کیا جاتا ہے۔

(مثال بسط غریزی) اگر ہم چاہیں کہ لفظ (حامد) پر بسط غریزی کا عمل کریں تو اس کے حروف جدا جدا لکھیں ح ا م د پس (ح) کو جو مائی ہے اور دوسرے مرتبہ میں واقع ہے (و) سے بدلیں جو خاکی ہے اور جس کا مرتبہ بھی دوسرا ہے پہر (ا) کو جو ناری ہے اور مرتبہ اول میں واقع ہے (ج) کے ساتھ بدلیں جو ہوائی اور مرتبہ اول ہی میں ہے۔

اسی طرح (م) کو جو نامی ہے اور مرتبہ چہارم میں واقع ہے (س) بدلیں جو ہوئی ہے اور اسی مرتبہ چہارم کا حرف ہے۔

علیٰ ہذا (د) کو جو نامی ہے اور مرتبہ اول میں ہے (ب) کے ساتھ بدلیں جو تریبی ہے اور اسی مرتبہ اول میں ہے۔

اس عمل کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لفظ حامد کا بسط غریزی (و حسب) ہو جائیگا جس کے عدد ۱۷ ہیں۔

جہاں تک ہم نے غور کیا ہے اہل جمل نے اس صنعت کو ایک خاص غرض کے لئے ایجاد کیا ہے وہ یہ ہے کہ مورخ کو اعداد حروف کے برابر کرنے میں زیادہ گنجائش حاصل ہو۔

اسی صنعت کی مثال میں ہم تاریخ ذیل کو ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جو کسطنطنیہ مورخ کی کتاب میں

جفر آباد تھا جن کے کرم سے
کسی ابلیس کو مارا قلم سے
کوئی زندہ ہوا حضرت کے دم سے
گرے بیت الخلاء میں آپ وہم سے
چڑھائے بیٹ بار ایک دم سے
کہ لڑٹی پر یزادون کی غم سے
ہوئی فرمائش تاریخ ہم سے
ابھی بخشد ہے اپنے کرم سے

ابھی بخش - شیخ وفق و دعوت
کسی شیطان کو شیشہ میں اتارا
فلیتہ سے کیا مصنون کسی کو
گرا فالج تو سمجھے چڑھ گیا بہوت
مریدوں نے کئے لاکھوں اتارے
شیاطین کو ہوئی بے حد مسرت
غرض ناچار دنیا سے سد مارے
کہا بسط غریزی میں رسا نے

(نوٹ) مادہ تاریخ میں علاوہ صنعت بسط غریزی کے صنعت جمع بھی ہے۔

اس مادہ کے عدد معمولی شمار سے ۱۳۵۵ ہیں مگر ضعت بسط غریزی سے ۱۳۲۲ اور یہی سنہ مطلوب ہے۔
(تشریح)

حروف اصلی	ا	ل	ه	می	ب	خ	ش	د	می
نتیجہ بسط غریزی	ج	می	ز	ل	د	ت	ث	ب	ل
اعداد	۳	۱۰	۷	۳۰	۴	۴۰۰	۵۰۰	۲	۳۰

حروف اصلی	ا	پ	ن	می	ک	ر	م	س	ی
نتیجہ بسط غریزی	ج	د	ع	ل	ط	ص	س	م	ل
اعداد	۳	۴	۷۰	۳۰	۹	۹۰	۶۰	۴۰	۳۰

میزان اعداد (نتیجہ بسط غریزی) ۱۳۲۲ھ

نقشہ بالا کے ملاحظہ سے روشن ہوگا کہ مادہ تیانخ کے حروف میں بلحاظ مراتب۔
ناریہ کا تبادلہ ہوائیہ سے یا ہوائیہ کا ناریہ سے اور مائیہ کا تبادلہ تراہیہ سے یا تراہیہ کا
مائیہ سے ہوا ہے۔ اور دستور العمل میں وہی نقشہ ہے جو باب اول کے بیان الفاظ
اجل میں ابجد عناصر پر گزرا ہے گویا وہ اس عمل کی جہت سے ہے۔

(۵) بسط ترفع عددی۔ بسط کی پانچویں قسم ہے۔ بسط ترفع عددی

مراد عدد حروف کا اپنے درجہ اور مرتبہ سے درجہ و مرتبہ اعلیٰ میں ترقی کرنا ہے یعنی

اگر ایک حرف کا عدد درجہ احاد کا ہے تو اس کو درجہ عشرات کے اسی مرتبہ میں ترقی دین جس مرتبہ میں وہ احاد میں تھا اور اگر اس کا عدد درجہ عشرات کا ہے تو اس کو اسی مرتبہ کے درجہ مات میں لے جاوین اسی طرح اگر اس کا عدد درجہ مات کا ہے تو اس کو الف کے اسی مرتبہ میں پہنچا دین محققین فن نے اسی کو بسط مرتبہ بھی لکھا ہے اور اس بسط کے لئے ابجد ترقی سے کام لیا ہے جس کو ہم نے بالذیل میں بذیل الفاظ جمل بیان کیا ہے اور ایک خاص نقشہ کے ذریعہ سے مراتب اور مدارج کو دکھلایا ہے۔

صاحب مخص تسلیم اور معدن الجواہر نے اس صنعت کا ذکر فرمایا ہے۔
پس اگر ہم الف کو بسط ترقی عددی کریں تو (ی) ہو جاوے گا اور اس کا عدد ا کے عوض ۱۰ ہو جاوے گا اسی طرح اگر ای کو بسط ترقی عددی کریں تو (ق) ہو جاوے گا اور اس کے عدد ۱۰۰ محسوب ہوں گے۔ علیٰ ہذا (ق) کا بسط ترقی عددی ہونے سے (غ) ہو جاوے گا اور اس کے عدد ۱۰۰۰ محسوب ہوں گے۔

(تمثیل) اگر ہم لفظ حامد کا بسط ترقی عددی کریں جس کے عدد اس وقت ۳۷ ہیں تو ح - ف - سے بدل جاوے گی اور الف - ی - سے اور میم - ت - سے اور ذال - م - سے۔ پس (حامد) کے عدد ۵۳۰ ہو جاوین گے۔

تایخ میں اس صنعت کا استعمال اعداد حروف کو دہ گونہ کر دیتا ہے اور سادہ طریقہ پر جس قدر عدد مادہ تایخ کے حاصل ہوتے ہیں وہ اس صنعت میں دہ گونہ بڑھ جاتے ہیں۔

ہم تایخ ذیل کو جو اسی صنعت میں لکھی گئی ہے تمثیلاً یہیہ ناظرین کرتے ہیں۔

لیج تعمیر مکان مولف در غریز باغ طبع زاد مولف کتاب

اک مختصر مکان کی تعمیر ہم نے کی	چھوٹا سا خانہ باغ بھی جس میں پر بہار
بسط ترغ عدد می سے کہو ولا	فصل کا سنہ غریز ولا سے ہے اشکا

(تشریح)

حروف اصلی	ع	ز	ی	ز	و	ل	ا	
بسط ترغ	ذ	ع	ق	ع	س	ش	می	
اعداد	۷۰۰	۷۰	۱۰۰	۷۰	۶۰	۳۰۰	۱۰	۱۳۱۰

(نوٹ) ہمارا نام احمد عبدالعزیز اور ہمارا خطاب غریز جنگ اور ہمارا تخلص ولا ہے اور لفظ ولا انگریزی میں اوس مکان کو کہتے ہیں کہ جو باغ کے ساتھ وسیع زمین واقع ہو۔

پس شائقین فنِ جمل اس تالیج کی خوبی کو خود سمجھ سکتے ہیں۔

(و) (بسط ترغ حرفی)۔ بسط کی چھٹی قسم ہے۔ اسجد نوحی کے ایک حرف کو اوس کے مابعد کے حرف سے بدلنے کا نام بسط ترغ حرفی ہے۔ اگر ہم چاہیں کہ لفظ حامد میں بسط ترغ حرفی کریں تو ح کو ط سے بدلین گے اور آلف کو ب سے اور تم کو تن سے اور د کو ہ سے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ حامد کے ۵۳ عدد اس صنعت کے بعد ۶۶ ہو جاویں گے۔ صاحبان معدن الجواہر و مخلص تسلیم نے اس کا اجمالی تذکرہ فرمایا ہے۔ صاحب مخلص تسلیم نے لکھا ہے کہ ترغ حرفی بدل کر دن حرف ست بحر ماقبلش۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ آپ سے بیان لغز

میں سماع ہوا ہے یہ تعریف تنزل حرفی کی ہے جس کا بیان آگے آدے گا۔
ترفع حرفی میں ایک حرف کا حرف مابعد سے تبادلہ ہونا چاہیئے نہ ماقبل سے۔
اس صنعت میں ہم نے ایک تالیف لکھی ہے جو مثیلاً ذیل میں عرض کرتے ہیں۔

رحمت اللہ خان نام آور	ساخت حوضہ نمونہ صنعت
شند بہ بسط ترفع حرفی	سال تالیف چشمہ رحمت ۱۳۱۹

(تشریح)

حروف اصلی ماوہ	ج	ش	م	ہ	ر	ح	م	ت	میزان
حروف بعد بسط ترفع حرفی	د	ت	ن	و	ش	ط	ن	ث	
اعداد	۴	۴۰۰	۵۰	۶	۳۰۰	۹	۵۰	۵۰۰	۱۳۱۹

(۲) بسط ترفع طبعی۔ بسط کی ساتوین قسم کا نام ہے۔ حروف کو بحسب طبیعت ترقی دینے کا نام بسط ترفع حرفی ہے۔ یعنی حروف مائتہ کو ہوائیہ سے بدلا جا کر اور حروف ہوائیہ کو تراپیہ سے اور حروف تراپیہ کو ناریہ سے۔ اس عمل میں حروف ناریہ بحال خود رہیں گے۔ اس لئے کہ ناریہ سے زیادہ عالی درجہ نہیں ہے جس میں اس کا ترفع ہو سکے۔ باب اول کی پہلی فصل میں بذیل الفاظ جمل جو نقشہ ابجد عناصر کا گزرا ہے اس کے معاینہ سے معلوم ہو گا کہ سب سے آخری درجہ حروف مائتہ کا ہے اور اس سے بالاتر حروف ہوائیہ کا اور اس سے بالاتر حروف تراپیہ اور اس سے بلند تر درجہ میں حروف ناریہ۔

مثلاً اگر لفظ حامد کو بسط ترفع طبعی کرنا چاہیں تو (ح) کو جو مائتہ ہوا ہے اس کے

ہم رتبہ بالا تر درجہ ہوائی مین (ز) سے بدلیں اور (ا-م) کو بحال خود رکھیں اس لئے کہ دونوں نار یہ ہیں اور نار یہ کے ترفع کے لئے کوئی بالاتر درجہ نہیں ہے پھر (د) کو جو مائیک مرتبہ اول ہے اس کے درجہ بالامین (ج) سے بدلیں جس کا مرتبہ ہوائیہ مین اول ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اس عمل سے لفظ حامد کا بسط ترفع طبعی زام ج ہوا جس کے عدد ۵۱ ہیں پس اس صنعت کا نتیجہ ہر کہ جب ہم نے لفظ حامد کا استعمال کیا جس کے عدد اصلی ۵۳ ہیں تو اس صنعت کی وجہ سے اس کے عدد ۵۱ محسوب ہوئے۔

بعض محققین نے اس صنعت کے متعلق کہا ہے کہ اربعہ عناصر میں سب سے پہلا اور فائق درجہ نار یہ کا ہے اور اس کے بعد ہوائیہ کا اور پھر مائیک کا اور سب سے آخر ترا بیہ کا پس بسط ترفع طبعی مین حروف ترا بیہ کو مائیک سے بدلنا چاہئے اور مائیک کو ہوائیہ سے اور ہوائیہ کو نار یہ سے اور نار یہ حروف بحال خود قائم رہیں گے۔ صاحب معدن الجواہر نے بھی اسی سلسلہ کو بیان فرمایا ہے۔ صاحب لمخص تسلیم بھی اسی کے ساتھ متفق ہیں۔ نقض متذکرہ الفاظ حمل میں جو ترتیب قائم ہوئی ہے وہ باعتبار خاص ہے۔

ہم کو بھی محققین بالا سے اتفاق ہے۔ ہم نے اس صنعت میں ایک تاریخ لکھی ہے جس کو مثیلاً ذیل میں عرض کرتے ہیں۔

ہجرت کی ۹۱۵ اعظ نے	افسوس و کن سے چلے واعظ
لو بسط ترفع طبعی سے	تاریخ سفر ہے خدا حافظ

(تشریح)

حرف لفظ خدا	خ	د	ا	ح	ا	ف	ظ	میزان
حروف بعد بسط	ث	ج	ا	ز	ا	ف	ذ	
ترفع طبعی	۵۰۰	۳	۱	۷	۱	۸۰	۷۰۰	۱۲۹۲
اعداد								

الفاظِ خدا حافظ کے حقیقی اعداد ۱۵۹۲ تھے لیکن بسط ترفع طبعی کر کے اس کے اعداد ۱۲۹۲ ہو گئے اور یہی سنہ مطلوب ہے۔
(ح) بسط کی آٹھویں قسم بسط ترفع بالطبع ہے۔ یہ اس عمل کا نام ہے کہ ہم ایک طبیعت کے حروف سے ایک حرف کو اسی طبیعت کے بلند مرتبہ حرف کرنا بد لین یعنی اس کو ترقی دین۔

ملاحظہ ہو نقشہ متعلقہ ابجد عناصر مندرجہ فضل دوم باب اول جس میں حروفِ ناریہ - ا - ہ - ط - م - ف - ش - ذ - ہین - اگر ہم کو الف کا ترفع بالطبع مقصود ہو تو اُس کو ہ سے بد لین گے۔ جس کا درجہ باعتبار اعداد الف سے فائق ہے اسی طرح ہ کو ط سے بد لین گے اور ط کو م سے اور م کو ف سے اور ف کو ش سے اور ش کو ذ سے۔

پس اگر ہم لفظ حامد کا بسط ترفع بالطبع چاہیں تو ح - ل - ہین لگائی اور الف - ہ سے اور م - ف سے اور - د - ح سے۔

اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ لفظ حامد کے عدد جو ۵۳ تھے اس عمل کر کے ۱۲۳ ہو جائیں گے۔ تاریخ ذیل اسی صنعت کی مثال ہے۔

رسالہ ایست کہ تعلیم را بدو موضوع	بین یہ نسخہ نادر بعض طبعیات
رقم زودہ سنہ طبعش صحیفہ مطبوع	صنعت بسط ترفع بالطبع
۱۱۲۵	

اور حروفِ ازواج بحال خود قائم رہیں گے۔ حروفِ ازواج وہ ہیں جو
اوتار کے سوا ہوں۔ جن کا بیان آگے آوے گا۔

مثلاً لفظ حامد کا بسط ترفع اوتار ح ج م د ہے۔ حرفِ اول
بحال خود رہا اس لئے کہ اوتار سے خارج ہے۔ اور الف کو ج سے بدلا اس
لئے کہ الف سے فائق درجہ جیم کا ہے اور م اور د بحال خود رہے اس لئے کہ
دونوں اوتار نہیں ہیں۔ نتیجہ اس عمل کا یہ ہوا کہ حامد کے عدد جو ۵۳ تھے بعد
اس عمل کے ۵۵ ہو گئے۔

ہم تا یخ ذیل مثیلاً عرض کرتے ہیں جو اسی صنعت میں لکھی گئی ہے۔

گشت تعمیری سبحی د عالی	باید گفت امری ولا تا یخ
من بصر ترفع اوتار	گفتش خانہ خدا تا یخ

(تشریح)

حروف اصلی	خ	ا	ن	ہ	خ	د	ا	میزان
حروف بعد ترفع اوتار	خ	ج	ع	ز	خ	د	ج	
اعداد	۶۰۰	۳	۷۰	۷	۶۰۰	۴	۳	۱۲۸۷

نقشہ بالا میں خ۔ د۔ دونوں بحال خود رہے اس لئے کہ وہ حروفِ اوتار
نہیں ہیں بلکہ ازواج ہیں اور ا۔ ج سے بدلا اور ن کے عوض ع محسوب
ہوا۔ اسی طرح ہ کے عوض ز اور پیرا کے عوض ج۔ اس صنعت کی وجہ
الفاظ خانہ خدا کے اعداد اصلی جو ۱۲۶۱ تھے۔ ۱۲۸۷ ہو گئے اور یہی سنہ
مطلوب ہے۔

(۵) بسط ترفع ازواج - وسوین قسم ہے بسط کی۔ ازواج۔ زبان عربی میں زوج کی جمع۔ اور زوج۔ وتر کا ضد ہے جو اعداد و طاق نہیں ہیں بلکہ جفت ہیں اور ان کے حروف کو ہر مرتبہ میں ترقی دینے کا نام بسط ترفع ازواج ہے۔ اعداد ازواج۔ ۲-۴-۶-۸- ہیں۔ اور حروف آحاد میں ب۔ د۔ و۔ ح۔ اور عشرات میں حروف۔ ک۔ م۔ س۔ ف۔ اور مات میں حروف۔ ر۔ ت۔ خ۔ ض۔ حروف ازواج سے موسوم ہیں۔

پس ترفع ازواج اس عمل کا نام ہے کہ آحاد میں ب کے عوض د لین اور د کے عوض و۔ اور و کے عوض ح۔ اور ح کے عوض ر لین گئی اس لئے کہ اس سے زیادہ آحاد میں کسی زوج کا درجہ نہیں ہے۔

اسی طرح عشرات میں حرف ازواج کا شمار ک کے عوض م اور م کے عوض س اور س کے عوض ف اور ف کے عوض ر بحال خود رہے گی۔ اس لئے کہ عشرات میں ف سے فائق کوئی حرف زوج نہیں ہے۔

علیٰ ہذا مات میں حروف ازواج کا شمار ر کے عوض ت اور ت کے عوض خ اور خ کے عوض ض۔ اور ض بحال خود قائم رہے گا اس لئے کہ مات میں ض سے فائق کوئی زوج نہیں ہے۔

اور الف میں غ اس لئے بحال خود رہے گا کہ اس ازواج کو کوئی تعلق نہیں ہے۔

اور اس عمل میں اور تمام اقارب بحال خود رہیں گے اسی طرح جس طرح صنعت ماضیہ میں تمام ازواج بحال خود رہتے۔

اب ہم لفظ حامد کا بسط ترفع ازواج کرتے ہیں۔ ح۔ بحال خود ہے۔ کیونکہ احاد میں اس کا درجہ سب سے عالی ہے۔ اور (الف) بھی بحال خود چھوڑا گیا کیونکہ اوتار سے ہے اور (م) حسب قاعدہ بالاس سے بد لا گیا۔ د۔ و ہو گئی حاصل یہ ہوا کہ لفظ حامد کے عدد جو ۵۳ تھے اس صنعت سے ۷۵ ہو گئی۔ مندرجہ ذیل تاریخ ایک مشہور شادی کے متعلق کسی نے اسی صنعت میں لکھی ہے

حکمت اسد خان طبیب دکن	بقدم عروس شد خوش حال
من بہ بسط ترفع ازواج	کہ خدا شد حکیم گفتم سال

نقشہ ذیل سے مادہ تاریخ میں صنعت کا عمل ظاہر ہوتا ہے۔

حروف اصل مادہ تاریخ	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
حروف بعد بسط	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
ترفع ازواج	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲

بعض ائمہ جمل نو لکھا ہے کہ ایک ہی تاریخ میں بسط ترفع اوتار و ازواج ہو سکتا ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ اس کی کیا تخصیص ہے ایک ہی تاریخ میں متعدد صنائع ہو کام جا سکتا (ک) صاحب مفتاح الاستخراج نے فرمایا ہے کہ بسط تنزل ہی تاریخ کی ایک صنعت صاحب معدن الجواہر نے لکھا ہے کہ اس کی چار قسم ہیں (۱) بسط تنزل حدی (۲) بسط تنزل حرفی (۳) بسط تنزل طبعی (۴) بسط تنزل بالطبع۔ اور یہ برعکس ہے بسط ترفع کے۔ آپ نے اپنے اس بیان کو اس عبارت پر ختم فرمایا ہے قس علی ذلک فی کل الامثلة لان العاقل تکفیه الاشارة۔ یعنی تمام امثلہ

مین اسی پر قیاس کر لو بدین وجہ کہ عاقل کو اشارہ کافی ہے۔ پہر آپ ہی کا قول ہے کہ بسط تنزل اوتار و بسط تنزل از واج بھی ایک قسم ہے جس کو صاحب مفتح الاستخراج نے لکھا ہے من اراد الاطلاع علیہ فلیرجع الیہ یعنی جو شخص اسکو معلوم کرنا چاہے پس رجوع کرے اس کی جانب۔ ہم نے اس کے بیان کو کتاب محول علیہ میں بھی غیر صریح پایا لہذا یہی مناسب خیال کیا کہ اپنے طرز کے مطابق ایک قسم کا بیان صراحت کے ساتھ کر کے آگے بڑھیں۔

پس بسط تنزل عددی بسط کی گیارہوین قسم ہے۔ اس سے مراد عدد حرف کا اپنے درجہ اور مرتبہ سے درجہ و مرتبہ ادنیٰ میں تنزل پانا ہے یعنی اگر ایک حرف کا عدد درجہ آحاد کا ہے تو اس کا تنزل نہ ہو سکے گا اس لئے کہ آحاد سے کمتر کوئی درجہ نہیں ہے۔

لیکن اگر وہ عدد حرف جس کا تنزل مقصود ہے عشرات کا عدد ہے تو اس کا تنزل درجہ آحاد میں بلحاظ مرتبہ ہو سکیگا جیسے کاف کے عدد کا مرتبہ درجہ عشرات میں دوسرا ہے تو اس کا تبادلہ تنزلی درجہ آحاد میں ب کے عدد کے ساتھ ہوگا اس لئے کہ ب کا مرتبہ بھی درجہ آحاد میں دوسرا ہے۔

اسی طرح آت کا تنزل عشرات کے درجہ میں بلحاظ مرتبہ اور آلف کا تنزل درجہ آت کے پہلے مرتبہ میں۔

مثلاً (غ) کے عدد کا تبادلہ تنزلی ق کے عدد کے ساتھ۔

پس اگر ہم لفظ زید میں بسط تنزل عددی کرنا چاہیں تو ز کا عدد بحال خود رہے گا اس لئے کہ وہ خود درجہ آحاد کا عدد ہے۔ اور سی کا عدد ۱۰ وجود ہے

عشرات کے مرتبہ اول کا عدد ہے درجہ احاد کے مرتبہ اول یعنی الف کے عدد کے ساتھ بدل کر بعض ۱۰ کے (۱۱) پر بجائے گا۔ اور وال کا عدد (۴) بحال خود پر بیگا اس لئے کہ وہ بھی درجہ احاد کا ہے۔ جیسا کہ پہلے حرف کا عدد۔ پس اس عمل کا نتیجہ یہ ہوگا کہ زید کے مجموعی اعداد (۲۱) اس صفت سے (۱۲) ہو جائیں گے۔ تاریخ ذیل اسی صفت میں لکھی گئی ہے جو ایک خمسہ جو کا آخری بند ہے مصنف تاریخ سے ہم آگاہ نہیں ہیں۔ (ع) متاع نیک ہر دکان کہ باشد تو

خدمت گہلی تو ظلم بڑا ہمارے سے غفب	تخوہ کم ہوئی تو زیادہ ہوئی طلب
بسط تنزل عددی کا ہے یہ سبب	خمسہ کا بند داخل تاریخ سب کا سبب

سچ ہے حرام زاد کی رشتی دراز ہے

اس سالم بند کے حروف میں بسط تنزل عددی کرنے سے مسئلہ ہجرے حاصل ہوتا ہے۔ (تشریح)

مصرع اول

حروف	خ	د	م	ت	گ	ہ	ٹ	ی	ت	و	ظ	ل	م
اعداد	۶۰۰	۴	۴۰	۴۰۰	۲۰	۵	۴۰۰	۱۰	۴۰۰	۶	۹۰۰	۳۰	۴۰
تنزل عددی	۶۰	۴	۴۰	۴۰	۲	۵	۴۰	۱	۴۰	۶	۹۰	۳	۴

حروف	ب	ٹ	ہ	ا	۵	ا	ے	ر	ے	غ	ض	ب
اعداد	۲	۲۰۰	۵	۱	۵	۱	۱۰	۲۰۰	۱۰	۱۰۰۰	۸۰۰	۲
تنزل عددی	۲	۲۰	۵	۱	۵	۱	۱	۲۰	۱	۱۰۰	۸۰	۲

(۵۳۷)

میزان اعداد خانہ سوم مصرع اول

مصرعہ چہام

خ	ا	د	د	ن	ب	ا	ک	ه	س	م	خ	حروف
۶۰۰	۱	۴	۴	۵۰	۲	۱	۲۰	۵	۶۰	۴۰	۶۰۰	اعداد
۶۰	۱	۴	۴	۵	۲	۱	۲	۵	۶	۴	۶۰	تنزل عددی

حروف ل ت ا ر می خ س

۲	۶۰	۱	۲۰	۲	۶۰	۶۰۰	۱۰	۲۰۰	۱	۲۰۰	۳	اعداد
۲	۶	۱	۲	۲	۶	۶۰	۱	۲۰	۱	۲۰	۳	تقریر عددی

میزان اعداد خانه سوم مصرع چهارم (۲۹۸)

مصرع مخم

حروف	س	ج	ه	ی	ح	ر	ا	م	ز	ا	د	ی
اعداد	۶۰	۳	۵	۱۰	۸	۲۰۰	۱	۴۰	۷	۱	۴	۱۰
تثنی عدوی	۶	۳	۵	۱	۸	۲۰	۱	۴	۷	۱	۴	۱

حروف	ک	س	ر	س	م	د	ر
------	---	---	---	---	---	---	---

	۱۰	۵	۷	۱	۲۰۰	۳	۱۰	۶۰	۲۰۰	۱۰	۳۰	اعداد
	۱	۵	۷	۱	۲۰	۳	۱	۶	۲۰	۱	۳	مقتدر عددی

میزان اعداد خانہ سوم مصرع پنجم (۱۲۹) عدد بزرگ ۱۳۰۲۱۳۰۲

(ل) بسط تنزل حرفی۔ بسط کی بارہویں قسم ہے اور یکس ہے بسط ترشح فی کما یعنی ابجد نوحی کے ایک حرف کو اس کے ماقبل کے حرف سے بدلنے کو بسط تنزل حرفی کہتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ ہر ایک حرف کے ماقبل کا حرف باعزت بار عدد مابعد سے کم رتبہ رکھتا ہے۔ اسی سے اس قسم کی وجہ تسمیہ ظاہر ہوتی ہے۔ اس صنعت میں الف بحال خود رہتا ہے اس لئے کہ اس سے کم مرتبہ کا کوئی حرف نہیں ہے جس کے ساتھ اس کا تنزل ہو سکے۔

پس اگر لفظ بکر کا بسط تنزل حرفی کریں تو ب۔ الف سے بدلی جائیگی اور کاف سے اور ر۔ ق سے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لفظ بکر کے اعداد بعض ۲۲ کے ۱۱۱ رہ جائیں گے۔ اس طرح لفظ حامد میں ح۔ ز۔ سے بدلی جائیگی اور الف بحال خود رہے گا اس لئے کہ اس سے کم رتبہ کا کوئی حرف نہیں ہے۔ اور م۔ ل سے بدلا جاوے گا اور د کی جگہ ج قائم ہوگا۔ پس لفظ حامد کے اعداد مجموعی جو فی تحقیق ۵۳ تھے اس قاعدہ سے ۴۱ رہ جائیں گے۔

تاریخ ذیل اسی صنعت میں لکھی گئی ہے۔

فضل حق نے بچا لیا اون کو	رہ گیا سارا طمطراق یہاں
ہوا سال تنزل حرفی	گرے گھوڑے سے برکت اسد خان

حروف اصلی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
نتیجہ بسط تنزل حرفی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
اعداد	۱۰	۱۰۰	۹	۱۰	۴	۵	۱۰۰	۹	۵۰	۱

۱۔ فضل حق خادم خاص کا نام تھا۔ جس نے آقا کو گرتے ہوئے تہام دیا تھا۔

حروف اصلی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
نتیجہ بسط تنزل حرفی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
اعداد	۱۰۰	۱۰	۳۰	۱	۲۰	۲	۵۰۰	۱	۲۰	۱۳۰۳

(م) بسط تنزل طبعی۔ یہ اقسام بسط کی تیرہویں قسم ہے۔ یہ وہ ہے کہ حرف نار یہ کو ہوائیہ کے ساتھ اور ہوائیہ کو مائیہ کے ساتھ اور مائیہ کو ترا بیہ کے ساتھ تنزل کیا جائے یعنی بدلا جائے۔

ہم نے بسط ترقع طبعی میں بیان کیا ہے کہ سب سے بڑا درجہ نار یہ کا ہے اور پھر ہوائیہ کا اور اس کے بعد مائیہ کا پھر ترا بیہ کا۔ پس بڑے درجہ کا حرف کو اس سے کم درجہ کے حرف کے ساتھ بدلنے کا نام بسط تنزل طبعی ہے۔ اس عمل میں حروف ترا بیہ کسی اور حرف کے ساتھ بدلے نہ جاویں گے بلکہ بحال خود درمیں گواہی کہ ترا بیہ سے کم درجہ کوئی نہیں ہے یعنی ترقع میں نار یہ کے ساتھ جو عمل تھا وہی عمل تنزل میں ترا بیہ کے ساتھ ہے۔

مثلاً ہم نے چاہا کہ لفظ خالد میں بسط تنزل طبعی کریں تو (خ) جو کہ آبیہ میں چھٹے مرتبہ کا حرف ہے خاکبہ کے اسی مرتبہ کے حرف (ت) کے ساتھ بدلا جائے گا۔ اور (الف) جو نار یہ کے پہلے مرتبہ کا حرف ہے (ج) ہوائیہ کے پہلی مرتبہ کے حرف سے بدلے گا۔ اسی طرح (ل) جو آبیہ کے تیسرے مرتبہ کا حرف ہے (ی) سے تبدیل ہوگا اس لئے کہ خاکبہ میں (ی) کا مرتبہ بھی تیسرا ہی ہے۔ اور علیٰ ہذا القیاس (د) کا تبادلہ اور تنزل (ب) سے ہوگا۔

اس عمل سے حاصل یہ ہوگا کہ خالد کے عدد حقیقی ۶۳۵ صرف ۲۱۵ رہ جائیگا

تایخ ذیل اسی صنعت میں پائی گئی ہے۔

وہ زور و شور اب نہیں باقی رہا جتا	خدمت جو آج ہاتھ سے ان کے نکل گئی
وہ تخت و غرور کہاں اور یہ انکسار	آثار اس کے ہیں کہ طبیعت سنبھل گئی
لپٹے رہیں وہ ہم کو کسی سے ہو کیا غرض	شکر خدا کہ کالی بلا سر سے ٹل گئی
کہو تو آتزل طبعی سے اس کا سال	بگڑی ہو تو صاف طبیعت بدل گئی

حروف اصل	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
حروف بعد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
بسط تنزل طبعی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
اعداد	۲	۳۰	۹۰	۱۰	۷	۳	۲۰	۶۰	۳	۱۰۰	۲۰	۱۰۰

حروف اصل	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
حروف بعد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
بسط تنزل طبعی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
اعداد	۲	۱۰	۵۰	۲۰۰	۲	۲	۱۰	۳۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۲۹۳

(ن) بسط تنزل بالطبع۔ اقسام بسط کی چودہویں قسم ہے۔ ایک ہی طبیعت کے حروف میں ایک حرف کا تنزل حرف ماقبل کے ساتھ کرنے کو بسط تنزل بالطبع کہتے ہیں۔
نقشہ متعلقہ ابجد عناصر مندرجہ الفاظ جمل مندرجہ فصل ۲ باب اول کے دیکھنے سے واضح ہو گا کہ ا ہ ط م ف ش ز حروف ناری ہیں پس ہ کا تنزل الف کے ساتھ اور ط کا تنزل ہ کے ساتھ اور م کا تنزل ط کے ساتھ

اور ف کا تنزل م کے ساتھ اور ش کا تنزل ف کے ساتھ اور ذ کا تنزل ش کے ساتھ ہو سکتا ہے اور الف کا تنزل اس لئے نہ ہو سکے گا کہ اس سے کم درجہ کوئی حرف - حروف - حروف - تاریہ میں نہیں ہے -

پس اگر ہم چاہیں کہ لفظ ہاشم کا بسط تنزل بالطبع کریں تو ہ کو الف کے ساتھ بدلین گے اور الف بحال خود رہے گا اور ش کا تبادلہ ف کے ساتھ ہو گا اور م کو ط سے بدلین گے اور اس عمل کی وجہ سے ہاشم کے اعداد بجای ۴۶۹ صرف ۹۱ رہ جاوین گے -

یا صحیح ذیل کسی نے اسی صنعت میں لکھی ہے -

ستم شعار نہ کر دی بجور و ظلم دریغ	برین نتیجہ کشیدت مال افعالت
نوشست شوق بد بسط تنزل بالطبع	شدہ تنزل خدمت منزاع افعالت

حروف اصلی	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰
نتیجہ بسط تنزل بالطبع	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰
اعداد	۲۰	۹۰	۹	۴	۲۰۰	۸	۳	۱۰	۹۰	۱	۳	۸۰					

حروف اصلی	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰
نتیجہ بسط تنزل بالطبع	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰
اعداد	۲۰	۹۰	۹	۴	۲۰۰	۸	۳	۱۰	۹۰	۱	۳	۸۰					

(س) اقسام بسط کی پندرہویں قسم بسط تنزل اوتار ہے۔ اور
 (ع) سو اہویں قسم بسط تنزل ازواج۔ حروف اوتار اور ازواج کی تفصیل
 ہم نے بسط ترفع اوتار و ازواج کو ذیل میں بیان کی ہے (دیکھو صنعت ط و ی)
 پس اس خاص موقع کے لئے ہم ایک نقشہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جو انہیں
 تعریفات ماضیہ کا لب لباب ہے۔

حروف اوتار				حروف ازواج				مدارج
ا	ج	ہ	ز	ط	ب	د	و	ح
۱	۳	۵	۷	۹	۲	۴	۶	۸
ی	ل	ن	ع	ص	ک	م	س	ف
۱۰	۳۰	۵۰	۷۰	۹۰	۲۰	۴۰	۶۰	۸۰
ق	ش	ث	ذ	ظ	ر	ت	خ	ض
۱۰۰	۳۰۰	۵۰۰	۷۰۰	۹۰۰	۲۰۰	۴۰۰	۶۰۰	۸۰۰
								الف
								غ
								۱۰۰۰

پس ط کا تنزل ز کے ساتھ اور ز کا تنزل ہ کے ساتھ اور ہ کا تنزل
 ج کے ساتھ اور ج کا تنزل الف کے ساتھ بسط تنزل اوتار کہلائے گا۔ و قس
 علی ہذا فی العشرات والمآت والالوف۔

اسی طرح ح کا تنزل و کے ساتھ و کا تنزل د کے ساتھ و کا تنزل
 ب کے ساتھ بسط تنزل ازواج سے موسوم ہوگا۔ اور یہی عمل عشرات اور
 مین ہوگا۔

سمجھ رکھنا چاہیئے کہ حروفِ اوتار سے ا۔ ی۔ ق۔ غ۔ کا تنزل ہوگا
 علیٰ ہذا حروفِ ازواج سے ب۔ ک۔ ر۔ کا بھی تنزل نہ ہوگا اس لئے کہ یہ حروف
 اپنے اپنے مرتبہ میں کمترین حروف ہیں جن سے زیادہ کم درجہ کا کوئی
 دوسرا حرف نہیں ہے۔

اگر ہم ایک ہی لفظ میں یہ دونوں صنعتیں جاری کریں تو ہو سکتا ہے
 لیکن جب صرف ایک صنعت تنزل اوتار ہی جاری کریں تو ازواج بحال خود پر گزرتی
 یا اگر ہم کو صرف صنعت تنزل ازواج سے کام لینا مقصود ہو تو حروفِ اوتار
 میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی۔

مثلاً ہم نے لفظ ہندہ کا بسط تنزل اوتار کیا تو ۵۔ ج سے بدلگی
 اور ن۔ ل سے اور د بحال خود رہے گی اس لئے کہ حروفِ ازواج
 سے جو اور د دوسری ۵ بھی ج سے بدلی جائیگی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہندہ
 کے اعداد اصلی (۶۴) کے عوض ۴۰ محسوب ہوں گے۔

اگر ہم اسی لفظ ہندہ میں بسط تنزل ازواج کریں تو ۵ اور نون
 بحال خود رہیں گے اس لئے کہ یہ دونوں حروف اوتار سے ہیں اور د ب سے
 بدل جائیگی۔ اور دوسری ۵ بھی بحال خود رہے گی پس (ہندہ) کے اعداد
 اس صنعت میں بعوض ۶۴ کے ۶۲ محسوب ہوں گے۔

اگر ہم اسی لفظ ہندہ میں دونوں صنعتیں جاری کریں تو ۵۔ ج سے
 بدل جائیگی۔ اور ن۔ ل سے اور د۔ ب سے اور ۵۔ ج سے پس لفظ
 ہندہ کے اعداد اصلی (۶۴)۔ اس عمل کے بعد ۳۸ ہو جائیں گے۔

اب ہم ذیل میں دو ایسی تاریخیں پیش کرتے ہیں جن میں ان دونوں صنعتوں کا استعمال ہوا ہے۔

تاریخ بصنعت بسط تنزل و تار

چور تھا کون کس نے پائی سزا مثل مفقود کی منیجر نے نزلہ ریزد مگر بعضو ضعیف زید ہے یہ تنزل و تار	ہاے کس کی بلا ہے کس کے سر زمہ دار می میں پٹ گیا ریٹر ہمچو خاکست بند ہے زر افت آتی ہے بے وسیلوں پر ۱۲۴۱
--	--

حروف اصلی	-	۱۰	۱۰	-	۱۰	۹	۵	۹	۱۰	۹
نتیجہ بسط تنزل و تار	-	۱۰	۱۰	-	۱۰	۹	۵	۹	۱۰	۹
اعداد	۱	۸۰	۴۰۰	۱	۴۰۰	۱۰	۳	۱۰	۲	۱۰

حروف اصلی	۵	۹	۹	۹	۵	۹	۵	۹	۱۰	۹
نتیجہ بسط تنزل و تار	۵	۹	۹	۹	۵	۹	۵	۹	۱۰	۹
اعداد	۶	۶۰	۱۰	۱۰	۶	۳۰	۲	۲۰۰	۱۲	۴۱

تاریخ بصنعت بسط تنزل ازواج

مرد با آب و تاب شمس الدین زور بازو سے وہ بنا تیراک	جو کہ زرے سے آفتاب ہوا اپنے فن میں وہ لا جواب ہوا
---	--

تہا وہ استاد ایسا لائے	میر مچھلی جسے خطاب ہوا
نغش اک بہ چلی جو دریا میں	دیکھ کر اسکو پیچ و تاب ہوا
چور تہا نشہ جوانی میں	شام تہی مست نیم خواب ہوا
لحرقۃ العین میں وہ کو دھڑا	ایک عالم کو اضطراب ہوا
ہائے تقدیر سے لڑی تدبیر	ملک الموت کامیاب ہوا
تہی قضا اوس کے سر پہ آن کھڑی	ایک لمحہ میں انقلاب ہوا
اوس کی صورت نہ پہ نظر آئی	اوس کا جینا خیال و خواب ہوا
سال بسط تنزل ازواج	کہو ہاتھ وہ غرق آب ہوا

(تشریح)

حروف اصلی	۶	۵	۴	۳	۲	۱	۰	۵	۴	۳	۲	۱	۰	میزان
اعداد	۶	۵	۴	۳	۲	۱	۰	۵	۴	۳	۲	۱	۰	۱۳۲۶
حروف بعد بسط	۶	۵	۴	۳	۲	۱	۰	۵	۴	۳	۲	۱	۰	میزان
تیزل ازواج	۶	۵	۴	۳	۲	۱	۰	۵	۴	۳	۲	۱	۰	۱۳۲۲

(ف) بسط کی سترہویں قسم۔ بسط تواخی۔ ہے صاحب مفضل الاستخراج لریسکا
 ذکر کیا ہے اور صاحب کتاب المداخل نے اس کو بسط تشابہ اور بسط تزج بھی
 کہا ہے۔ یہ اوس عل کا نام ہے کہ ایک حرف کو اوس کے مشابہ اور منشارک دوسرے
 حرف سے بدل کریں۔ جیسے ب کو ت یا ث سے یا ت کو ب یا ث سے یا
 ث کو ب یا ت سے اور یہ حروف باہم تواخی رکھتے ہیں یعنی اخوت علی ہذا

ج ح خ میں بھی انھوت ہے اسی طرح د ذ - ر ز - س ش - ص ض - ط ظ
ع غ - میں - بعض صاحبان تحقیق نے - ف ق - میں بھی انھوت قائم کی ہے لیکن
اکثر اس کے خلاف ہیں اور آخرین کا مذہب عام ہے اور ہم بھی اسی سے متفق ہیں -
پس مادہ تایخ میں ب کے عوض ت کے اعداد لینا اور ت کے عوض ب کے
یا ت کے عوض ت کے اعداد محسوب کرنا یا ج کے عوض ح کے اور ح کے عوض
ج کے یا خ کے عوض ح کے - اسی طرح د کے عوض ذ کے عدد شمار کرنا - یا
ذ کے عوض د کے (وغیرہ) بسط تواخی یا ت ثا بہ یا تزوج کہلائے گا -

مثلاً اگر لفظ حامد میں بسط تواخی کریں تو ح کے عوض ج محسوب ہوگا
اور الف اور م بحال خود رہیں گے اور د کے عوض ذ لی جاسیگی نتیجہ یہ
ہوگا کہ لفظ حامد کے ۵۳ عدد اس صنعت کے بعد ۴۴ ہو جائیں گے -

بعض اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ ب ت ث اور ج ح خ میں موخ کو
اختیار ہے کہ ان تینوں حروف سے ایک حرف کے عوض باقی ماندہ دو حروف سے
جس حرف کو چاہیں بدلیں - ہم یہ کہتے ہیں کہ ان بزرگوں نے اسپر غور نہیں فرمایا
کہ اس آزادی کی وجہ سے یہ بہت بڑا نقص تایخ میں پیدا ہو جاوے گا کہ جب تک
موخ اپنے مادہ کے ساتھ اپنے طرز عمل کی صراحت نہ کرے گا دوسرا شخص
اوس مادہ کے صحیح اعداد پر قادر نہ ہو سکیگا - اہل احتیاط کا وہی مذہب ہے
جس کی صراحت ہم نے ابتداء میں بیان کر دی - ہماری رائے میں موخ اوس کی
پابندی کرے تو صرف اس کا اشارہ کہ یہ تایخ صنعت بسط تواخی میں ہے
کافی ہے - اور ہم اسی کے پیرو ہیں -

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ صاحب معدن الجواہر نے آخر الذکر مذہب کی پیروی کی ہے اسی لئے آپ نے لفظ حامد کے بسط تواخی میں ح کے عوض خ محسوب فرمائی ہے اور ہم کو اس سے اختلاف ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا
تایخ ذیل اسی صنعت میں لکھی گئی ہے

ابن اخی ملا احمد	مات شبا با و الاسفنا
بسط تواخ فی عامہ	رضی اللہ عنہ الملا

حروف اصلی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
نتیجہ بسط تواخی	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰
اعداد	۴	۹۰	۱۰۰	۱	۳۰	۳۰	۵	۱۰۰۰

حروف اصلی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
نتیجہ بسط تواخی	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰
اعداد	۵۰	۱	۳۰	۳۰	۱	۳۰	۱	۱۳۲۵

(ص) بسط تجمع۔ بسط کی اٹھارہویں قسم ہے۔ صاحب معدن الجواہر فرماتے ہیں کہ ایک حرف طالب کو مطلوب کے ساتھ جمع کرنے کا نام بسط تجمع ہے۔ مثلاً اگر ہم چاہیں کہ لفظ حامد کا بسط تجمع لفظ جعفر کے ساتھ کریں تو حامد کے حروف ایک سطر میں لکھیں اور اس کے ذیل میں جعفر کے حروف جیسے ج ا م د ر پھر کھ

عدد (۸) کو عدد ج (۳) کے ساتھ جمع کریں تو ۱۱ ہوئے جس کا استنطاق اسی
اور پہر الف کے عدد (۱۱) کو عدد عین ۷ کے ساتھ ملا دیں اس کا مجموعہ ۱۷ ہوا
اور اس کا حاصل استنطاق ۱۷ ہے پہر م کے عدد ۲ کو عدد ف ۸ سے
ملا دیں تو جملہ ۱۲ ہوا اور اس کا استنطاق ک ق ہے۔ اسی طرح د کے عدد ۴
کو ر کے عدد ۲۰ کے ساتھ جمع کریں تو ۲۴ ہوئے جس کا استنطاق د ر ہے۔
پس حروفِ مستنطقہ (۱-حی-۱-ع-ک-ق-د-ر) کے مجموعی عدد
۴۰۶ محسوب ہوں گے۔

ہم کہتے ہیں کہ حامد کے اعداد کو جو ۵۳ ہیں جعفر کے اعداد ۳۵۳ کے
جمع کرنے سے اس کی میزان بھی ۴۰۶ ہوتی ہے پہر اس صنعت میں کونسی جڑ
اور کیا لطف ہے۔

ہماری رائے یہ ہے کہ لائقِ مؤلف موصوف سے اس مقام پر بھی استنطاق
میں تسلیح ہوا ہے جیسا کہ صنعت الف کے ذیل میں ہم نے بیان کیا ہے۔
اگر ہماری تحقیق کے مطابق عمل کیا جاوے تو ۱۱ کا استنطاق ۱-۱ ہوگا اور ۱۷
کا استنطاق ۱-۲ اور ۲۰ کا استنطاق ک-۱ اور ۲۴ کا استنطاق د-ک
پس حامد اور جعفر کے بسطِ مجتمع سے ان دو لفظوں کے مجموعی اعداد (۴۰۶)
صرف ۵۵ رہ جائیں گے اس لئے کہ حروف ۱-۱-۱-۱-۲-ک-۱-د-ک کے
اعداد کا مجموعہ ۵۵ ہے۔

ہماری رائے میں یہ صنعت نہایت لطیف ہے۔ اگر ایک مورخ کشتی دی
کی تیاری لکھے اور ہر ایک شعر میں اس کی پابندی کرے کہ مصرع اول میں دو لہکا

بیان ہوا اور مصرع ثانی میں دو لہن کا بیان اور ساتھ ہی اس کا بھی پابند ہو کہ دونوں مصرعوں کے حروف کو تعداد مساوی رکھے اور پہر ایک مصرع کو دوسرے کے ساتھ بسط تجمع کرے اور حاصل استنطاق سے سنہ مطلوب برآمد ہو تو ایسی تاریخ نہایت تعریف کے قابل ہوگی۔

تایخ ذیل اسی صنعت میں لکھی گئی ہے جو مثیلاً ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے۔

شد مبارک اقران النیرین ۱۲۶۶ شوہر نجم النسا شد شمس دین
سالش از بسط تجمع برکشود مصرع اول بوصل آخرین

بسط تجمع مصرع اول و دوم شعر اول

حروف مصرع اول	ش	د	م	ب	ا	ر	ک	ا	ق	ت	ر
حروف مصرع ثانی	ش	و	ہ	ر	ن	ج	م	ا	ل	ن	س
مجموعہ اعداد	۶۰۰	۱۰	۳۵	۲۰۲	۵۱	۲۰۳	۶۰	۲	۱۳۰	۲۵۰	۲۶۰
استنطاق	خ	ی	ہ	د	ب	ک	ہ	ج	ک	س	ب
اعداد حاصلہ	۶۰۰	۱۰	۹	۲۲	۶	۲۳	۶۰	۲	۳۱	۵۲	۶۲

حروف مصرع اول	ا	ن	ا	ل	ن	ی	ر	ی	ن		
حروف مصرع ثانی	ا	ش	د	ش	م	س	د	ی	ن		
مجموعہ اعداد	۲	۳۵۰	۵	۳۳۰	۹۰	۷۰	۲۰۳	۲۰	۱۰۰		
استنطاق	ب	ن	ج	د	ل	ج	ص	ع	د	ک	ق
اعداد حاصلہ	۲	۵۳	۵	۳۳	۹۰	۷۰	۲۲	۲۰	۱۰۰		۱۲۷۶

اس صنعت کے متعلق اس قدر صراحت کی جاتی ہے کہ مصرع اول کے حرف مصرع دوم کے ساتھ یا شعر اول کے حروف شعر دوم کے ساتھ یا ایک ہی مصرع میں ایک لفظ دوسرے لفظ کے ساتھ بشرطیکہ مساوی الحروف ہو جمع ہو سکتا ہے نیز یہ بھی ممکن ہے کہ پہلے مصرع کو تیسرے مصرع کے ساتھ اور دوسرے مصرع کو چوتھے مصرع کے ساتھ جمع کریں بشرطیکہ وہ دونوں مساوی الحروف ہوں۔ بہر حال جس طرز پر بسط تجميع ہوا ہوا اس کی صراحت شعر آخرین میں کر دینا چاہیئے۔

(ق) بسط کی انیسویں قسم بسط تضاعف ہے۔ صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ بسط تضاعف سے مراد ہر حرف کے اعداد کو دو چند کر کے اس سے لفظ استنطاق حروف کا حاصل کرنا ہے۔ مثلاً ہم لفظ حامد کا بسط تضاعف کرنا چاہتے ہیں تو (ح) کے عدد ۸ کو ۱۶ کیا اور (الف) کے عدد کا مضاعف ۲ لیا اور عدد (م) کا مضاعف ۸۰ اور عدد (د) کا مضاعف ۸۔ یہ استنطاتی عمل کیا تو ۱۶ سے ۱۔ اور ۲ سے ب اور ۸۰ سے ف اور ۸ سے ح کے مجموعی اعداد حاصل ہوا۔ اور ظاہر ہے کہ د۔ ا۔ ب۔ ف۔ ح۔ کے مجموعی اعداد ۹۷ ہوئے۔ درحالیکہ لفظ حامد کے اصلی اعداد ۵۳ تھے۔

صاحب معدن الجواہر سے اس صنعت کے استنطاق میں بھی تسامح ہوا اب ہم ذیل میں ایک تاریخ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جو اسی صنعت میں لکھی گئی ہے

سلامت علی خان ہوئے منتظم	مضاعف سے زائد اضافہ ہوا
بڑے نیک دل ہیں بڑے نیکذات	خدا اور دے انکو اچھا ہوا

مقدورین ان کے ترقی ہے اور ولامہم نے بسط تضاعف سے یوں	ابھی کیا ہوا ہے ابھی کیا ہوا کہا سال رتبہ دو یا لا ہوا
---	---

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰

(۱) بسط کی بیسویں قسم بسط تناصف ہے۔ ہر ایک حرف کے عدد کو بشطر طیکہ قابل تضیف ہو نصف کر کے استنطاق کرنے کا نام بسط تناصف ہے۔ حرف مستنطقہ کے اعداد کا مجموعہ سب سے مطلوب ہو گا۔ صاحب معدن الجواہر نے اسکا ذکر نہایت اجمال کے ساتھ کیا ہے۔

جن اعداد کی تضیف بدون کسرات نہ ہو سکے وہ بحال خود رکھے جاویں گے کسی استاد نے کسی بزرگ کی رحلت کی تاریخ اسی صنعت میں آیہ قرآنی ان المتقین فی ظلل و عیون سے چل کی ہے جن کی رحلت ۱۰۰۰ میں واقع ہوئی تھی محققین فن نے ضمناً اس کا ذکر کیا ہے۔
نقشہ ذیل سے حسابی عمل باسانی سمجھ میں آسکتا ہے۔

حروف اصل	۱	۵۰	۱	۳۰	۲۰	۱۰۰	۵۰	۱۰	۵۰	۱۰۰
اعداد	۱	۵۰	۱	۳۰	۲۰	۱۰۰	۵۰	۱۰	۵۰	۱۰۰
تضعیف	۱	۲۵	۱	۱۵	۲۰	۲۰۰	۵۰	۵	۲۵	۲۰
استنطاق	۱	۲۵	۱	۱۵	۲۰	۲۰۰	۵۰	۵	۲۵	۲۰
دستخط	۱	۴	۱	۶	۳۰	۲۰۰	۵۰	۵	۴	۲۰

حروف اصلی	۱	۵۰	۱	۳۰	۲۰	۱۰۰	۵۰	۱۰	۵۰	۱۰۰
اعداد	۱۰	۹۰۰	۳۰	۳۰	۶	۴۰	۱۰	۶	۵۰	۱۰۰
تضعیف	۵	۲۵۰	۱۵	۱۵	۳	۳۵	۵	۳	۲۵	۲۰
استنطاق	۵	۲۵۰	۱۵	۱۵	۳	۳۵	۵	۳	۲۵	۲۰
دستخط	۵	۵۲	۶	۶	۳	۸	۵	۳	۴	۲۲

(ش) صاحب لمخص تسلیم نے صنعت ماضیہ یعنی (بسط تناصف) کا ذکر نہیں فرمایا ہے بلکہ بسط تضعیف کی تعریف کی ہے اور یہ ایک خاص قسم ہے جو بسط تناصف کے سوا ہے لہذا ہم اس کو اقسام بسط سے اکیسویں قسم قرار دیتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ بسط تضعیف میں اعداد قابل تضعیف کو اس وقت تک نصف کرتے چلے جاویں جب تک کہ تضعیف ناممکن ہو پس آخر پر جو عدد ناقابل تضعیف باقی رہ جائے گا وہی حساب میں محسوب ہوگا ہم کہتے ہیں کہ اعداد وغیرہ قابل تضعیف

بحال خود رہیں گے۔

مثلاً ہم نے لفظ (سعید) کا بسط تنصیف کیا تو اس کے عدد ۶۰ جسکی تنصیف ۳۰ ہے اور پہر اس کی تنصیف ۵۰ ہے چون کہ ۵۰ کی تنصیف بلاکسٹرا نہیں ہو سکتی لہذا ہم نے اس کا عدد (۱۵۰) قرار دیا۔

پہر ۳۰ لیا تو اس کے عدد ۷۰ ہیں جس کی تنصیف ۳۵ ہے اور ۳۵ ناقابل تنصیف ہے لہذا ۳۵ اعداد قرار پائے۔

پہر ہم نے ۷۰ لی جس کے عدد ۱۰۰ ہیں۔ اس کی تنصیف (۵۰) ہوئی اور (۵۰) ناقابل تنصیف ہیں لہذا ۵۰ کے عدد (۵۰) قائم ہوئے۔

پہر ۵۰ لی جس کے عدد ۲۰ ہیں اور ۲۰ کی تنصیف کی تو ۲۰ رہے پہر ۲۰ کی تنصیف کی تو (۱۰) رہا اور ایک ناقابل تنصیف ہے لہذا ۱۰ کا عدد ایک قرار پایا۔

اس عمل سے لفظ سعید کے اصلی عدد جو ۱۴۴ تھے (۵۶) رہ گئے۔ صاحب مخص تسلیم نے اس کی تفہیم اچھی طرح پر نہیں کی ہے۔ اور ہنوز اور کتابوں کے مقابلہ کے بعد نتیجہ مستخرج کو دیکھنا ناظرین کیا ہے۔

اب ہم اس صنعت کے لحاظ سے مناسب خیال کرتے ہیں کہ اعداد جمل کی ایک خاص جہت تری اسی موقع پر دیکھنا ناظرین کریں جس سے حساب اعداد میں بڑی سہولت حاصل ہوگی۔

حروف ابجد	عمل تنصیف	عدد قائمہ
۱	نا قابل تنصیف	۱

حروف ابجد	عمل تنصیف	عدد قائمہ
ب	۲ بعد تنصیف ۱ -	۱
ج	۳ ناقابل تنصیف	۳
د	۴ - ۲ - ۱ -	۱
ه	۵ ناقابل تنصیف	۵
و	۶ - ۳ -	۳
ز	۷ ناقابل تنصیف	۷
ح	۸ - ۴ - ۲ - ۱ -	۱
ط	۹ ناقابل تنصیف	۹
ی	۱۰ - ۵ -	۵
ک	۲۰ - ۱۰ - ۵ -	۵
ل	۳۰ - ۱۵ -	۱۵
م	۴۰ - ۲۰ - ۱۰ - ۵ -	۵
ن	۵۰ - ۲۵ -	۲۵
س	۶۰ - ۳۰ - ۱۵ -	۱۵
ع	۷۰ - ۳۵ -	۳۵
ف	۸۰ - ۴۰ - ۲۰ - ۱۰ - ۵ -	۵
ص	۹۰ - ۴۵ -	۴۵
ق	۱۰۰ - ۵۰ - ۲۵ -	۲۵

حرف ابجد	عمل تنصیف	عدد قائمہ
ر	۲۰۰ - ۱۰۰ - ۵۰ - ۲۵	۲۵
ش	۳۰۰ - ۱۵۰ - ۷۵	۷۵
ت	۴۰۰ - ۲۰۰ - ۱۰۰ - ۵۰	۲۵
ث	۵۰۰ - ۲۵۰ - ۱۲۵	۱۲۵
خ	۶۰۰ - ۳۰۰ - ۱۵۰ - ۷۵	۷۵
ذ	۷۰۰ - ۳۵۰ - ۱۷۵	۱۷۵
ض	۸۰۰ - ۴۰۰ - ۲۰۰ - ۱۰۰ - ۵۰ - ۲۵	۲۵
ظ	۹۰۰ - ۴۵۰ - ۲۲۵	۲۲۵
غ	۱۰۰۰ - ۵۰۰ - ۲۵۰ - ۱۲۵	۱۲۵

متاخرین سے کسی طباع شاعر نے ایک نظام کی وفات کی تائید
اسی صنعت میں لکھی ہے وہ ہوندا

تار و جزا فتنہ گرے رفت بخواب	اور ست ز خلق و ست خلقے ز عذاب
بسط تنصیف سال رحلت گردید	بگذشت ز خلق نظام خا خراب

(ت) بسط کی بائیسویں قسم بسط تضارب ہے۔ صاحب معدن الجواہر
فرماتے ہیں کہ ایک لفظ (جس کو طالب کہتے ہیں) کے ایک حرف کو دوسرے
لفظ (جس کا نام مطلوب ہے) کے ایک حرف میں ضرب دیکر حاصل ضرب سے
بقاعدہ استنطاق نیا حرف پیدا کرنے کا نام (بسط تضارب) ہے مثلاً ہم کسی
شادی کی تائید کے لئے خالد کو دو لہا فرض کریں اور ہندہ کو اس کی دہن

تو خالد اصطلاحِ اجل میں طالب ہوگا اور ہندہ مطلوب۔ اور ان کے حروف مع اعداد حسب ذیل ہوں گے $\frac{۱}{۴۰} + \frac{۱}{۲۰} + \frac{۱}{۵} \times \frac{۱}{۵} = \frac{۱}{۴۰}$ پس (خ) کے عدد کو عدد (۵) میں ضرب دینے سے اور (۱) کے عدد کو عدد (۱) میں ضرب دینے سے اور عدد (ل) کو عدد (د) میں ضرب دینے سے اور عدد (د) کو عدد (۵) میں ضرب دینے سے

اب ہم نے بقاعدہ استنطاق ۳۰۰ سے ایک صفر چھوڑ کر ۳۰۰ سے (ش) حاصل کیا اور ۵۰ سے (ن) اور ۱۲۰ سے (ک) اور ۲۰ سے (ک) پس ش ن ک اک کے مجموعی عدد ۳۹۱ ہیں اور یہی گویا سہ مطلوبہ تاریخ ذیل ایک واقعہ قتل کے متعلق اسی صنعت میں لکھی گئی ہے۔

اصل معشوق عاشق ہو گیا بعد از قصاص	قاتل مقتول کو یک جا کیا تلوار نے
سالِ سمّت زند نے بسط تضارب سے کیا	جان ہی کر قتل شیرین کو کیا سردار نے

(تشریح)

حروف مقتول (شیرین)	ش	می	ر	می	ن
اعداد	۳۰۰	۱۰	۲۰۰	۱۰	۵۰
حروف قاتل (سردار)	س	د	د	ا	ر
اعداد	۶۰	۲۰۰	۴	۱	۲۰۰
حاصل ضرب اعداد	۱۸۰۰۰	۲۰۰۰	۸۰۰	۱۰	۱۰۰۰۰
استنطاق	ض - ا	ر	ض	می	ق
اعداد حروف مستنطقہ	۸۰۱	۲۰۰	۸۰۰	۱۰	۱۰۰

نیز ان اعداد حروف مستنطقہ ۱۹۱۱ سمّت

(ث) بسط کی تینیسویں قسم بسط تکسر ہے۔ کسو صحیحہ حروف لفظ مطلوب سے بقاعدہ استنطاق نئے حروف کے حاصل کرنے کو بسط تکسر کہتے ہیں۔
واضح ہو کہ کسور ۹ ہیں

لفظ مطلوب سے ہر ایک حرف کے عدد میں جو کسر جتنی بار کا مآ تقسیم ہو یعنی طرح ہوتی ہو اس کو لکھ لیں۔ پہراون کسرات سے بقاعدہ استنطاق حروف حاصل کریں اور جب یہی عمل کل حروف لفظ مطلوب کی نسبت کامل ہو جائے تو حروف مستنطقہ کے اعداد کو جمع کر لیں وہی نتیجہ ہوگا بسط تکسر کا۔ جن حروف کے اعداد میں یہ قاعدہ جاری نہ ہوتا ہو وہ بحال خود ہنگر بعض محققین نے کہا ہے کہ ان حروف کا ترک کرنا اولیٰ ہے۔ لیکن غلبہ صورت اول پر ہے۔

مثلاً ہم نے چاہا کہ لفظ حامد کا بسط تکسر کریں تو پہلے ہم نے ح کو لیا اور دیکھا کہ اس کا عدد ۸ ہے اور ۸ کا $\frac{1}{8}$ = ۴ اور $\frac{1}{4}$ = ۲ اور $\frac{1}{2}$ = ۱ کا الف۔ پس ۴ کا استنطاق د ہوا اور ۲ کا ب اور ۱ کا الف۔
پہر الف کو لیا جس کا عدد ۱ ہے۔ یہ کسی کسر ترقیم نہیں پاتا لہذا اسکو بحال خود رکھا اور اس کا استنطاق وہی الف ہوا۔

پہر م کو لیا جس کے عدد ۴۰ ہیں اس کا $\frac{1}{40}$ = ۲۰ کے اور $\frac{1}{20}$ = ۲ اور $\frac{1}{10}$ = ۴ اور $\frac{1}{5}$ = ۸ اور $\frac{1}{4}$ = ۱۰ اور $\frac{1}{3}$ = ۱۲ اور $\frac{1}{2}$ = ۲۰ سے ک حاصل ہوا۔ اسے ی اور ۸ سے ح اور ۵ سے ۵ اور ۴ سے (د) پہر د کو لیا جس کا عدد ۴۰ ہے اس کا $\frac{1}{40}$ = ۲ اور $\frac{1}{20}$ = ۱۰ اور $\frac{1}{10}$ = ۱۲ اور $\frac{1}{8}$ = ۱۵ اور $\frac{1}{6}$ = ۲۰ اور $\frac{1}{5}$ = ۲۴ اور $\frac{1}{4}$ = ۳۰ اور $\frac{1}{3}$ = ۴۰ اور $\frac{1}{2}$ = ۸۰ سے ک حاصل ہوا۔

پس (۲) سے ب حاصل ہوئی اور (۱) سے الف -

اب ہم نے حروفِ مستثقلہ د - ب - ا - ا - ک - ی - ح - ہ
د - ب - ا - کو جمع کر کے ان کے اعداد مجموعی (۵۸) حاصل کئے۔ یہی ہے
(حامد) کا بسط تکسر۔

کسی چھپرے رستم کی ایک تاریخ ہمارے گوش زد ہوئی ہے جس میں اس نے
اسی صنعت کا استعمال کیا ہے۔ اگرچہ اس نے ہجو کی ہے لیکن ہم اپنے کام سے کام
رکھتے ہیں اور اس تاریخ کو مثیلاً ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

اے ماریاہ کس ندانت مالت برود بدست اغیار بود آن کہ مدام فاقہ بدست کیا شان خدا ہے ایک دم میں ہے بسط تکسر اس کی تاریخ	این حال کہ بغتہ بہیری زان کہ تو گویا فقیری نزد دولت شد بعهد پیری دولت سے بدل گئی فقیری میراث میں مل گئی امیری
--	---

(نوٹ) معزز ناظرین ہم کو معاف فرمادیں کہ ہم نے بعض نظمِ رحمتی
الامکان تو تاریخِ ہجو سے احتراز کیا ہے لیکن جب صنعتِ مطلوبہ میں کوئی اور
تاریخ ہم کو نہ ملی تو ناگزیر ایسی تاریخوں کو پیش کیا ہے جیسی یہ تاریخ ہے
اور موزون کے نام کو دانستہ ترک کیا ہے۔

(تشیخ)

میزان	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰

تاریخِ متذکرہ بالا میں مورخ نے لفظ ملگئی میں صرف ایک یا محسوب کی ہے اسکا تسامع اور قواعدِ اجل سے ناواقفیت ہے۔

دوالف کے اعداد کو اس نے محسوب نہیں کیا ہے۔ یہ عمل درست ہے اس لیے کہ عدوالف کسراتِ تقسیم نہیں ہوتا اور قاعدہ متذکرہ بالانے اس کی اجازت کی کہ ایسے حروف کے عدد خواہ محسوب کریں یا نہ کریں مورخ کو اختیار ہے۔ یہ ہماری ذاتی رائے یہ ہے کہ جب بسط تکسیر میں صرف کسرات سے کام لیا جائے تو ادون حروف کو داخل حساب نہ کرنا چاہیے جن کے اعداد کی تقسیم کسرات پر نہیں ہوتی اور ایسا حرف صرف الف ہے۔ لائقِ مورخ نے جو عمل کیا ہے وہ درست ہے۔

(خ) بسط کی چوبیسویں قسم بسط تقویٰ ہے۔ بقول صاحب معدن الجواهر میں تین قسم ہیں۔ (۱) ضرب باطن در باطن (۲) ضرب ظاہر در ظاہر۔ (۳) ضرب باطن در ظاہر۔ اب ہم قسم اول کی حقیقت عرض کرتے ہیں جس کو اہلِ اجل نے بسط تضارب باطن سے بھی موسوم کیا ہے پس ہمارے سلسلہ شمار صنائع بسط میں چوبیسویں نمبر اس پر ہے۔ متقدمین محقق نے قسم اول و دوم کا ذکر کیا ہے اور قسم سوم غالباً متاخرین کی ایجاد ہے۔

ایک حرف کے عدد کو اسی عدد میں ضرب دیکر حاصل ضرب سے بقاعدہ استنطاق دوسرے حرف یا حروف کے حاصل کرنے کا نام بسط تضارب باطن۔ یا بسط تقویٰ نمبر ۱۱ ہے۔ اصطلاحِ اجل میں باطن۔ عدد حرف کا نام ہے۔ اور ظاہر مرتبہ حرف کو کہتے ہیں۔

صاحب معدن الجواہر نے مراتب حروف کو بلحاظ سلسلہ حروف تہجی قائم کیا ہے یعنی ابجد آدم پر آپ نے سلسلہ مراتب کو مبنی فرمایا ہے ہم کو اس سے اختلاف ہے۔ ہماری رائے میں مراتب حروف کا نمبر سلسلہ ابجد نوحی پر ہونا چاہیئے۔

الحاصل صنعت ضرب باطن در باطن کے سمجھانے کے لئے لفظ حامد کو ہم پیش کرتے ہیں جس کا بسط تقویٰ نمبر (۱) ہم کو مقصود ہے۔

حرف اول (ح) کے عدد (۸) ہیں جب ہم نے (۸) کو (۸) میں ضرب دیا تو حاصل ضرب (۶۴) ہوا جس کا استنطاق د۔ د۔ و۔ ہے۔

پہر (الف) کے عدد (۱) کو (۱) میں ضرب دیا تو وہی ایک حاصل قرار پایا جس کا حرف مستنطق وہی الف ہے۔

پہر (میم) کے عدد (۴۰) کو (۴۰) میں ضرب دیا تو حاصل ضرب (۱۶۰۰) ہوا جس کے استنطاق سے حروف خ۔ ا۔ حاصل ہوئے۔

پہر (د) کے عدد (۴) کو (۴) میں ضرب دیا تو ۱۶ ہوئے جس کا استنطاق و۔ ا۔ ہے۔

اب ہم نے کل حروف مستنطقہ د۔ و۔ ا۔ خ۔ ا۔ و۔ ا۔ کے اعداد کو جمع کیا تو اعداد ۶۱۹ حاصل ہوئے۔ پس اس صنعت کی وجہ سے حامد کے اعداد جو ۵۳ تھے ۶۱۹ ہو گئے۔

تایخ ذیل کسی مؤرخ نے اسی صنعت میں لکھی ہے جو تمتیلا پیش کی جاتی ہے۔

بیاہ کر لائے مہارانی کو دانت اوس کے ہین مصفا گوہر جسم ہے حسن کے سانچہ میں ڈھلا مال و دولت کی ہے دیہی دلہن ضرب باطن سے ہوا سال عیان	شنبو پر شاوہین قسمت کے دہنی لب جان بخش عقیقہ بینی اور ٹپک پڑتی ہے نازک بدنی شان و شوکت سے ہر وہ ستغنی واہ وا آج بنے کی ہے بنی ۱۸۵۶ء
--	--

(التشریح)

حروف	و	ا	ہ	و	ا	ا	ج	ب	ن
اعداد	۶	۱	۵	۶	۱	۱	۳	۲	۵۰
حاصل ضرب	۳۶	۱	۲۵	۳۶	۱	۱	۹	۴	۲۵۰۰
حروف مستنطقہ	و ج	ا	ہ ب	و ج	ا	ا	ط	د	ث ب
اعداد	۹	۱	۷	۹	۱	۱	۹	۴	۵۰۲

حروف	ی	ک	ی	ہ	ے	ب	ن	ی	س
اعداد	۱۰	۲۰	۱۰	۵	۱۰	۲	۵۰	۱۰	۱۰
حاصل ضرب	۱۰۰	۴۰۰	۱۰۰	۲۵	۱۰۰	۴	۲۵۰۰	۱۰۰	۱۰۰
حروف مستنطقہ	ق	ت	ق	ہ ب	ق	د	ث ب	ق	ق
اعداد	۱۰۰	۴۰۰	۱۰۰	۷	۱۰۰	۴	۵۰۲	۱۰۰	۱۸۵۶

(ف) بسط تقویٰ کی دوسری قسم - ضرب ظاہر در ظاہر ہے اور یہ بسط کی چوتھی

قسم ہے۔ حروفِ مادہ کے اعداد مرتبہ کو انہیں اعداد میں ضرب دینے کا نام ضرب
ظاہر در ظاہر یا بسط تضارب ظاہر ہے۔ ہم بغض من تعریف صنعت ماضیہ بیان کر آئے ہیں
کہ اصطلاحِ جمل میں مرتبہ حروف کو ظاہر کہتے ہیں۔

صاحبِ مخصّ تسلیم نے فرمایا ہے کہ درجہ حروف کو اسی درجہ میں ضرب دینا کا
نام بسط ظاہر در ظاہر ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ آپ سے تسامح ہو ابے یعنی آپ نے
مرتبہ کو درجہ کہا ہے۔ مدّاج حروف احاد عشرات۔ مات۔ اور آلف کو کہتے
ہیں اور مراتب حروف سے ہر ایک درجہ کے حروف کا سلسلہ وار مرتبہ مراد ہے
نقشہ ذیل میں ہم نے مراتب حروف کا اظہار نمبر وار کیا ہے تاکہ اس صنعت کے
سمجھنے میں آسانی ہو۔

مراتب	۱	ب	ج	د	ه	و	ز	ح	ط
مرتبہ اول	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
مرتبہ دوم	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹

مراتب	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
مرتبہ اول	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸
مرتبہ دوم	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰

مراتب	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
مرتبہ اول	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷
مرتبہ دوم	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰

مراتب	ع
مرتبہ اول	۲۸
مرتبہ دوم	۱۰۰۰

بعض اہل جبل نے اسی صنعت کو بسط ضرب مراتب کہا ہے۔

نقشہ بالا کے خانہ ہائے مدارج کے ذیل میں مراتب کا جو نمبر ہر حرف کے ساتھ آوسکی ضرب اوسی عدد میں دیجاتی ہے۔ مثلاً اگر ہم لفظ حامد میں صنعت جاری کرنا چاہیں تو ح کے نمبر مرتبہ ۸ کو ۸ میں ضرب دیں گے اور حاصل ضرب ۶۴ سے بروے استنطاق حروف د - و - حاصل کریں گے۔

پھر الف کے عدد مرتبہ (۱) کو (۱) میں ضرب دیکر حاصل ضرب (۱) سے الف حاصل کریں گے۔

اسی طرح م کے نمبر مرتبہ ۱۳ کو ۱۳ میں ضرب دینے سے اعداد ۱۶۹ حاصل ہوں گے جن سے حروف مستنطق ط و ا لئے جائیں گے۔
علیٰ ہذا د کے عدد مرتبہ ۴ کو ۴ میں ضرب دیکر حاصل ضرب ۱۶ سے حروف و ا - کا استنطاق کریں گے۔

بالآخر حروف مستنطقہ د - و - ا - ب - ا - و - ا - کے اعداد مجموعی ۲۸۔ لفظ حامد کے اعداد قرار پائیں گے۔

ہماری رائے میں اس صنعت کا تعلق جبل سے نہیں ہے بلکہ من وجہ اسکو بذیل جبل بیان کیا گیا ہے تاکہ صنعت بسط کے اقسام مرّوجہ مکمل ہوں۔
کسی طبّاع مورّخ نے تاریخ ذیل اسی صنعت میں لکھی ہے جس کو ہم مثیلاً ہدیہ ناخیرین کرتے ہیں۔

ہوئے گہا نسل رضا خان ایک دم میں	ناراد دم گہی حق کی رضا میں
اوسی دم چلدے ملکِ فنا سے	ہوئے ممتاز استلیم بقا میں

شہیدِ خجہ بر ظالم ہین مظلوم ہوا سال شہادت ضرب ظاہر	ملی حسلہ برین اس کی جزاین چلو قربان بنوئے راہ خدا میں
---	--

(تشریح)

حروف	ا	ب	پ	ت	ث	ج	چ	ح	خ	د	ڈ
نمبر مراتب	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱
حاصل ضرب	۱۰۰	۳۶	۲۵	۱۹۶	۱	۴	۴۰۰	۳۶۱	۳۶	۱۴۴	۹
استنطاق	۱۰۰	۹	۷	۱۶	۱	۴	۴۰۰	۱۰	۹	۹	۹

حروف	ا	ب	پ	ت	ث	ج	چ	ح	خ	د	ڈ
نمبر مراتب	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱
حاصل ضرب	۱۰۰	۳۶	۲۵	۱۹۶	۱	۴	۴۰۰	۳۶۱	۳۶	۱۴۴	۹
استنطاق	۱۰۰	۹	۷	۱۶	۱	۴	۴۰۰	۱۰	۹	۹	۹

(ض) صنعتِ بسط کی چوبیسویں قسم اور بسطِ مقوی کی تیسری قسم بسطِ تضارب
باطن در ظاہر ہے جس سے عدد و حرف کو نمبر مرتبہ حرف میں ضرب دینا مقصود ہے
بعض متأخرین نے اپنی روشن خیالی سے یہ تیسری قسم پیدا کی ہے جس کا ذکر منقول ہے

نہیں کیا۔ البتہ صاحب معدن الجواہر اور ملخص تسلیم نے اس کا ذکر فرمایا ہے۔
صاحب ملخص تسلیم نے اس کی تعریف میں بھی مرتبہ کو درجہ سے تعبیر کیا ہے۔
اور ہماری رائے میں یہ صرف تسامح ہے۔

حاصل یہ ہے کہ عدد حروف کو نمبر مرتبہ میں ضرب دیکر حاصل ضرب سے ^{عدد} استنطاق حروف کے حاصل کرنے کا نام بسط تضارب ظاہر در باطن یا باطن در ظاہر ہے۔

مثلاً لفظ حامد سے ح کو لوجس کا عدد ۸ ہے اور نمبر مرتبہ بھی ۸
پس ۸ کو ۸ میں ضرب دو۔ حاصل ضرب ۶۴ سے حروف د۔ و۔ کا
استنطاق کرو۔

پہر الف کو لوجس کا عدد ایک ہے اور نمبر مرتبہ بھی (۱)۔ اور حاصل
ضرب بھی (۱) پس اس کا استنطاق وہی الف ہوا۔

پہر م کو لوجس کا عدد ۴۰ ہے اور نمبر مرتبہ ۱۳۔ پس ۴۰ کو ۱۳ میں
ضرب دینے سے حاصل ضرب ۵۲۰ ہوا اور اس کا استنطاق ک۔ ہ۔

پہر د کو لوجس کا عدد ۴ ہے اور نمبر مرتبہ بھی ۴ ہے۔ پس ۴ کو
۴ میں ضرب دینے سے ۱۶ حاصل ہوئے اور اس کا استنطاق سے حروف
و۔ ا۔ ہاتھ آئے۔

اب کل حروف مستنطقہ د۔ و۔ ا۔ ک۔ ہ۔ و۔ ا۔ سے اعداد
مجموعی ۴۳ حاصل ہوئے اور یہی اعداد لفظ حامد کے داخل حساب تالیخ ہونگے
رند ناکپوری نے اسی صنعت میں ایک تالیخ لکھی ہے جس کو ہم ذیل میں

ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

اُدھر دل لگی میں اشارہ ہوا
اُسے ماتہ لگنا بہانہ ہوا
سدباری وہ دنیا سواک آن میں
کھلا کچھ نہ اسکی حقیقت کا راز
جو کی فکر تاسخ - ظاہر کے ساتھ
اُدھر آنکھ میں تیرگی چھا گئی
فریسیوں کی یان عقل چکر لگئی
کسینے کہا کچھ نہ کچھ کھا گئی
غرض اپنے عاشق کو پٹوا گئی
ہوئی ضرب باطن قضا آگئی

(تشریح)

حروف	ق	ض	ا	ا	گ	می	می
عدد حروف	۱۰۰	۸۰۰	۱	۱	۲۰	۱۰	۱۰
نمبر مراتب	۱۹	۲۶	۱	۱	۱۱	۱۰	۱۰
حاصل ضرب	۱۹۰۰	۲۰۸۰۰	۱	۱	۲۲۰	۱۰۰	۱۰۰
استنطاق	ظ - ا	ض ک	ا	ا	ک ب	ق	ق
اعداد	۹۰۱	۸۲۰	۱	۱	۲۲	۱۰۰	۱۹۴۵

(ظ) ضعت بسط کی ستائیسویں قسم (بسط تانج) ہے۔ صاحب معدن الجواہر نے اس کا ذکر نہایت اجمال کے ساتھ فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ طالب کو حروف کو مطلوب کے حروف کے ساتھ امتزاج دینے کا نام بسط تانج ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ صرف اس قدر تعریف سے واضح کا مقصد مشتاقان فن کی سمجھ میں نہیں آسکتا یہ صنعت دراصل دو حروف یا دو الفاظ یا دو نام یا دو فقرے یا دو مضمرین یا دو اشعار میں ہو سکتی ہے بشرطیکہ دونوں کے حروف تعداداً مساوی ہوں

ایک کا نام طالب ہوگا اور دوسرے کا نام مطلوب۔
 پس ہم کو چاہیئے کہ طالب کے پہلے حرف کے عدد کو مطلوب کر پہلے حرف کے عدد کے
 ساتھ بقاعدہ ترتیب مقطعات جمع کریں اور آخر پر ان اعداد مجموعہ کی میزان
 دیدیں تو حاصل جمع سنہ مطلوب ہوگا۔
 مثلاً ہم چاہتے ہیں کہ ایک شادی کی تاریخ اس صنعت میں لکھیں دو لہا کا
 نام حامد ہے اسی کو اصطلاح جمل میں طالب کہیں گے اور دلہن کا نام ہندہ
 جس کا اصطلاحی اسم مطلوب ہے۔ پس طالب کے حرف اول ح کے ۸ عدد کو
 مطلوب کے حرف اول ۵ کے ۵ عدد کے ساتھ ہم نے بقاعدہ ترتیب مقطعات
 جمع کیا تو ۵۸ ہوئے اسی طرح ہم ہر ایک حرف طالب و مطلوب کی نسبت
 عمل کریں گے اور میزان کل سے سنہ مطلوب حاصل ہوگا۔ ملاحظہ ہو نقشہ
 ذیل جس میں حامد و ہندہ کا تمانج ہے۔

حروف و اعداد طالب		حروف و اعداد مطلوب		تمانج اعداد ترتیب مقطعات	
ح	۸	۵	۵	۵	۸
ا	۱	ن	۵۰	۵	۰
م	۴۰	د	۴	۴	۰
د	۴	۵	۵	۵	۴
میزان کل یعنی سنہ مطلوب ۱۰۵۳					
خانہ ۵ کے اعداد کا مجموعہ (۱۰۵۳) سنہ مطلوب ہے جو صنعت بسط تمانج سے حاصل ہوا۔					

تاریخ ذیل جو اسی صنعت میں لکھی گئی ہے ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے۔

ہمارے دوست دیہی داس یکتا
صفاسے کہد یا اہل جمل نے
بحسن صنعت بسط تمایز ۱۹۱۱
ہوئے جس دم گجا بائی سے نسوب
ہیں راجہ طالب اور رائی ہین مطلوب
کہا سمیت کا سنہ بندہ نے کیا خوب

(تشریح)

حروف واحد طالب		حروف واحد مطلوب		تمایز اعداد بترتیب مقطعات	
د	۴	گ	۲۰	۲	۰
می	۱۰	ج	۳	۳	۱
ب	۲	ا	۱	۱	۲
می	۱۰	ب	۲	۲	۱
د	۴	ا	۱	۱	۴
ا	۱	می	۱۰	۱	۰
س	۶۰	می	۱۰	۱	۰

میزان کل ۱ ۹ ۱ ۱ سمیت

(غ) بسط کی اٹھائیسویں قسم (بسط داخل اربعہ) ہے۔

صاحب مخص تسلیم نے بحوالہ مطلع العلوم و مجمع الفنون اس کا ذکر کیا ہے
اور صاحب معدن الجواہر نے بھی اس کو لکھا ہے۔

اس صنعت کا طریقہ عمل یہ ہے کہ مادہ تاریخ کے ہر ایک لفظ میں ادغای
عمل کریں۔ اس خاص غرض سے صاحبان جمل نے اعداد و حروف کے چار قسم

قرار دیے ہیں۔ (۱) کبیر (۲) وسیط (۳) صغیر (۴) اصغر
(۱) عدد کبیر وہ عدد ہے جو حروف لفظ سے بقاعدہ حبل حاصل ہو۔
(۲) وسیط وہ عدد ہے جو کبیر کے ایک مرتبہ احاد کو دوسرے مرتبہ عشرت
میں ادغام کرنے کے بعد باقی رہ جائے۔

(۳) صغیر وہ عدد ہے کہ وسیط سے بھی اس کا ایک مرتبہ بوجہ ادغام ہو جائے
(۴) اصغر وہ عدد ہے جو اسی ادغام کے باعث وسیط سے بھی کم مرتبہ ہو
پس ان ہر چار درجوں میں بقاعدہ استنطاق حروف کو پیدا کرنا چاہیئے
اور آخر پر اس مجموعہ حروف سے اعداد حبل حاصل کرنا چاہئے۔

واضح ہو کہ اگر اعداد لفظ مطلوب کے مراتب چار یعنی آحاد و عشرات و آمات والوف یا
اس سے زائد ہوں تو سب بار یکے بعد دیگرے عمل ادغام ہو سکے گا۔ اگر لفظ مطلوب
کے اعدادی مراتب صرف ۳ ہوں یعنی آحاد و عشرات و آمات تو عمل ادغام کبھی نہ
دوبار ہوگا۔ اس طرح اگر لفظ مطلوب کے اعدادی مراتب صرف دو ہوں یعنی آحاد
و عشرات تو ادون میں عمل ادغام کبھی صرف ایک دفعہ ہوگا۔ لیکن کل حالتوں میں یہ
صنعت بسط مداخل اربعہ سے موسوم ہوگی اس لئے کہ بشرط گنجائش چار درجہ تک
اس میں استنطاق کا عمل کیا جاتا ہے۔

صاحبِ ملخص تسلیم نے اس صنعت کے قاعدہ کو تو بیان فرما دیا ہے
لیکن غالباً خود اس کو سمجھا نہیں بھی وجہ ہے کہ تمثیل کے عمل میں غلطی کی ہے اور
صاحبِ معدن الجواہر نے مولفِ موصوف کے بیان کی نقل فرمادی ہے۔
اب ہم مشتاقانِ فن حبل کے سمجھانے کے لئے ۳ نظیریں پیش کرتے ہیں

(۱) لفظ وزیر اعظم جس کے اعداد مجموعی ۱۲۳۴ ہیں۔ (۲) لفظ معدلت جس کے اعداد ۵۴۴ ہیں اور (۳) لفظ حامد جس کے اعداد ۵۳ ہیں (تمثیل اول) وزیر اعظم کے اعداد ۱۲۳۴ کا نام عدد کبیر ہے۔

ہم نے بقاعدہ بالا اس عدد کا استنطاق کیا تو حروف د ج ب ا حاصل ہوئے پہر ہم نے ۱۲۳۴ میں مرتبہ آحاد کے عدد ۴ کو عشرات میں ادغام کیا تو ۱۲ ہو گئے یہ عدد وسیط ہے جس سے بقاعدہ استنطاق ز ب ا حاصل کیا۔ پہر ۱۲ کے پہلے مرتبہ کو دوسرے میں ادغام کیا تو ۱۹ ہوئے اور یہ عدد صغیر ہے جس سے حروف مستنطق ط ا حاصل کئے۔ پہر ۱۹ کے پہلے مرتبہ کو دوسرے میں ادغام کیا تو ۱۰ ہو گئے اور یہ عدد اصغر ہے اور اس کا استنطاق کیا تو ی حاصل ہوئی۔ پس لفظ وزیر اعظم کے بسط داخل اربعہ سے حروف د ج ب ا ز ب ا ط ا ی۔ حاصل ہوئے جن کے اعداد کا مجموعہ ۴۰ ہے اور یہی عدد شامل حساب مادہ خارج ہوگا۔

(تمثیل دوم) لفظ معدلت کے اعداد ۵۴۴ ہیں اور یہ عدد کبیر ہے۔ اب ہم نے اس کا استنطاق کیا تو حروف د د ہ حاصل ہوئے۔ پہر ہم نے آحاد کے ۴ کو عشرات میں ادغام کیا تو ۵۸ ہوئے اور یہی عدد وسیط ہے جس سے حروف مستنطق ح ہ حاصل ہوئے۔ پہر ہم نے ۵۸ کے آحاد کو عشرات میں ادغام کیا تو ۱۳ ہوئے اور یہ عدد صغیر ہے جس کے حروف مستنطق ج ا ہیں۔ (واضح ہو کہ لفظ معدلت کے اعداد مرتبہ مات سے زائد نہیں ہیں) اس کا عدد اصغر ۴ ہے اور حرف د۔ اب ہم نے کل حروف مستنطق کو جمع کیا تو د د ہ ح

۵ ج ادا حاصل ہوئے جن کے مجموعی اعداد ۳۴ ہیں۔ اور یہی اعداد شامل حنا مادّہ تائیح ہوں گے۔

(تمثیل سوم) لفظ حامد کا عدد کبیر ۵۳ ہے اور اس کے حروف مستنطقہ

ج ۵۔ جب ہم نے ۵۳ کے آحاد کو عشرات میں ادغام کیا تو (۸) حاصل ہوئے اور یہی عدد وسطیٰ ہے جس کا حرف مستنطقہ ح ہے۔ بدین وجہ کہ لفظ حامد کے

اعداد مراتب عشرات سے زیادہ نہ تھے لہذا ان سے عدد صغیر و اصغر حاصل نہ ہو سکا۔ اب ہم نے کل حروف مستنطقہ کو جمع کیا تو ج ۵ ح کے مجموعی اعداد ۱۶ ہوئے اور یہی داخل حساب مادّہ تائیح ہوں گے۔

اس صنعت سے یہ حاصل ہوا کہ وزیر اعظم کے اعداد ۱۲۳۴ کے عوض

مادّہ تائیح میں صرف ۴۰ محسوب ہوئے۔ اور اسی طرح لفظ معدلت کے اعداد

۵۴۴ کی جگہ بوجہ صنعت صرف بقدر ۳۴ داخل حساب مادّہ تائیح ہوئے اور

لفظ حامد کے ۵۴ عدد کے عوض حساب مادّہ میں بوجہ صنعت صرف ۱۶ لگ گئے

افسوس ہے کہ مطلع العلوم کا کوئی نسخہ ہم کو نہ ملا ورنہ ہم اس سے معلوم

کرتے کہ اس صنعت کی تعریف اس نے کس طریقہ پر کی ہے۔

ہم اس موقع پر صاحبِ شخص تسلیم کی عبارت کو لفظ بلفظ نقل کر دیتے ہیں

تاکہ اگر ہم سے عملاً کچھ غلطی ہوئی ہو تو ذی علم افراد اس کی تصحیح فرما سکیں ہمیں انکی

عبارت پر جداولی علامت کی ہے اور جا بجا فارسی زبان میں اوسیر جمع ہی۔

آپ فرماتے ہیں کہ ہر لفظ یا عبارت کے راکہ خواہند بحساب ابجد عدد برآورد

وازد عدد حروف حاصل کنند۔ و عدد حروف بر چہار گونه است کبیر۔

وسیط - صغیر - اصغر - کبیر آن که عدد اصلی الفاظ یا عبارت باشد هر قدر که بود
و عدد و وسیط آن ست که یک مرتبه آن را از طرف آحاد کم کنند - و عدد و صغیر آن ست
که از وسیط یک مرتبه کم کنند - و عدد و اصغر آن ست که از ان هم یک مرتبه
کم کنند - مثلاً لفظ سعید - یک صد و چهل و چهار عدد ست حروف آن - دم
ق - این کبیر باشد و درین عدد سه مرتبه واقع شده یکے آحاد که چارست و
دوم مرتبه عشرت که چهلست - و سوم مرتبه مات که صدست - چون این عدد
را وسیط کنیم یک مرتبه آحاد را در مرتبه عشرت ادغام نماییم بدین صوت
یک صد و هشت شد - بنده گوید که بجهده شد یا بر مرتبه آحاد اگر صفر را باقی
داریم یک صد و هشتاد شد و حروف آن (ح ق) و چون خواهیم که این را
صغیر کنیم صفر را که حافظ مرتبه عشرت ست در آحاد که هشتست ادغام
نمودیم بجهده شد بنده عرض می کنم که صفر را در هشت ادغام باید کرد نه هشت را
در صفر باین حال بجهده چه طور شد همان یک صد و هشتاد ماند و بجهده در آنصورت
باشد که حافظ مرتبه را محو کنیم برخلاف عمل ادغام اول بدین صورت حروف آن
ح می - و چون خواهیم که این را اصغر کنیم آحاد را در عشرت ادغام نمودیم
پس نه شد بدین صورت (۹) و حرف آن ط - بنده گوید که در ادغام اول
صفر را به حفاظت مرتبه قائم داشتن و در ادغامات ما بعد برخلاف آن مراتب را
کم کردن چه معنی دارد پس مجموع حروف که از بسط داخل اربعه لفظ سعید حاصل
شد این ست دم ق ح ق ه ق ه می ط انتهی کلامه من میگویم
که نه چنین باشد بلکه دم ق ح ق ح می ط باشد - بر اصول مصنف مذکور

واضح ہو کہ استنطاقِ حروف میں جو اختلاف کہ ہم کو صاحبِ مخلص تسلیم اور صاحبِ معدن الجواہر کے ساتھ ہے اسکو ہم نے گزشتہ حصہ میں نصیبِ صنعت (الف) بیان کر دیا ہے۔ لائقِ مؤلف کی فارسی عبارت مذکورہ بالا سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے سمجھ کر نہیں لکھا ہے۔ پس جو کچھ ہم نے سمجھا ہے وہ اوپر عرض کر چکے ہیں اور بطور تمثیل ایک لطیف تاریخِ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جو ہماری طبعزاد ہے۔

از چار طاق یافت بنا خانہ خدا	کاندروکن بمسجد عالی ملقب ست
تایخ از داخل اربع شود عیان	گر چالش بصنع تناصف مرتب ست

اس تاریخ میں دو صنعتوں سے کام لیا گیا ہے (۱) صنعتِ داخلِ اربعہ۔
(۲) صنعتِ تناصفِ مرتب۔ اور بدین لحاظ اس کو مجموع الصنائع بھی کہہ سکتے ہیں
واضح ہو کہ مسجد عالی کے اعداد مجموعی ۲۱۸ ہیں جن کے حروف مستنطقہ
(ح ۱ ب) ہیں۔

جب آحاد کو عشرات میں ادغام کیا تو ۲۹ ہوئے جس سے بقاعدِ استنطاقِ حروف (ط ب) حاصل ہوئے۔

پھر ۹ کو ۲ میں ادغام کیا تو ۱۱ ہوئے جس کے حروف مستنطقہ
(۱-۱) ہیں۔

پھر ۱ کو ۱ میں ادغام کیا تو ۲ ہو گئے جس کا حرف بقاعدِ مذکور (ب) ہے
اب ہم نے کل حروف مستنطقہ (ح-۱-ب-ط-ب-۱-۱-ب) کے
اعداد کو جمع کیا تو (۲۶) ہوئے اور یہی صنعتِ داخلِ اربعہ کا حاصل ہے۔ پھر اسکی
تخصیف بقاعدہ ترتیب کی تو ۱۳۲۶ ہوئے اور یہی سُنہ مطلوب ہے۔

بجد مصلحت تاریخ کا بیان جنسہ ہو چکا۔ عجب اتفاق کی بات ہو کہ جس طرح ابجد کے ۲۸ حرف ہیں۔ اسی طرح بسط کی ۲۸ صنعت ہیں جن کی تعریف ہم نے حصہ گزشتہ میں عرض کی۔

دوسری فصل ترقیم کے متعلق

عجم اور ہند کا طریقہ جمل کی غایت دوم ترقیم ہے یعنی حروف کا کام اعداد میں لینا اور یہ تاریخ کا عکس ہے۔ اس لئے کہ تاریخ میں اعداد کا کام حروف سے لیتی ہیں اور ترقیم میں حروف کا کام اعداد سے سنسکرت نے اس سے بہت کچھ کام لیا ہے اور اس خاص مقصد کے لئے اعداد حروف کے سوا اون کے پاس الفاظ خاص کے بھی اعداد ہیں یعنی متعدد الفاظ ایسے ہیں جن کا عدد صرف (۱) ہے اسی طرح بہت سے الفاظ خاص کا عدد صرف ۲ ہے۔ یہی سلسلہ (۱۰) تک چلا گیا ہے۔ عربوں نے زمانہ سلف میں اس طریقہ کو جاری رکھا ہو لیکن فی زمانہ اس کا رواج خال خال ہے۔ عجم میں بھی اس کا رواج بہت کم ہے ایک قدیم شعر فارسی سے جس کو عوام نے شیخ سعدی علیہ الرحمہ سے منسوب کیا ہے صرف اس قدر بتا چلتا ہے کہ عجم میں زمانہ سابق اس کا عمل تھا۔ یہی کیفیت ہندوستان کی ہے۔ ہم نے اپنی اوائل عمر میں تو ہندو سن میں مراہوتی ہوئی دیکھی تھی لیکن اب یہ طرز قریب قریب متروک ہے۔ اور اس کا یادگار کسی قدر زبان سنسکرت میں باقی رہ گیا ہے۔ اور کچھ عجب نہیں کہ اختصار و اخفا ہی کے لئے واضع جمل نے اس کو وضع کیا ہو۔

برہمنوں کے ایک پنڈت جی (جگت پرشاد و دیا بہوشن ترکہ سر موئی) نے

ہم سے کہا کہ زبان سنسکرت میں متعدد تصانیف اسی طریقہ پر ہندسوں میں ہیں اور بہ نسبت حروف کے بہت اختصار کے ساتھ کام لیا گیا ہے متعدد حروف کے ایک لفظ کے لئے جب کہ ایک خاص عدد ہے تو عرض مطلب میں نہایت اختصار کے ساتھ کام لیا جاتا ہے۔ اور عام نگاہوں سے ایک حد تک اخصا بھی ملحوظ رکھا گیا ہے آپ ہی کا قول ہے کہ بزرگوں کے قیمتی مضامین اور بعض خاص فنون کی کتابیں ہندسوں میں لکھی گئی ہیں۔ (انتہی)

سردست ہندوستان میں اس طریقہ کتابت کی بوباس اسی شعر سعدی کی بدولت رہ گئی ہے جس کا ذکر ہم نے اوپر کیا جس کے ذریعہ سے کتابت بذریعہ اعداد میں ایک خاص خوبی یہ پیدا ہوئی ہے کہ ہر حرف کے ہندسہ کے بعد خط فاصل کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اور وہ شعر یہ ہے (۵) احد بخط نرسد لیکست عشرات بمات بگزروا خط الوف کج سورا ست و

یعنی ہر ایک سطر کی جگہ ایک خط جدولی کہینچا جاتا ہے اور اس خط پر ہندسوں میں عرض مطلب ہوتا ہے۔ آحاد یعنی اکائیاں تو خط سے کسی قدر بلند رہتی ہیں۔ اور عشرات یعنی دہائیاں خط سے مل جاتی ہیں۔ اور مات یعنی سیکڑے خط سے گزر جاتے ہیں۔ اور الف یعنی ہزار خط سے متجاوز ہو کر سیدھی جانب مائل ہوتا ہے۔ اس طریقہ سے جگہ بہت کم صرف ہوتی ہے اس لئے کہ عشرات اور مات اور الوف میں صفر حذف کر دیئے جاتے ہیں۔ اور ایک عدد سے دوسرے عدد کے درمیان کسی حد فاصل کی ضرورت نہیں ہوتی ہم نے ذیل میں الفاظ غرائب الجبل کو جو اس کتاب کا نام ہے اسی طریقہ پر لکھا ہے تاکہ ناظرین کو مثال کا

لیکن ترقیم میں آحاد وعشرات و اُمات والوف کے لئے کوئسا خاص طریقہ اختیار کیا گیا ہے اوس سے مخلوق لاعلم ہے۔ اسی وجہ سے اون کے مطالب کو مالاخیل سمجھا گیا ہے۔ ان کی نسبت صرف یہ عقدہ چلا آتا ہے کہ یہ کتب علوم روحانیہ سے متعلق ہیں۔ بعض پرانے کتب خانوں اور خاص خاص خاندانوں میں ان کے کچھ کچھ اوراق ہیں اور اکثر تارکے پتوں پر نہرئی سے کندہ ہیں اور بطور تبرک پوجا میں رکھ جاتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ یہ ساری تباہی کہ جس کی وجہ سے علمی ذخیرے پوجا کے تبرکات بن چکے ہیں ہماری غفلتوں کا نتیجہ ہے۔ اور اگر ہم اس کتاب کے ذریعہ سے اس فن کی اس قدر خدمت نہ کرتے تو آئندہ صدی تک فنِ جبل کے بہت سے مطالب صفحہ روزگار سے غالباً مٹ جاتے۔ من اللہ التوفیق۔

ہم نے طریقہ ترقیم کو ایک خاص فصل میں صرف تکمیل مطالب کتاب کے لئے لکھ دیا۔ آج کل تاریخ کار و اج بہ نسبت ترقیم کے زیادہ ہے۔ الحمد للہ ہماری کتاب ختم ہو چکی۔ اب ہم خاتمہ کا آغاز کرتے ہیں۔

خاتمہ کتاب

خاتمہ کا پہلا حصہ تاریخ سنین کے بیان میں

بیان عام

ہندوستان میں بلحاظ اقوام مختلف جو سنین رائج ہیں قریب قریب اون تمام سنین میں تاریخیں لکھی جاتی ہیں اور ممکن ہے کہ دوسرے ممالک اور اقالم میں خاص

سنین کا رواج ہو۔ بناءً علیہ یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ ہم اس خاتمہ میں
 اوں سنین مختلفہ کی مختصر سی تاریخ ہدیہ ناظرین کریں۔ اسی موقع پر یہ بتا قابل
 بیان ہے کہ مؤرخ کو مادہ تاریخ کے بیان کرنے کے قبل خواہ وہ منظوم ہو یا
 منثور اس امر کا ظاہر کر دینا بہت ضروری ہے کہ ہمارا یہ مادہ فلان سنہ کو
 ظاہر کرتا ہے۔ اگرچہ مادہ تاریخ کے اعداد کا مجموعہ بھی ایک حد تک سنہ کی
 خبر دیتا ہے لیکن زمانے کے گزر جانے کے بعد مجموعہ اعداد سے اسکی اطلاع
 ناظرین کو صحت کے ساتھ ملنا بغیر صراحت کے سخت دشوار ہے۔ فرض کرو کہ
 ایک مادہ تاریخ ہمارے روبرو ہے جس سے (۹۰۰) عدد حاصل ہوتا ہے
 تو ہم اس بات پر یقین نہیں کر سکتے کہ یہ سنہ ہجری ہے یا محمدی
 یا عیسوی یا اور کوئی سنہ اگرچہ ہر نفس واقعہ کی مطابقت کسی تاریخ کی کتاب
 یا اور کسی ذریعہ سے ہونے کے بعد ہم اس مطابقت کے ذریعہ سے اس مادہ
 کی نسبت یہ علم حاصل کر سکتے ہیں کہ یہ سنہ ہجری یا محمدی یا عیسوی یا اور
 کوئی سنہ ہے۔ لیکن اس در دوسری کا متحمل ہر شخص نہیں ہو سکتا۔ پس ہر مؤرخ کو
 لئے مناسب یہی ہے کہ اپنے مادہ تاریخ کے ساتھ اس امر کی بھی صراحت کر دیا کرے
 کہ اس مادہ سے فلان سنہ حاصل ہوتا ہے۔

بعض اہل جبل کی یہ رائے ہے کہ مادہ تاریخ سنہ ہجری کے لئے اس
 صراحت کی ضرورت نہیں ہے۔ متقدمین چون کہ اکثر سنہ ہجری ہی میں تاریخ
 لکھنے کے پابند رہے ہیں لہذا انہوں نے اپنے قطعات تاریخ میں اس صراحت
 کی پابندی نہیں کی ہے۔ اور متأخرین سے جن محتاط مؤرخین نے غیر ہجری

سنہ میں تاریخ لکھی ہے انہوں نے صراحت کو لازم گردانا ہے۔ بہر حال ہمارے
راے میں صراحت اولے ہے۔

ذیل میں ہم نے جن سنین کا ذکر کیا ہے اون کی صحّت مطابقت کے لئے
افسوس ہے کہ ہمارے پاس کوئی تقویمی ذخیرہ نہ تھا بناً علیہ ہم نے صرف
حسابی عمل سے کام لیا ہے اور حتی الوسع کبیسہ کے فرق کو وضع کرتے گئے ہیں
لیکن باوجود اس کے اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو معزز ناظرین ہم کو معاف فرمائیں
جس قدر سنین کا ذکر ذیل میں ہوا ہے اون سے بعض سنین ایسے ہی ہیں جن کا
رواج ہند میں بہت کم ہے یا مطلق نہیں ہے ہم نے اون کو ترک کر دینے سے
زیادہ مناسب سمجھا کہ اجمالاً اون کا بھی ذکر کر دیں تاکہ طبّاع مورّخین کو اپنی
کسی تاریخ کے مرصّع کرنے میں اس خاتمہ سے مدد ملے۔

(۱) سنہ آدمی

سنہ آدمی سے ابتداءً آفرینش آدم علیہ السلام کا سنہ مراد ہے۔ صاحبیات
اللغات نے بحساب شمسی ۷۷۲ کو ۱۲۲۲ ہجری کا مطابق قرار دیا ہے پس اسی
حساب سے ۱۲۵۰ ہجری کے آخر پر بعد وضع تفاوت ہلالی و شمسی سنہ آدمی
۷۲۵۱ ہونا چاہیئے۔

بادی النظر میں ناظرین کتاب خیال فرمائیں گے کہ ہند کو اس سنہ سے
کیا غرض اس لئے کہ کسی قوم میں یہ سنہ رائج نہیں ہے۔ لیکن جب صنعت
ترصیع میں تاریخ لکھی جائے تو اور سنین کے ساتھ سنہ آدمی پیدا کرنا بھی خوبی
سے خالی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس کا ذکر کر دیا۔ یا منرض کرو

کسی ایسے مادہ تاریخ سے جو سنین مروجہ میں سے کسی ایک سنہ میں لکھا گیا ہو، صنائع کے ذریعہ سے سنہ آدمی بھی حاصل ہوا تو بے شک اس تاریخ کی منزلت دو بالا ہو سکتی ہے۔ یہ خیال ہرگز نہ کرنا چاہیے کہ ایسے کثیر اعداد سنہ میں مادہ تاریخ حاصل ہونا مشکل ہے صنائع تاریخ کا میدان بہت وسیع ہے۔ ایک شوق خیال مورخ بہت کچھ کر سکتا ہے۔

(۲) سنہ براہمی

سنہ براہمی وہ سنہ ہے جو ابراہیم علیہ السلام کی نبوت سے قائم ہوا ہے۔ صاحب غیاث اللغات نے اس کو ۲۲۸۲ھ ہجری کا مقابل ۱۸۰۲ھ براہمی قرار دیا ہے۔ اوپر شمسی حساب سے ہر۔ پس کسراتِ دہ روزہ کے وضع کرنے کے بعد ۲۲۸۲ھ ہجری میں یہ ۱۸۰۲ھ قائم ہوتا ہے۔

برہمنوں کی تقاریب میں اگر سنہ مروجہ کی تاریخ کے ساتھ سنہ براہمی کا بھی کوئی مصحح ہو یا اسی تاریخ میں کسی صنعت کے ذریعہ سے سنہ براہمی حاصل ہو تو یہ بات بہت پر مذاق ہوگی۔ امت براہمی سے دنیا خالی نہیں رہے پس برہمنوں کا سنہ بکرماجیت اور سالباہن کے سنہ سے کام لینا اور براہمی سنہ قطع نظر کرنا چہ معنی دارد۔ ہم نے انہیں تمام لحاظات سے سنہ براہمی کو بھی اس بیان میں جگہ دی ہے۔

(۳) سنہ داؤدی

بقول صاحب غیاث اللغات ۲۲۸۲ھ ہجری میں سنہ داؤدی ۳۵۲۲ھ تھا اور اسی حساب سے ۲۲۸۲ھ ہجری میں اس کی مطابقت ۳۶۲۳ھ ہوتی ہے۔ ہم اس

سنہ کو خاص مواقع پر کام میں لاسکتے ہیں اور اپنی تاریخ کا حسن دوبالا کر سکتے ہیں اس سنہ کی ابتدا داؤد علیہ السلام کی پیدائش سے شمسی سالوں کے حساب پر ہوئی دنیا کسی ایسی قوم سے خالی نہ ہوگی جس کو داؤد علیہ السلام کی خصوصیت کا دعویٰ ہو

(۴) سنہ موسوی

سنہ موسوی کی حرمت کرنے والی قوم ہندوستان میں موجود ہے یعنی یہود اپنے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کی تاریخ ولادت کی بہت تعظیم کرتے ہیں اور یہ سنہ اسی کا یادگار ہے۔ بقول صاحب غیاث اللغات ۲۲۸ھ ہجری میں سنہ موسوی ۲۱۷۱ء تھا۔ پس ۲۲۵ھ ہجری میں بعد وضع کسرات ۳۲۱۸ ہونا چاہیے۔ لیکن یہودیوں کے پاس ۳۰۰۰ ذی الحجۃ ۲۲۵ھ ہجری کو ۲۲۱۸ سنہ موسوی ہے۔

(۵) سنہ عیسوی کا بیان

صاحب غیاث اللغات نے اسکو سنہ انگریزی سے موسوم کیا ہے اور اسکو مہینے حسب ذیل قرار دیا ہے

(۱) جنوری (۳۱) یوم کا (۲) فروری (۲۸) یوم کا (۳) مارچ (۳۱) یوم کا
 (۴) اپریل (۳۰) یوم کا (۵) مئی (۳۱) یوم کا (۶) جون (۳۰) یوم کا
 (۷) جولائی (۳۱) یوم کا (۸) اگست (۳۱) یوم کا (۹) ستمبر (۳۰) یوم کا
 (۱۰) اکتوبر (۳۱) یوم کا (۱۱) نومبر (۳۰) یوم کا (۱۲) دسمبر (۳۱) یوم کا
 فروری کا مہینہ ۳ سال تک ۲۸ دن کا محسوب ہوتا ہے اور چوتھے سال ۲۹ یوم کا
 اس سنہ کا مبداء حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہے۔ اسی وجہ سے
 اس کو عیسوی سنہ بھی کہتے ہیں۔ اس کتاب کے سال تالیف میں ۲۹ ذی الحجۃ ۱۳۵۱ھ
 ہجری مطابق ہے ۳ فروری ۱۹۳۲ء عیسوی کا۔

سنہ عیسوی کے مہینوں میں کبیسہ کا قاعدہ ایک مشہور نظم میں بیان ہوا
جس کو ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہیں - ۵

جنوری فروری و مارچ و اپریل و مئی ہست اکٹوبر نومبر دسمبر آخر میں پس بود اپریل و جون و نیز ستمبر و گ فروری دو کم بود لیکن بسال چارین ہفت باقی سی و یک و زست گر قیمت کنی بر نیاید کسر اگر سال کبیسہ شد ہمین گریکے ماند ز سال بے کبیسہ اول ست	جون و جولائی اگست و نیز ستمبر بیان از مشہور سال انگریزی بسان رو میان شد نومبر اینہم سی روزہ باشد میان یک برین افزا کبیسہ بست نہ گرد عیان سا لہام عیسوی بر چار تا ای مہربان و بر آید پس ترک کسر کن تقسیم آن در دو دو دم در سوم سال شد یک
---	---

مورخین ہند نے اکثر تاریخین اس سنہ میں لکھی ہیں اور کہ چینیوں میں عموماً
یہی سنہ مروج ہے - بدین وجہ کہ ہندوستان میں انگریزی حکومت ہو عموماً اس کا
اور تجارتی کاروبار اسی سنہ میں ہوتا ہے -

(۶) سنہ محمدی کا بیان

سنہ محمدی سے وہ سنہ مراد ہے جو رسولِ معتبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحاب
وسلم کی نبوت باکرامت سے آغاز ہوا ہے اور وہ تالیف کتاب ہذا کے وقت
۳۲۵ھ ہجری کے مقابل ۱۱ سال کے تفاوت کے ساتھ ۱۳۳۶ھ - مولوی نظام
الدین حسن نینوی سابق رکن مجلس عالیہ عدالت حیدرآباد بن محمد حسن خان مغفور
صدور الصدور اودہ نے اپنی تقویم میں لکھا ہے کہ سال محمدی کا آغاز ۲۰ مارچ ۱۳۳۶ھ
عیسوی روز جمعہ سے بعد ختم یوم ہے - کیوں کہ اس سال پیمبر رحمت علیہ الصلوٰۃ

والسلام کا روزِ پیدائش ۲۰ ماہ اپریل روزِ دو شنبہ بتایا ۲۲ ثور ہے اور مہینہ
النبہار سے فصول کا حساب آسان ہوتا ہے۔ سالِ محمدی کے مہینے یعنی شہورِ محمدی
منطقۃ البروج کے ناموں سے موسوم ہیں۔ معمولی سال ۳۶۵ روز کا۔ اور سالِ کبیہ
۳۶۶ کا تقویم غریغوری سے مطابق ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس میں آپ سے
تساع ہو رہا ہے یعنی آپ نے اس سال کو ولادتِ محمدی کا سنہ خیال فرمایا اور ثانی
ہوئی بات ہے کہ ہجرت کے وقت عمرِ شریف ۵۱ سال کی تھی۔ اور نبوت کے وقت
چالیسواں سال تھا پس سنہ ہجری اور محمدی کا ۱۱ سالہ فرق خود اس بات کو بتا
کر رہا ہے کہ یہ سنہ نبوتِ باکرامت کا ہے نہ ولادت کا۔ اور اگر سالِ محمدی کو
سالِ ولادت ہی تسلیم کریں تو آج وہ بمقابلہ ہجری ۱۵ سال کے تفاوت کے سا
۱۳۳۱ ہو گا۔ پس یا تو ۳۳۶ کو سالِ نبوی کہا جائے یا سالِ محمدی کو ۳۳۷
مانا جائے۔

پس اس تحقیق کا یہ نتیجہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے ایک سنہ اور ہاتھ آگیا
اللہم زد فرد۔

مولانا نے سنہ محمدی کے ۱۲ مہینوں کا نام حسب ذیل لکھا ہے۔

(۱) حمل (۲) ثور (۳) جوزا (۴) سرطان (۵) اسد (۶) سنبلہ
(۷) میزان (۸) عقرب (۹) قوس (۱۰) جدی (۱۱) دلو (۱۲) حوت
ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ وہ مہینے جو عربوں میں زمانہ جہالت یعنی قبلِ ولادت
باسعادت آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رائج ہیں وہی ہیں جن کا ذکر ہم نے سنہ
ہجری کے ذیل میں کیا ہے۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں یہی

انہیں سے کام لیا گیا۔ پس ہم کو سنہ ولادت یا سنہ نبوت کے لئے انہیں
مہینوں سے کام لینا چاہیئے۔

(۷) سنہ ہجری کا بیان

صاحب غیاث اللغات فرماتے ہیں کہ سنہ ہجری کے مشہور قمری مہینوں کا نام یہ ہے
(۱) محرم (۲) صفر (۳) ربیع الاول (۴) ربیع الآخر (۵) جمادی الاول (۶) جمادی الثانی
(۷) رجب (۸) شعبان (۹) رمضان (۱۰) شوال (۱۱) ذیقعدہ (۱۲) ذی الحجہ
رویت ہلال کے دوسرے دن سے مہینہ کا آغاز ہوتا ہے اسی کو غرہ کہتے ہیں اور
بروز رویت۔ ماہ گزشتہ کا اختتام جس کو سلخ کہتے ہیں۔ اور اوسطاً چھ مہینے
۳۰ دن کے ہوتے ہیں۔ اور چھ مہینے ۲۹ دن کے۔ بلالحاظ ترتیب یعنی کوئی مہینہ
۳۰ دن کا۔ اور کوئی ۲۹ دن کا۔ سنہ ہجری کے مجموعی ایام ۳۵۴ دن ہیں۔
اس سنہ کی ابتداء مانہ ہجرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم
ہوئی جب کہ آپ نے مکہ معظمہ کی سکونت کو چھوڑ کر مدینہ منورہ کا ارادہ فرمایا۔
اسی وجہ سے اس سنہ کو سنہ ہجریہ کہتے ہیں اور یہ سنہ بروقت تالیف کتاب
ہذا (۱۳۲۵) ہے۔

آپ ہی نے بحوالہ صاحب عجائب البلدان فرمایا ہے کہ زمانہ خلافت حضرت
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ابی موسیٰ اشعری حاکم مین نے آپ کو لکھا کہ دارالخلافت
کے مکاتیب میں تاریخ نہیں ہوا کرتی جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ وہ کب لکھو گئے
ہیں مناسب یہ ہے کہ اون پر تاریخ لکھی جایا کرے۔ پس خلیفہ نے اصحاب سے
استشارہ فرمایا۔ بعض کی رائے یہ ہوئی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

مبارک سے تاریخ کی بنیاد قائم کی جائے اس لئے کہ یہ واقعہ عظیم ہے۔ بعضوں نے یہ رائے دی کہ رسول مقبول کی بعثت سے اس کا آغاز ہو۔ جب آراوین اختلاف ہوا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے رائے طلب ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ ہجرت مقدسہ سے اس کا آغاز ہونا مناسب ہے۔ کل صحابہ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور اتفاق اسی پر ہوا۔

محققین نے لکھا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۲ صفر کو مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی اور ۱۲ ربیع الاول کو مدینہ مطہرہ میں داخل ہوئے اور سنہ ہجری کا قرار داد سنہ ہجری میں بزمانہ خلافت دوم ہوا۔ بدین وجہ کہ ہجرت کا ارادہ آغاز محرم سے تھا۔ پہلا مہینہ محرم قرار پایا۔ یا اس مہینہ کی حرمت کی وجہ سے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

بعض اہل جبل نے ماہ اول سے محرم کا ارادہ کیا ہے۔ اور ماہ دوم سے صفر۔ ماہ سوم سے ربیع الاول۔ ماہ چہارم سے ربیع الآخر۔ ماہ پنجم سے جمادی الاولیٰ۔ ماہ ششم یا نصف سال سے جمادی الاخریٰ۔ ماہ ہفتم سے رجب۔ ماہ ہشتم یا ماہ شبِ برات شعبان۔ ماہ نہم یا ماہ صیام سے رمضان۔ اور ماہ دہم سے شوال۔ اور ماہ یازدہم سے ذی القعدہ۔ اور ماہ دوازدہم یا آخر سال سے ذی الحجۃ۔ یہ اشارات قسم صوری و معنوی میں کام دیتے ہیں۔ جیسا کہ کسی استاد نے صنعت ترقیع حرفی میں کسی مقام ۲۸ ہجری کا مادہ صوری و معنوی لکھا ہے (ع) دو شنبہ سوم ماہ چہارم

حرف اصلی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸
ترتیب حرفی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸

(۸) سنہ مہدوی

جناب میرزا محمد جعفر آج تخلص خلف الصدق جناب دبیر مغفور نے اپنی بے بہا تالیف ارمغان مین فرمایا ہے کہ سنہ مہدوی سے ولادت با سعادت حضرت صاحب الزمان ادامہ ظلہ العالی کا زمانہ مراد ہے۔ فرماتے ہیں کہ ولادت آنحضرت کی ۲۵۵ھ میں مذکور ہے۔ اور بقول دیگر ۲۵۸ھ ہجری میں۔

چنانچہ روایت اولیٰ کے حساب سے فی الحال سنہ مہدوی ۱۰۳۷ء ہے اور روایت ثانی سے ۱۰۳۴ء۔ پہر آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ یا سنہ مہدوی سے مراد آنحضرت کی ابتداء غیبت کا زمانہ ہے۔ اس میں بھی دو قول ہیں۔ ایک ۲۶۱ھ ہجری اور دوسری روایت سے ۲۶۵ھ ہجری پس بنا بر قول اول فی الحال (یعنی بروقت تالیف کتاب ارمغان) سنہ مہدوی ۱۰۳۲ء ہے اور بر بنیاد قول ثانی ۱۰۲۷ء واضح ہو کہ سنہ ولادت ۵۱۷ شعبان المعظم روز یک شنبہ سو شروع ہوتا ہے اور کہا گیا ہے کہ ولادت کے دس دن بعد سے یہ سنہ معین ہوا۔ (انتہی)

کتاب ارمغان کی تالیف ۱۲۹۲ھ ہجری میں ہے جس پر اس وقت یعنی ۱۳۲۵ھ ہجری میں ۳۳ سال گزر چکے ہیں پس سنہ مہدوی از روے ولادت بقول اول اس وقت ۱۰۷۰ء ہے۔ اور بقول ثانی ۱۰۶۷ء اور سال آغاز زمانہ غیاب بقول اول ۱۰۶۵ء ہے۔ اور بقول ثانی ۱۰۶۰ء والہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

لائق مؤلف موصوف فرماتے ہیں کہ سنہ ہجری مسلمانوں کے لئے ہوا اور سنہ مہدوی مومنین کے لئے اور سنہ عیسوی عیسائیوں کے لئے اور سنہ بکر ماجیت اہل مبنود کے لئے۔ ہم نے مسلمانوں اور مومنوں کا فرق اچھی طرح پر

نہیں سمجھا۔ لغت عرب میں مومن کے معنی دل سے تصدیق کرنے والے کے ہیں اور مسلم معنی اسلام قبول کرنے والا۔ پس مسلم کا اطلاق مومن اور منافق دونوں پر ہو سکتا ہے۔ اور جب مومنین کے لئے مہدوی سنہ مخصوص کر دیا گیا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ سنہ ہجری منافقین اسلام کے لئے رہ گیا۔ اور پہرہ یہی ارشاد ہوا ہے کہ سنہ ہجری بقول صاحب غیاث اللغات حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کا مجوزہ ہے۔ اور اسکی صراحت نہیں کی کہ امیر المومنین نے اس سنہ کو مومنین کے لئے تجویز کیا یا غیر مومنین کے لئے۔ اس طبجان نے یہ کو غیاث اللغات کے دیکھنے پر مجبور کیا۔ صاحب غیاث اللغات فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ باصحاب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام مشورہ نمودند بعضی گفتند کہ بنائے تاریخ بروفات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم باید نہاد کہ واقعہ عظیم است خلیفہ را (بوجود) پسند نیامد بعضے گفتند کہ بنائے کار بر مبعث آن سرور موجودات باید ساخت۔ این معنی ہم (بوجود) نہ پسندیدند پس این عقدہ لایخیل اعلیٰ قضیٰ کرم اللہ وجہہ فرستادند آن حضرت اشارت بہ ہجرت نمودند پس بنا بر اشارت آنحضرت مبداء تاریخ از ہجرت نمودند چہ ہجرت ابتدائے ظفرو نصرت و قوت اسلام بود الخ۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اسی لفظ آخرہ اسلام کی وجہ سے جو صاحب غیاث کی آخر عبارت میں ہے۔ مرزا صاحب سنہ ہجری کو مسلمین سے مخصوص فرمایا۔ یہاں تک پہنچ کر ہم نے خیال کیا کہ جناب مرزا صاحب کا مقصد مومنین سے غالباً امامیہ مذہب والے ہوں جیسا کہ صاحب فرنگ آصفیہ نے لفظ مومن کے تیسرے معنی (اہل شیعہ) لکھے ہیں بے شک یہ بات دل کو گنتی ہوئی ہے۔ لیکن خود غیاث اللغات یا اور کسی کتاب سے اس کا پتہ نہیں چلتا کہ حضرت

امیر المؤمنین علیہ السلام نے مؤمنین کے لئے سنہ مہدوی کی تخصیص کی بشارت پہنچائی
ہم برابر دیکھ رہے ہیں کہ تیسرے معنی کے مؤمنین بھی سنہ ہجری ہی سے کام لیتے ہیں
اس لئے کہ وہ اون کے نبی برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہجری سنہ ہے اور نہ ہم نے
کسی مؤمن موضح کی تاریخ سنہ مہدوی میں لکھی ہوئی پائی جہاں تک ہم نے غور کیا
معلوم ایسا ہوتا ہے کہ سنہ ہجری ہر ایک مسلم کا سنہ ہر خواہ وہ اہل تشن سے ہو
یا اہل تشیع سے کیوں کہ دونوں مسلمین میں داخل ہیں اور کچھ عجب نہیں کہ خارجیوں
سنہ کو نہ مانتے ہوں۔ اگرچہ رسول برحق کے تعلق کی وجہ سے کوئی وجہ ان کو نہ مانے
کی نہیں ہے لیکن کیا عجب ہے کہ ہدایت سنہ کی تاریخ کے لحاظ سے انہوں نے اپنے
لئے کوئی فرضی سنہ مقرر کر لیا ہو جیسا کہ سرتاج مؤمنین ابوح لکھنوی نے مہدوی
سنہ کی تخصیص فرمائی ہے مگر ہم نے خارجیوں کے لئے کسی خاص سنہ کا نام اب تک
نہیں سنا اور نہ اہل تشیع کی تخصیص سنہ مہدوی سے اب تک ہو کر معلوم تھی۔
اسی کتاب کی برکت ہے کہ اس بیان میں ہماری بصیرت بڑھی۔

(۹) سنہ ترکی کا بیان

بقول صاحب غیاث اللغات سنہ ترکی کو ایغوز اور غازلم کہتے ہیں۔ اور اس کے
مہینوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ (۱) آرام آی۔ (۲) اے کند آی
(۳) اوچوچ آی۔ (۴) ترتیج آی۔ (۵) آمیشیج آی۔ (۶) التیج آی۔
(۷) ایشیج آی۔ (۸) سکیج آی۔ (۹) توقریج آی۔ (۱۰) او توخیج آی۔
(۱۱) اونیجیج آی۔ (۱۲) اون ایکیج آی۔

آپ فرماتے ہیں کہ ترکوں کا سال مثل ہندیوں کے قمری ہے یعنی رویت ہلال

کبھی تیسرا مہینہ اور کبھی اونتیس ہر تیسرے برس پر کیسہ کا ایک مہینہ بڑا کر سال ۱۱ کو ۱۲ مہینہ کا کر دیتے ہیں اور اس تیرہویں مہینہ کا نام سو آ سی رکھ دیتے ہیں اور ابتداء سال شمس و قمر کے اجتماع سے (برج دلو میں) محسوب ہوتا ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ اس سنہ کا آغاز بادشاہ غازلم کی سلطنت سے ہے۔
 سنہ ۱۲۲۲ ہجری میں یہ سنہ ۱۲۱۱ کے مطابق تھا اور اسی حساب سے اس وقت آخر ذی حجہ ۱۲۲۵
 ہجری میں سنہ ترکی کی مطابقت ۲۲۰۲ ہ۔ اس وقت ممالک کی میں سنہ ہجری جوئی ۱۰۱۲

(۱۰) سنہ فصلی کا بیان

جس سنہ کا عنوان ہم نے سنہ فصلی رکھا ہے۔ اہل ہند اسی کو سنہ فارسی کہتے ہیں۔
 وکن میں سال تالیف کتاب ہذا کا فصلی ۱۰۱۱ ہے جو مطابق ہے ۱۲۲۵ ہجری کا۔
 اور یہی ۱۰۱۱ فصلی ہندوستان میں سنہ فارسی کے نام سے رائج ہے مہینوں کے
 نام دونوں جگہ متحد ہیں۔ یعنی (۱) آذر ۲۹ یوم (۲) دی ۲۹ یوم۔

(۳) بہمن ۳۰ یوم (۴) اسفند ۳۰ یوم (۵) فروردی ۳۱ یوم (۶) اردی بہشت ۳۱ یوم
 (۷) خرداد ۳۰ یوم (۸) تیر ۳۱ یوم (۹) امرداد ۳۱ یوم (۱۰) شہریور ۳۱ یوم
 (۱۱) مہر ۳۰ یوم (۱۲) آبان ۳۰ یوم۔ کسی استاد نے انکم شمار ایام کو لکھ کر ایک شعر نظم کیا

لل کط وکط لل شہور کوتہ است | لا ولا لب لا ولا لاشش مہ است

آغاز سال دونوں جگہ ماہ آذر سے ہوتا ہے اور اختتام ماہ آبان پر۔ لیکن
 تاریخوں میں کچھ خفیف سا اختلاف ہے یعنی وکن میں تالیخ ۲۹ ذی حجہ ۱۲۲۵ ہجری
 بروز دوشنبہ مطابق ۳۱ فروردی ۱۲۱۱ عیسوی موافق ہے یکم فروردی ۱۲۱۱ فصلی
 اور اہل ہند نے اپنی جستیوں میں آخر ۱۲۲۵ ہجری کی مطابقت ۳۱ فروردی ۱۲۱۱

فارسی سے کی ہے۔

الحاصل خواہ اس کو سنہ فصلی کہو یا فارسی دونوں کا نتیجہ ایک ہے۔

صاحب غیاث اللغات نے اسی کو سنہ فارسی اور نیز نزد جوی لکھا ہے اور اس کا آغاز ماہ فروردین سے اور اختتام ماہ اسفندار پر قرار دیا ہے اور یہ بھی صراحت فرمائی ہے کہ یہ سال تعدادِ ایام میں سنہ رومی کے ساتھ مساوی ہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ اس سنہ کا آغاز نزد جوی بادشاہی سے ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ سنہ تالیف غیاث اللغات کے وقت یعنی ۸۷۱ھ ہجری میں مطابق ہے ۱۴۷۱ھ فصلی کا یعنی سنہ ہجری اور فارسی میں ۴۶ سال کا تفاوت ہے حالانکہ اس وقت ہجری و فصلی یا ہجری و فارسی میں صرف ۸ سال کا فرق ہے یعنی فصلی یا فارسی کا ۸۷۱ھ اور ہجری ۱۴۷۱ھ۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ کہنویں اور ہندیوں نے سلطنتِ یزدجرد سے اس کی ابتدا نہیں مانی ہے اور نہ معلوم اون کا مبداء کیا ہے۔ صاحب غیاث یہ بھی فرماتے ہیں کہ اہل فارس سال فارسی کو نوروز سے شروع کرتے ہیں پس ہماری زمین میں ۸۷۱ھ کو فصلی ہی سے موسوم رہنے دینا چاہیئے اور سنہ فارسی سے اس کو نہ ملانا چاہیئے۔ واضح ہو کہ دکن میں ماہ لائے متذکرہ بالا کو جو اسی سنہ فصلی کے ہینین ماہ الہی کہتے ہیں۔

اہل ہند نے فصلی کے نام سے اپنی خستروں میں ایک جدا سنہ قائم کیا ہے جو دکن کے مروجہ سنہ فصلی سے دو سال کم ہے اور اس کے ساتھ ہندی ہینینوں کا استعمال کیا ہے۔ ہم اس کی حقیقت سے واقف نہیں ہیں اور اس موقع پر صرف اس قدر صراحت کر دیتے ہیں کہ اگر حیدرآباد میں اس وقت ۸۷۱ھ فصلی رائج ہے تو

ہندوستان میں فصلی ہی کے نام سے ۱۳۱۵ء فصلی کا رواج ہے۔

صاحب محض تسلیم نے سنہ فصلی کی نسبت لکھا ہے۔ کہ فصلی ایچا جلال

الدین اکبر بادشاہ است در ان وقت شمار ہجری نہ صد و ہفتاد و یک بود تھاؤ

کہ شد و آئندہ خواهد شد و حبش این کہ سال قمری کوتاہ باشد از سال شمسی

بد روز و پنجہ گہڑی و نہ پل و سال شمسی دراز باشد از سال قمری ہفت گہڑی

کم از یازدہ روز۔ بہین زیادت یک ماہ را ہندیان (لوند) گویند بعد انقصا

مدت سال شمسی زیادت ۳ سال و چند روز بر صد سال ہجری یعنی قمری بطور

وابتدایش از چیت۔

اس بیان سے لائق مؤلف کا غالباً یہ مقصد ہو گا کہ وہ اس وقت بغیر اپنی

کتاب کی تالیف کے وقت اس سنہ کے اعداد کو بیان کرنا نہیں چاہتے تھے

اس لئے کہ وہ حسابی مشکلات اس کے مانع تھے جن کا ذکر اوپر ہوا۔ ہم عرض کرتے

ہیں کہ جب اس سنہ کا آغاز ۱۵۹۹ء ہجری سے ہی تو پہر ۱۵۹۸ء ہجری میں از رو

حساب اس کی مطابقت ۳۵۴ قرار پاتی ہے فی سال ۱۰ روز (مع کسر اتدکرہ

بالا) وضع کریں تو (۳۵۴) سال کے لئے (۱۱۸) ہینے یعنی (۹ سال ۱۰ ہینے) قابل

وضعات قرار پاتے ہیں اور اس وضعات کے بعد اس وقت فصلی ۱۵۹۸ء ہو چکا

در حالہ کہ اس وقت ہندوستان کا سنہ فصلی ۱۳۱۵ء ہے اور دکن کا فصلی سنہ

۱۳۱۷ء۔ ہمارا فہم اس سنہ فصلی کے سمجھنے سے قاصر ہے جس کا ذکر آپ نے فرمایا ہے

اگر آپ کا مقصد آہی سنہ سے ہر جس کو صاحب غیاث نے اکبر سے منسوب کیا ہے

تو اس کے لئے ملاحظہ ہو بیان ما بعد۔

(۱۱) سنہ الہی کا بیان

صاحب غیاث فرماتے ہیں کہ سنہ الہی کی ابتدا جلوس جلال الدین اکبر بادشاہ ہے جو ۸۳۰ ربیع الآخر ۶۹۳ھ میں واقع ہوا۔ اس سنہ کے چھینے وہی ہیں جنکو فصلی کے ذیل میں ہم نے بیان کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ تالیف غیاث اللغات کے وقت سنہ ہجری ۱۲۴۲ء ہے اور سنہ الہی ۲۷۱۔ اس حساب سے تالیف کتاب ہذنی ۱۳۲۵ ہجری میں سنہ الہی بعد وضع کسرات دہ روزہ ۳۵۲ ہونا چاہیے۔

(۱۲) سنہ جلالی کا بیان

صاحب غیاث اللغات فرماتے ہیں کہ اس سنہ کا آغاز جلال الدین ملک شاہ سلجوقی کے عہد سلطنت سے ہے اسی لئے اس کو سنہ ملک شاہی بھی کہتے ہیں۔ اس کے چھینے وہی ہیں جو فصلی سنہ کو ذیل میں بیان ہوئے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ ہر مہینہ کو ۳۰ روز کا مہینہ قرار دیتے ہیں اور خمسہ مستقر کو ماہ اسفند پر بڑھا دیتے ہیں اور ہر سال چارم میں کسرات کا ایک دن اسی اسفند پر بڑھا کر ۳۶ دن کا حساب شمار کرتے ہیں۔ اس سنہ کو مجموعی ایام ۳۶۵ ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ سال تالیف غیاث اللغات یعنی ۷۴۲ھ ہجری میں سنہ جلالی ۷۴۹ تھا۔ اس حساب سے ۲۹ رذی حجہ ۷۴۲ھ ہجری میں بعد وضع کسرات پنج روزہ تقریباً سنہ جلالی ۸۳۱ ہونا چاہیے۔

(۱۳) سنہ بنگلہ کا بیان

سنہ بنگلہ بنگالیوں میں مروج ہے۔ صاحب لمخص تسلیم نے اس کے متعلق صرف اس قدر لکھا ہے کہ بعضی کتب چون آئین اکبری وغیرہ بشرح و بسط مدونست

باید دید۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ ہم نے تاریک گویوں کی امداد اور شتاقان فیج جمل کی بصیرت بڑھانے کے لئے جو کہ سنین مختلفہ کے بیان کا ایک خاص حصہ رکھا ہے تو ایسا اجمال کبھی جائز نہیں ہے جس سے کم سے کم اس قدر بھی معلوم نہ ہو کہ تالیف کتاب کے وقت اس سنہ کے اعداد کس قدر ہیں۔

سنہ بنگلہ بنگالیوں کا سنہ ہجری اور اس وقت یعنی ۱۵۸۵ ہجری کا مطابق ۱۱۸۵ بنگالی ہے۔ بعض تواریخ بنگال سے اس کی حقیقت صرف اسی قدر معلوم ہوتی ہے کہ شہنشاہ اکبر کے زمانے میں جب تو ڈرمل نے بنگال کا بند و بست کیا تو اس وقت سنہ ہجری کو جو قمری مہینوں پر مبنی تھا فصلی کر دیا اور زمانہ آئندہ میں اس کو شہرہ قمری سے غیر متعلق کر کے ہندی مہینوں سے اس کا حساب رکھا تاکہ کاشتکار کو مالگزار ہی کے اغراض میں سہولت حاصل ہو۔ اس سنہ کی بنیاد اسی قدر معلوم ہوتی ہے اور یہ درحقیقت تو ڈرملی سنہ ہے جو صرف بنگال میں رائج ہے اور اس وقت سنہ ہجری کے ساتھ سنہ بنگلہ میں ۱۱ سال کا جو تفاوت ہے وہ زمانہ مابعد کے قمری مہینوں کی وجہ سے سالانہ کسرات دہ روزہ کا نتیجہ ہے۔

حیدرآباد کے سنہ فصلی کے ساتھ اس میں دو برس کا فرق ہی اعتبار سے ہے اور درحقیقت دونوں کا مقصد ایک ہے یعنی ممکن ہے کہ حیدرآباد میں ہی کسی نہ کسی سنہ میں ایسا ہی عمل ہوا ہو۔

بنگال کے سوا املاک مغربی و شمالی وغیرہ میں سنہ فصلی ۱۳۱۵ مروج ہے اس کی بنیاد بھی غالباً ایسی ہی ہو۔ بنگالی اور ہندوستانی دکن کے سنہ فصلی کو سنہ فارسی کہتے ہیں۔ اور سنہ فارسی درحقیقت سنہ یزدجردی ہے جس کا بیان

اس کے بعد آتا ہے۔

(۱۴) سنہ فارسی ویزدجردی کا بیان

صاحب غیاث اللغات نے سنہ فارسی کی تاریخ جس قدر لکھی ہے ہم نے اسکا حتمہ سنہ فصلی کے ذیل میں ہدیہ ناظرین کیا ہے۔ مگر اس وجہ سے کہ ہماری رائے میں دکن اور ہند کے رواج کو لحاظ سے ہمیں اس کو سنہ فصلی ہی سے موسوم رکھا ہے لہذا ہم سنہ فارسی کی نسبت اس موقع پر صرف اس قدر عرض کرتے ہیں کہ بقول صاحب غیاث سنہ فارسی یا سنہ یزدجردی ۱۱۹۶ھ تک ہجری میں ۱۱۹۶ تھا تو اس حساب سے اس وقت بعد وضع کسرات دہ روزہ یہ سنہ ہونا چاہیئے۔ فی زمانہ پارسیوں کے پاس مروج ہے اور ۱۱۹۶ھ ہجری تک کا مطابق۔ اس کے مہینے وہی ہیں جو سنہ فصلی کے ذیل میں بیان ہوئے۔

(۱۵) سنہ ساکھا و سنبت کا بیان

صاحب غیاث اللغات نے فرمایا ہے کہ سال ہندی جس کا نام سنبت ہے ۱۲ مہینوں کا سال ہے جن کے نام یہ ہیں (۱) چیت (۲) میسا کہہ (۳) جیٹھہ (۴) اسارہ (۵) ساون (۶) بہادون (۷) کنوار (۸) کاتک (۹) اکھن (۱۰) پوس (۱۱) ماگھہ (۱۲) پہاگن۔ یہ سنہ منسوب ہے راجہ بکرماجیت سے۔

منقول ہے کہ جب راجہ سالباہن کو بکرماجیت پر غلبہ ہوا تو اس نے اپنے غلبہ کا سنہ رائج کیا۔ اور اس کا نام ساکھا رکھا۔ پس ان دونوں سنوں کے لئے وہی مہینے رائج ہیں جو اوپر بیان ہوئے۔ پس اس وقت یعنی ختم تالیف کتاب ہذا کے وقت۔ ۱۲۹۰ھ زوی حجبہ ۱۲۹۰ھ ہجری مطابق ہے ۱۲۹۰ھ ساکھا کے جس کو اہل ہند دکن

ساکی اور شاکی بھی کہتے ہیں۔ اور اوسے تاریخ ہجری کا سنہ سمت ۱۹۶۲ جس کو بکری کہتے ہیں۔

ہندوستان میں پر وسطہ کے نام سے اسی سنہ کا رواج ہے جو سمت کو سوا ہے

(۱۶) سنہ رومی کا بیان

بقول صاحب غیاث اللغات رومیوں کے مہینوں کے نام حسب ذیل ہیں اور انہیں کو شمسی مہینے بھی کہتے ہیں۔ (۱) تشرین اول سی ویک ذہ (۲) تشرین آخر سی روزہ (۳) کانون اول سی ویک ذہ (۴) کانون آخر سی ویک ذہ (۵) شباط ۲۸ روزہ (۶) افارس سی ویک روزہ (۷) نیسان سی روزہ (۸) ابار سی ویک روزہ (۹) حزیان سی روزہ (۱۰) تموز سی ویک روزہ (۱۱) آب سی ویک روزہ (۱۲) ایلول سی روزہ۔ ان بارہ مہینوں کے مجموعی ایام ۳۶۵ ۱/۴ ہیں۔ ماہ شباط ہر چوتھے سال ۲۹ دن کا محسوب ہوتا ہے۔

اس سنہ کی ابتدا عہد سکندر سے بیان ہوئی ہے اور ۱۱۷۱ھ ہجری کا مطابق مسئلہ ۲ رومی کہا گیا ہے۔ اس حساب سے ۲۹ ذی الحجہ ۱۱۷۱ھ ہجری میں بعد وضع کسرا ۱۱۷۱ھ شمسی یا رومی سال ہونا چاہیے۔

(۱۷) سنہ نوروز کا بیان

بقول صاحب مخزن الحکمت۔ نوروز سے مراد ہر نئے شمسی سال کا پہلا دن ہے ایک محقق کا قول ہے کہ نوروز کا آغاز اوس وقت ہوتا ہے جب کہ بقول عالمان علمیت آفتاب عالم تاب جو جہان کو اپنی روشنی سے روشن رکھتا ہے بروج حوت سے گزر کر برج حمل میں جو اس کی خوشحالی اور شادمانی کا مقام ہے داخل ہوتا ہے اور دنیا کو ایک ہی

رونق دیتا ہے اور سردی کے گٹے ہوتے اور موسم خزان کے ستم رسید کو قطعیت ہے
نوروز و قباہے سنبر و فیروز ی پہنا کر تلافی مافات کرتا ہے ۔

نوروز فصل بہار کا روز اول ہے اور ایسا مبارک دن ہے کہ اس دن میل و نہا
کے زنگی و فرنگی بالکل مساوات پر باہم ملتے ہیں یعنی شب و روز برابر ہو جاتے ہیں
اور نئے سال شمسی کا دورہ شروع ہوتا ہے ۔

یوں تو دنیا کے مختلف ممالک اور مختلف اقوام میں ہر نئے شمسی یا قمری سال کو اول
روز کم و بیش خوشی منائی جانے کی رسم کے لحاظ سے بہت سے نوروزوں کا ذکر کیا
پرٹے گا مگر ان سب کو نظر انداز کر کے صرف نوروز مشرقی اور نوروز مغربی کا ہی
حال ہیہ ناظرین کیا جاتا ہے ۔

سنہ عیسوی کے مطابق نوروز مشرقی ۲۱ مارچ کو واقع ہوتا ہے اور نوروز
مغربی یکم جنوری کو لیکن علم ہیئت کی رو سے نوروز مشرقی ہی حقیقی نوروز ہے
کیونکہ یہ فصل بہار کی ابتدا اور شب و روز کا اعتدال قائم کرتا ہے ۔

نوروز مشرقی کا بانی بادشاہ جمشید ہے جس نے ملک ایران میں شمسی سال کو
رواج دیا ۔ اس نے ایک نہایت عالی شان شہر کی بنیاد ڈالی جس کا نام تخت جمشید رکھا اور
جس میں خورشید خاور پہلے خانہ بہار یعنی برج حمل میں داخل ہوا جمشید نے اس شہر کو شہر
محفل خاص میں بیٹھ کر جشن نوروز منایا اور رعایا کو زور و سیم کی بخشش سے خوشحال بنایا
اور حکم دیا کہ تمام رعایا ہر سال اسی دن نوروز منایا کرے ۔

ہندوستان کی تقویم میں آخر ذی الحجہ ۲۵۲۵ ہجری کو ماہ دلو ۲۹ اور نوروز
کی ۵ تاریخ ہے ۔

خاتمہ کا دوسرا حصہ

متقدمین و متاخرین و معاصرین کے کلام کے متعلق

بیان عام

معزز ناظرین کتاب اس بیان کو خوشگیر کی بہرہ نئی نہ خیال کریں جن حضرات کو فنِ جبل و لکھنوی ہے اور ان کو اس کتاب کی سیر کرنے کے بعد اس بیان کا ملاحظہ کرنا نہایت فائدہ بخش ہوگا۔ ہر ایک تاریخ نئے اسلوب اور نئے ڈھنگ پر ہوتی ہے۔ صرف میلاد ہی کی تاریخوں میں ملاحظہ فرمائیے کہ مؤرخین نے ولادت کے مضمون کو کس قدر مختلف پہلوؤں سے ادا کیا ہے یہی کیفیت تواریخ وفات و تعمیر و تالیف وغیرہ کی ہے جن کے ملاحظہ کی شائقینِ جبل کو ایک خاص قسم کی بصیرت حاصل ہوگی۔ وہ مادہ تاریخ کے مختلف نگوں سے اچھی طرح واقف ہو جائیں گے۔ ہم نے اس حصہ کتاب میں بقدر امکان متقدمین اور متاخرین کا تاریخی کلام ہی جمع کیا ہے اور بالآخر معاصرین کے نتیجہ فکر سے اس کی تکمیل کی ہے اور بلحاظ نوعیت ۲۰ حروف پر اس کو تقسیم کیا ہے۔

- | | |
|---------------------------|----------------------------------|
| (الف) قصائد لغتِ تاریخی۔ | (ب) تواریخ ولادت۔ |
| (ج) تواریخ بسم اللہ خوانی | (د) تواریخ خستان۔ |
| (ه) تواریخ شادی عروسی | (و) تواریخ سالگرہ و جوبلی۔ |
| (ز) تواریخ غسل صحت | (ح) تواریخ جلوس و فرمانروائی۔ |
| (ط) تواریخ فتوح | (ی) تواریخ وزارت۔ |
| (ک) تواریخ خطابات | (ل) تواریخ تقرر خدمات و جانشینی۔ |
| (م) تواریخ خیر مقدم | (ن) تواریخ شکار۔ |

(س) تواریخ تالیف تصنیف و طبع مکتب (ع) تواریخ بنا و تعمیر۔

(ف) تواریخ سزا (ص) تواریخ فراغ حج۔

(ق) تواریخ ربانی (ر) تواریخ وفات۔

معاصرین میں ہم نے اپنے استادانِ اجل قدرِ بلگرامی۔ کامل لکھنوی۔ داغ دہلوی۔ راقمِ مدراسی۔ ذکاء نیلوری۔ معنی حیدر آبادی کے سوا بعض مشاہیرِ ہند کا تاریخی کلام بھی اسی حصہ میں داخل کیا ہے۔ جیسے امیر مینائی۔ عبد الجلیل بلگرامی۔ آزاد بلگرامی۔ غالب دہلوی۔ ذکی مراد آبادی۔ ان بزرگوں کے سوا بعض غیر مشاہیر کے عمدہ کلام کو بھی جن کی تاریخیں قابلِ تعریف تھیں۔ اور بندہ ہیچوان کا تاریخی کلام بھی اسی حصہ آخر میں داخل ہے۔

افسوس ہے کہ استادانِ فن سے زمانہ خالی ہے اور بہت بڑا ستم یہ ہے کہ اس فن میں ان کے جانشینوں کے جمانہ میں صفر ہے۔ محققین نے باقر گیلانی۔ اور محترم کاشی۔ اور سچر طہرانی کو امامِ اجل فی المتأخرین کہا ہے اور انصاف اس کا متقاضی ہے کہ ہم اپنے زمانہ کے بزرگوں سے قدرِ بلگرامی اور ذکی مراد آبادی اور معنی حیدر آبادی کو اس لقب سے یاد کریں۔

متقدمین کے تاریخی کلام کا نقشِ صفحہ روزگار پر بہت کم ہے اور جس قدر ہے اس کے بڑے حصہ کو ہم نے جا بجا۔ موقع موقع سے اس کتاب میں بطریقِ استناد عرض کیا ہے۔ ایمان کی بات یہ ہے کہ ہم متقدمین کے کلام میں وہ لطف اور خوبیاں نہیں پاتے جن سے متأخرین کا کلام لبریز ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ فی نفسہ انکو اس کا مذاق نہ تھا یا ان کا قابلِ قدر کلام ہم کو دستیاب نہیں ہوا۔ ہمارا خیال یہ

کہ متقدمین کو اس فن کی جانب بہت کم رغبت تھی اور محاسن تالیخ کے وہ مطلق پابند نہ تھے جس طرح وہ لوگ غزل۔ قصیدے۔ شہنوی وغیرہ میں استاد مانگے ہیں۔ اسی طرح اس فن کے استاد کہلانے کے مستحق بعض متأخرین اور معاصرین کے وہ افراد ہیں جن کا تذکرہ اوپر ہوا۔ پس کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم بعض متأخرین اور معاصرین کو اس خاص فن میں متقدمین پر ترجیح نہ دیں۔ علم کسی کی میراث نہیں ہے۔
مَنْ جَدَّ وَجَدَ۔

جن متقدمین و متأخرین کے کلام پر ہم نے کہیں کہیں بطور (افادہ) اعتراض کیا ہے اور شائقین فن کو اس لغزش سے بچنے کی نصیحت کی ہے وہ بے محل نہیں۔ انوری اگرچہ استاد سخن بلکہ پیغمبر سخن گزرا ہے لیکن فنِ جمل میں اس کی لغزش یا اس کا تسامح کہی ہمارے لئے سند کا کام نہیں دے سکتا اور یہی وہ اپنے خطابِ قیام کی وجہ سے معاف نہیں کیا جاسکتا۔ اس باب میں جس قدر تاریخی کلام ہر کچھ بھی ہم نے تنقیدی نگاہ ڈالی ہے اور جابجا مختلف نوٹس کئے ہیں جن سے ہر کوئی متنبہ ہو سکتا ہے اور حرف گیری مقصد نہیں ہے بلکہ طالبین فن کو غلطی سے بچانا مقصد ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ انصاف پسند اہل تحقیق ہمارے اس عمل کو نیک نیتی پر محمول کریں گے۔

بعض تاریخی قصیدوں اور مثنویوں اور نوحوں میں ہم نے اشعار بالائی کو اس لئے نقل کیا ہے کہ مادہ تالیخ کا لطف بغیر ان اشعار کے ظاہر نہیں ہو سکتا اگر ہم اختصار کو مد نظر رکھتے اور اشعار بالائی کو ترک کرتے یا ان کے انتخاب سے کام لیتے تو اس کتاب کی ضخامت سو دس بیس ورق تو بے شک گھٹ جاتے

لیکن یہ بچت اس نقصان کی تلافی نہ کر سکتی جو مذاق میں پیدا ہو جاتا۔

(الف) قصائد نعتیہ تاریخی

قصیدہ نعتیہ طبعاً جذبات باقر گیلانی مغفور بہ صنعت ترصیع و ازدواج و مجمع الفضائل۔ جس کا ہر مصرعہ حامل تاریخ ہے اور اشعار نمبر ۹ تا ۱۷ میں یہ لطف زائد ہے کہ ہر مصرعہ میں حروف مہملہ و منقوۃ عدد ۱۰ و تعداد مساوی ہیں۔ اور کسی ایک مصرعہ کے حروف معجمہ اور کسی ایک مصرعہ کے حروف مہملہ کو جمع کرنے سے سہ سہ مطلوبہ حاصل ہوتا ہے۔ اور اس طرز عمل سے بہت سے ماڈے حاصل ہوتے ہیں۔

و ہو ہذا

۱	اساس عالم مجد آفتاب ہر دو جہاں	۱	ملک پناہ و رسل تاج و نبیا سلطان
۱۰۶۸		۱۰۶۸	
۲	شیفیع کون و مکان احمد رسول اللہ	۲	پناہ ناموران اشفع زمین و زمان
۱۰۶۸		۱۰۶۸	
۳	سواد عین ہدایت امیر ملک و مل	۳	بزرگ کل رسل مہملے کوئی مکان
۱۰۶۸		۱۰۶۸	
۴	خلاصہ دو جہاں ماہ ساطع لولاک	۴	شہ بہاں فلک قدر و صاحب احسان
۱۰۶۸		۱۰۶۸	
۵	سماح علم و سخا و مہ جلال و کمال	۵	پناہ تاجوران کا سماں ندیدہ چکان
۱۰۶۸		۱۰۶۸	
۶	پناہ اہل نبوت بر بہار علو	۶	گل مراد مل آبروے گلشن جان
۱۰۶۸		۱۰۶۸	

سپہر مجید - محمد شفیع عالمیان	۷	مطالع دین و جهان تاج صاحب معراج
۱۰۶۸		۱۰۶۸
جهان جود و حیا مصطفیٰ رفیع الشان	۸	کمال ہر دور و آبرو سے موجود است
۱۰۶۸		۱۰۶۸
نبی تاج انم زریب عصر ماہ بہان	۹	امام کلّ سلّ تکبیر زمین و زمان
۳۲۷ مقطوعہ ۱۰۶۸ ہجری ۳۲۷ عطلہ		۳۲۷ مقطوعہ ۱۰۶۸ ہجری ۳۲۷ عطلہ
قویٰ وزیرین ہمہ مکہ غر و عرش مکان	۱۰	مغزین سلّ ماہ و کام و حی توان
۵۳۲ ۱۰۶۸ ۵۳۲		۵۳۲ ۱۰۶۸ ۵۳۲
بزرگ عالمیان عمر کعبہ تاج جهان	۱۱	نبی و تاج ملک مہر علم و زریب بہان
۵۳۲ ۱۰۶۸ ۵۳۲		۵۳۲ ۱۰۶۸ ۵۳۲
نصیر ملک بقا و ج علم زریب شہان	۱۲	پناہ ملک سالک کمال فہم و ادب
۵۳۲ ۱۰۶۸ ۵۳۲		۵۳۲ ۱۰۶۸ ۵۳۲
سراج اہل عطا عترت زمین و زمان	۱۳	سحاب طبع محمد قوام امن و شرف
۵۳۲ ۱۰۶۸ ۵۳۲		۵۳۲ ۱۰۶۸ ۵۳۲
مہ سحاب کرم و افتاب عدل و امان	۱۴	مطالع کلّ عرب تاج دین گزیدہ نسب
۵۳۲ ۱۰۶۸ ۵۳۲		۵۳۲ ۱۰۶۸ ۵۳۲
حیات و غر سلّ ماہ زہد دین سلطان	۱۵	پناہ فتح و روع ماہ و صاحب لاک
۵۳۲ ۱۰۶۸ ۵۳۲		۵۳۲ ۱۰۶۸ ۵۳۲
علو جاہ و عمل زریب دین سپہر توان	۱۶	سحاب لطف ابد مہر عدل و شوق کرن ماہ
۵۳۲ ۱۰۶۸ ۵۳۲		۵۳۲ ۱۰۶۸ ۵۳۲

پناہ حلم و شرف کام ملک مطلب حق	۱۷	حبیب زین الم کوہ علم و تاج سران
۳۳۲ محفوظ ۱۰۶۸ ۳۳۲ مخطوطہ		۳۳۲ محفوظ ۱۰۶۸ ۳۳۲ مخطوطہ
مطلع		
سحاب ادو کریم آفتاب علم و امان	۱۸	شہاب عدل امل کام و مطلب فان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
غریز کوں مکان ماہ گل و سدر نشین	۱۹	اساس عز و عطا زینین مہر نشان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
نبی زین سل مجد رشد کہ لقب	۲۰	شہاب عدل و یقین بدر حلم معجزہ گان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
ہے بیزج عطایوح مکہ منبع کنت	۲۱	سحابین ہدی مجد علم و راست بان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
امین ابن مین بدر جاہ شاہ براق	۲۲	مآب داور کیتائے نائب حمان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
پناہ تاجوران کوہ دادر کرسی زین	۲۳	رسول داد وہدہ و بدر آفتاب آوان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
ملک زین ملک مجد پر توحق	۲۴	نبی زین مبشرہ لوا و مہر حبان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
مآب غریبین مطاع و تاج رسل	۲۵	سحابین و کریم زین مجب ملک ستان
۱۰۶۸		۱۰۶۸

۲۶	سحاب داد و یقین بحر علم عالی شہنا	۲۶	مہ و امام رسل بوستان لطف ابد
۱۰۶۸		۱۰۶۸	
۲۷	شہنا عبد الامان عہد کن ازل فرما	۲۷	نبی ماہ شرف مصطفیٰ سحاب عطا
۱۰۶۸		۱۰۶۸	
۲۸	عزیز جملہ شہان ابر علم و قبلہ جان	۲۸	حیات ندی و منہر آب حکم و صلی علیہ
۱۰۶۸		۱۰۶۸	
۲۹	سحاب داد و کرم آفتاب علم و امان	۲۹	بہار جاہ و نبی شفیع رومے بین
۱۰۶۸		۱۰۶۸	
۳۰	مدار و ماہ ادب آفتاب داگردان	۳۰	بزرگ کون و مکان مجتبیٰ سما عطا
۱۰۶۸		۱۰۶۸	
۳۱	نبی ماہ زمین ابر علم و شمس خان	۳۱	مآب کل رسل گلستان انس و ادب
۱۰۶۸		۱۰۶۸	

(نوٹ) الف ممدودہ اس قصیدہ میں متعدد مقامات پر متعل ہوا اور اس کا مدد صرف ایک محسوب ہوا ہے اور قاعدہ سندرجہ کتاب ہذا کی سند ہے۔
 شعر بنجم میں لفظ سما کے بعد بقاعدہ فارسی (یا) حساب میں محسوب ہوئی ہے اور ہمزہ بعد الف کے قاعدہ میں جو اصول بیان ہوئے ہیں اون کی سند ہے۔

(ب) تواریخ ولادت

تاریخ ولادت نصیر الدین محمد جلیون بادشاہ طبرغرا و جناب خواجہ جلال طہرانی مغفور

سال تاریخ ہمایونش نوشت	زاوگ ائمہ تقاضے قدر
	۹۱۳ھ

من برم یک الفش از تاریخ	ناکشم میل بحیثم بدرا
(نوٹ) مصرع تاریخی کے اعداد (۹۱۴) ہیں مؤرخ نے الف کے ایک عدد کا تخریج کیا ہے	
تاریخ ولادت شہاب الدین محمد شاہ جہان بادشاہ طبع زاد یکے از استادان عجم۔ از مخلص تسلیم	
شاہ روئے زمین شاہ جہان	لمعہ آفتاب عالم گیر
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
(نوٹ) اس تاریخ میں بھی الف مدودہ کا عدد (۱) محسوب ہوا ہے مطابق قاعدہ ہجری	
ایضاً از جناب کلیم ہمدانی	
بعد الحمد کہ از پر تو خورشید عدم	سایہ مرجمتے بر سر عالم آمد
نیرے از فلک بادشہی کرد طلوع	شاہ شایان جہان قبلہ عالم آمد
(نوٹ) مادہ "نیر" میں لفظ آمد شریک نہیں ہے۔ مضمون مصرع اسکا متفق ہے کہ سالم مصرع میں تاریخ ہو۔ نیز تاریخی اشارہ بھی نہیں ہے۔	
قصیدہ جناب سنجر طہرائی مغفور بتقریب تولد صاحب قرآن ثانی شاہ جہان بادشاہ بصنعت ترصیع	
خدا وجود و بقا دادہ عالم امکان	برائے شاہ جہان بادشاہ کل جہان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
زلطف یزدان ز عدل وجود و ہفت اقلیم	بود بافسر و پاگاہ زاین سلیمان شان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
ز جودشاہ جہان بادشاہ ملک آرا	پدید آر در شاہواز صد عثمان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ

مدام بادۃ الطاف و قدرت یزدان	ز جام قوت او باد با حیات ابد
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
بیاد شاہ جهان مہر جاہ کام رسان	نشاط و شادی کام طرب بداد آلہ
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
علیم و عالی و دانافراز و ملک ستان	بداد وجود و باحسان شہنشاہ آفاق
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
بنودہ چون آن صاحبقران پیش قران	بود چو گوہر از ان صاحب قران کہ بدو
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
کہ صد قران زید این پیمال از اقران	بد ہر ثانی او این پناہ ملک بود
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
شہنشاہ کہ بود زندگئی عالمیان	ہزار سال چو از ہجرت آمدہ بوجود
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
بود بدور جہان صد ہزار جان شادان	ہزار قرن بماند آن کہ مردہ ازو
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
ز قسمت ازل آورد از دلم بزبان	سحر شاہ جہان طبع این دوازہ سبت
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
کند تو لگد شاہ جہان پناہ بیان	از ان دوازہ ہر مصرعے بکار نگاہ
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
(نوٹ) اس قصیدہ میں جہان کہیں الف مدودہ سے متعل ہے جس کا حد و ایک لیا گیا اور قاعدہ متذکرہ کتاب کی سند ہے۔	

اور جہاں کہیں کاف منفصلہ لکھا گیا ہے اوس کے عدد دہائی مثنوی کے ساتھ
۲۵ محسوب ہوئے ہیں اور قاعدہ متذکرہ کتاب کی سند ہے -
اور جہاں کہیں باء عربی کا استعمال ہے وہ متصل لکھی گئی ہے اور اوس کے
عدد ۲ لئے گئے ہیں اور یہ بھی قاعدہ متذکرہ کتاب کی سند ہے -

تایخ جشن تولد سپہر شکوہ سپہر دارا شکوہ طبع از جناب قاطبہ اسپ قلی مغفور بصنعت ترصیع

زین جشن مانہ کامرانی دارا	نادر عنوان زشتا دمانی دارا
۱۰۵۴ھ	۱۰۵۴ھ
افرو و گل نشاط و اکنون در در	زینہا ہر سوے گلفشانی دارا
۱۰۵۴ھ	۱۰۵۴ھ

(نوٹ) اس باءی کے ہر ایک مصرع میں تایخ ہے مصرع اول کے حروف مجملہ کو
مصرع ثانی کے حروف مجملہ کے ساتھ جمع کریں تو اون کے مجموعی اعداد میں بھی تایخ ہے
اگر مصرع اول شعر اول کے حروف مجملہ کے اعداد مصرع دوم کے اعداد حروف
مجملہ کے ساتھ جمع ہوں تو تایخ نکلتی ہے - اور یہی صنعت بیت دوم میں
بھی ہے -

تایخ میلاد میر غلام نبی بن سید محمد باقر طبع از جناب میر عبد الجلیل بلگرامی مغفور

نور چشم میر باقر گفت بہن	چون گل خورشید در عالم دیدم
سال تایخ تولد خود گفتیم	نور چشم باقر عبد الحمید

(نوٹ) میر غلام علی آزاد بلگرامی نے سرو آزاد میں لکھا ہے کہ یہ ماڈہ خود مولود
نے عالم رویا میں مورخ سے کہا یجوز للشاعر مالا یجوز لغيرہ کا مصداق پورا

ہوا۔ (مؤلف)	
تایخ ولادت دختر طبع زاد جناب مومن مغفور	
دخت روشن وان ہوئی پیدا	کیا ہی چمکا ہے اختر مومن
نال کھٹنے کے ساتھ ہاتھ لے	کہی تایخ دختر مومن ۱۲۵۹ھ
(نوٹ) (دختر مومن) کے عدد (۱۳۴۰) ہیں جن میں سے لفظ (نال) کے عدد (۸۱) کا استخراج ہوا ہے۔ اور سنہ (۱۲۵۹) حاصل کیا گیا ہے۔	
تایخ میلاد فرزند سید محمد رضا بگرامی طبع زاد جناب قدر بگرامی مغفور	
سید محمد رضا خان من	خدا داد پورے باقبال حفت
نشان دم زہے نخل تایخ او	گل نور سید از نہال شکفت ۱۲۶۴ھ
تایخ میلاد صاحبزادہ مرزا عباس بیگ دہلوی طبع زاد جناب قدر بگرامی مغفور	
خان ذی رتبہ و ذی حوصلہ مرزا عباس	پسرے نام خدا یافتہ عالی نسب
نازکی ناز فر و شمی صنمی عشوہ گرمی	گلرخی گلبہ فی سرو قد می غنچہ لبی
لب لعلین مینی خال سیاہش حبشی	موی مشکین خنتی چہرہ صافش حللی
بشنگھان غنچہ تایخ ولادت اسی قدر	برو مید این محل عباس ز محل عجبی ۱۲۶۴ھ
تایخ میلاد سید مصطفی بن ابن علی براور مؤرخ طبع زاد جناب قدر بگرامی مغفور صنعت ترصیع	
گردیدہ ولادت سعادت آمیز	از عیش پسر شدہ جہانے لیریز
۱۲۶۶ھ	۱۲۶۶ھ
از قدر شود مادہ ہر مصرع	این منجر جہاں است صباحت انگیز
۱۲۶۶ھ	۱۲۶۶ھ

تایخ ولادت اطفال توام بخاندی مری مرزا خدا داد بیگ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور	
ایک لڑکی ایک لڑکا حور و شمس ضوان شمیم اک کلی سرنکلے دونفھے وہ دونوں تازہ دم	ساتھ دو طفل خدا داد ندون پیدا ہوئے اک صدف سرنکلے دو گوہر وہ دونوں آباد
مشتتری و ماہ نکلے برج سے توام بھم	عیسوی سال ولادت قدر نیون لکھنؤ
تایخ میلاد صاحبزادہ نواب سر آسمان جاہ مغفور طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور	
یہ عالی نسب فخر ہے خاندان کا یہ ہے روشنی بخش کون و مکان کا یہ ہے پھول امید کے گلستان کا کھلا عقدہ بخت پیر و جوان کا یہ لوٹے مرا عشرت جادو دان کا ترو تازہ جنب ہے گلشن جہان کا ندا آئی خورشید ہے آسمان کا	دیا آسمان جاہ کو حق نے بیٹا اس اختر سے ہے برج اقبال روشن یہ بحر کرم کا در بے بہا ہے کھلا غنچہ آرزوے خلایق لے اس کو عسر ابد یا آہے پہلے پہلے یہ فونہال امارت جب اس داغ ہاتھ سے تایخ پوچھی
تایخ ولادت شاہزادہ بلند اقبال سرکار نظام دام ظلہم طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور	
یا فریق دیدہ لکھنؤ یا چراغ دو دان چاند سا بیٹا مبارک ہے شہ کیوان مکان	شاہزادہ کی ولادت کا ہمایون سال ہے مجھ سے ہاتھ نے کہا اس داغ یہ تایخ لکھ
تایخ ولادت فرزند ڈپٹی علی حسن خان طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور مرحوم	
مان باپ کا دل بڑھ کے یہ فرزند بڑھ اقبال کے ساتھ عمر روز افزون پائے	ہر دم ہون ترقیان خدا دن وہ دکھے اس طفل جوان بخت کا ہے سال امیر
تایخ ولادت فرزند آرنیل امیر پرکاش لال بہادر سردار المہارم ریاد و ثراون طبعزاد ایضاً	

ہوافرزند پیدا خانہ فرزند ذی شان مین	سبارک ہو کہ ہون دولت کی مورت راج جوگ آیا
آئیر اچھی ولادت کی ہے یہ تاریخ سمت مین	بکر ماجیت کے گہر نیک صورت راج جوگ آیا
تاریخ ولادت فرزند نواب منزل اللہ خان بہادر میں بہیکم پور طبع زاد ایضاً	۱۹۵۲ سہ ماہی
ہو مبارک ولادت فرزند	جس سے روشن ہو ایہ گھر سارا
نور کی ہے آئیر یہ تاریخ	دل کی ٹہنڈیک ہے آنکھوں کا تارا
تاریخ ولادت صاحبزادی مرزا بہو علی طبع زاد مولف حقیر کتاب ہذا بصنعت ترصیع	نور گلے از باغ لطف کبریاست
در سراے آن محبت مہر دوست	۱۹۳۶ سہ ماہی
۱۲۹۱ قمری	بنت بہو علی میرزا است
خاتمہ ماہے ولا ساسش نوشت	۱۲۹۹ ہجری
۱۸۸۲ عیسوی	
تاریخ ولادت برخوردار غازی الدین احمد فرزند مولف کتاب طبع زاد مولف	
خداوند ابشکر نعمت نتوان سخن گفتن	بکام خود رسد از لطف عامت آرزو مند
بجوش اعتراف مرحمت گوید ولا ساسش	خداے بے نیازم داد و دلا العمد فرزند
تاریخ میلاد نظام النساء بیکم صاحبہ صاحبزادی بلند اقبال حضور نظام دامن دولت طبع زاد مولف	۱۲۹۹ ہجری
خوشا صبح کہ در عہد بہار از فضل فرانی	شود دستا نسرا بلبل بجوش تہنیت خوانی
ہمایون روزگارے کاختر برج مرادما	بگردون حصول مدعا دارد و در خسانی
زہے فصل کہ محبوب علیخان بہادر	رسید از مین طالع وقت جشن ملکاتانی
تعالی اللہ چہ ہنگامے کہ در شکوہ مر شاہ ما	منہ نابان تو لگد گشتہ با سیماے نورانی
رخش چون نیز انور قد از شمشاد زیبا	دانش حقہ گو ہر لبش لعل بد خسانی

<p>بیش فروا قبائلش چه دارا و چه اسکندر زمینلاوش بهر سو غفل شادست و عالم بشکل مهر ز بخشش کند شاه جوان دولت به بغل بساط خوان نعمت بهایر الوانش دعا گوین دولت را رسد منت میرست صدای تهنیت از هر در و دیواری آید و لا اعرش به سوار ساحت مع شہ والا باب زر رقم کن مصع سال ولادت را</p>	<p>بجنب طالعش شرمندہ شد بخت سیلانی بہر یک کوچہ می پیغم رنگ جشن قانی زابر دست جود او شود بہم در فشان رعایا راست در درگاہ آصف حکم بہانی ز رحم شدہ رہا گشتند محبوبان زندانی وز باد طرب و گلشن سر کار دیوانی بدہ شہید یز طبع خویش تن را رنگ جولانی ہمایون باد بہشت را فربہ گلزار سلطانی</p>
<p>تایخ میلاد صاحبزادگان بلند اقبال سرکار نظام ارام اندہ اقبال ہم طبع ابد موکلتا نظام الملک آصف جاہ محبوب علیخان کو سرور و راحت جان نور عینین شہ دیشا ملی ہر نعمت عظمی میر آقاے نعمت کو ولی عہد خلافت کے ہین دونون قوتیانو ولا گلدستہ سال ولادت نذر و شوکو</p>	<p>لکے حق نے عطا دودرة التاج شہنشاہی یہ وہ نعمت ہر جس سے بامرد و کوہی آگاہی خلا نمونکی خوشی ہر اپنی دولت کی بھی آہی ہمیشہ انکی قسمت میں ہوتا سید الہی گرامی ہین یہ دونون نوبہاں گلشن شاہی</p>
<p>تایخ میلاد نبیرہ باوقار سرکار عالی تبار حضرت بندہ گانعالی مظاہر عالی طبع ابد موکلتا حق نے جب بیٹا ولی عہد ریاست کو دیا عیسوی تایخ اسکی عرض کی مین نے ولا</p>	<p>ہوگو مسرور علی حضرت ظل اللہی آپ کو پوتا مبارک ہو حضور آصفی</p>
<p>ایضا</p>	<p>ولہ</p>
<p>سپہر تمکنت شاہ دکن آقا نعمت کو</p>	<p>دیا اللہ نے اپنے کرم سے چاند سپا پوتا</p>

اسی سے جان میں جان اگوار بادولت کی بڑا ہنس مکہ ہر چہرہ حسن صورت انکو کہتہ ہیں و لا سال ولادت بارگاہ شاہ آصف میں برافت میں جب شہ نے لیا ہاتھ نے فرمایا ادب سے عیسوی تاریخ اسکی عرض کی میں نے	کہیں گہر خضر اسے آب بقا کا پہوٹا سوتا کہیں ہول سی ہی نہیسا شہزادہ نہیں دتا کہو سرکار کو ہو دی مبارک چاند سا پوتا مبارک شاہ آصف چاہ کو ہو گو دین پوتا جہان پر دربار کی ہو میری سرکار کو پوتا
---	---

(ج) تواریخ بسم اللہ خوانی

تاریخ تسمیہ خوانی فرمانروائے دکن ام قب الہم طبع فراد جناب مولوی محمد عبدالقادر طاب

در تقریب بسم اللہ	عالم شاد و خوشترم ماند
سال ہمایون گفت خرد	اقرار باسم ربک خواند

تاریخ تسمیہ خوانی میرا برار حسین طبع فراد جناب تسلیم سہسوانی

خواند بسم اللہ چو ابرار حسین	سر و قد خواست دل بسم اللہ
کرد تسلیم بتاریخ رستم	شاد ہی شستہ بسم اللہ

تاریخ تسمیہ خوانی شہزادہ فالاتبار ولی عہد ریاست دکن دام اقبالہم طبع فراد جناب داغ دہلوی

شہزادہ ہوا ہے زیب کتب	سحبان نہ ہوتا فی ولی عہد
سورۃ اقرآن کی آج سن لی	سلطان نے زبانی ولی عہد
اللہ کرے کہ شاہ دیکھے	پیری و جوانی ولی عہد
اس رسم کی داغ تو بھی تاریخ	لکھے تسمیہ خوانی ولی عہد

تاریخ تسمیہ خوانی نورالحق ابن لطف حسن طبع فراد مولف کتاب ہند

نور الحق ابن لطف حسن چارسالہ شد	الشکر والثناء الرب الذی خلق
سال سعید شمسی اش زور قسم ولا	اقرأ باسم ربک فرمود نور حق

(د) تواریخ تقریب ختان

تاریخ خان سید مصطفیٰ برادر زادہ مورخ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور	چون ختنہ مصطفیٰ شد از چالاکی
شد سنّت مصطفیٰ ادا در پاکی	ما سال ختان او نوشتیم امی قدر
۱۲۸۶ھ	
تاریخ خان صاحبزادہ یکے از اعزائے کہنو طبعزاد جناب مرزا محمد جعفر اوج خلص	منت خدا را کہ درین ختنہ ماے سعد
گل گل حدیقہ دل تلمیذہ ما شکفت	تاریخ طبع اوج سخنور بقلب صاف
حجام گل گرفت ز شمع ہلال گفت	
۱۲۸۵ھ	
تاریخ خان میان الطاف احمد ابن مولوی نعمت اللہ طبعزاد مؤلف کتاب ہذا	لومبارک ہو میان الطاف کو ختنہ کی رسم
جس کی خاطر دہوم سے کنبہ کی ہجانی ہوئی	رسم گلیبوشی کا جلسہ ہم بھی لین گے عنقریب
خاطر اجاب یہ تقریب ہر مانی ہوئی	عرض کرد و امی ولا سال بیان واقعی
نور عین نعمت اللہ کی سلمانی ہوئی	
۱۳۱۴ھ	

(ه) تواریخ شادی کہ خدائی

قصیدہ تاریخی طومنی شاہزادہ داراشکوہ بضائع مختلفہ طبعزاد جناب آقا طہماسپ قلی	۱۰۔ محمد کہ شد دیگر سعی نائب سلطان
روح التیام افرون حد و وصل آبادان	
۱۰۴۳	۱۰۴۳

۱۰۴۳	قبول کیدی یابی ازین جشن عمار کا	۱۰۴۳	صلای امری دادند بهر طوسی شاهزاد
۱۰۴۳		۱۰۴۳	
۱۰۴۳	میزین شد دلم گل گل لطف اور سجا	۱۰۴۳	درین دولت که یاز جاودان باد از وجود
۱۰۴۳		۱۰۴۳	
۱۰۴۳	دلیل موبد وانا بعهد دانش و عرفا	۱۰۴۳	تعالی الله ز هر گردون مآبرو مادی کل
۱۰۴۳		۱۰۴۳	
۱۰۴۳	یمین عهد را باز ویسار وجود را سانا	۱۰۴۳	ز به شاهانکو آیین که مانده پاریش
۱۰۴۳		۱۰۴۳	
۱۰۴۳	دراز قید نوام او بیم اندر صد فلان	۱۰۴۳	ایم از صیغی او کند از مفلسی ناله
۱۰۴۳		۱۰۴۳	
۱۰۴۳	میخ جو داد و دارد دلا هر مشکلی آسان	۱۰۴۳	یقین نام که قصد او کند حل همه مشکل
۱۰۴۳		۱۰۴۳	
۱۰۴۳	قیرین فر که ایزد باد عهد حاجب و را	۱۰۴۳	نوید جشن شهزاده وصل آمد بجمعه الله
۱۰۴۳		۱۰۴۳	
۱۰۴۳	برین دمی جان جوید عدل امین محیط ایما	۱۰۴۳	بر و در سایه شاه جهان طالب بقای او
۱۰۴۳		۱۰۴۳	
۱۰۴۳	اقل بخار سد کامل کشاده لکب دانا	۱۰۴۳	لوی جو داد و بر جام قصد سایه افکن شد
۱۰۴۳		۱۰۴۳	
۱۰۴۳	نومیزم او ساز دل پرموده اشاد	۱۰۴۳	وجود جاه او باد اصفای حکم قیمت
۱۰۴۳		۱۰۴۳	

۸	حسود بدگوی اور انخوست مائل طالع	مرید کلک و باد اسعدیات از بن دندان	۱۰۴۳
	۱۰۴۳		۱۰۴۳
۹	مراد و مقصد مانع شہا بالین الدینا	ہمہ زیب و ہمہ برنامہ بہت ہمہ حسن	۱۰۴۳
	۱۰۴۳		۱۰۴۳
۱۰	حصول سر و قیام آن طوبی لقائید	رواج عدالتی با ذریں جشن نکو بنیان	۱۰۴۳
	۱۰۴۳		۱۰۴۳
۱۱	محبت بین کہ دارد بروام جود کد او	بودیش کف نامی و یسنگ گہر کیس	۱۰۴۳
	۱۰۴۳		۱۰۴۳
۱۲	لوار احش و قادیان ادا و انجم	ابد با جود او ہمہ ستم رعدا و دندان	۱۰۴۳
	۱۰۴۳		۱۰۴۳
۱۳	شہ کرنا لطف می کند چون ہمدام	سیح آید چو بیاران لوطا از پودمان	۱۰۴۳
	۱۰۴۳		۱۰۴۳
۱۴	آبھی ابداد الواحی شیش می برپا	قیام ملک و ہمزنگ با لطف اسامان	۱۰۴۳
	۱۰۴۳		۱۰۴۳
۱۵	ہمیشہ فبا اقبال او با وقع و آئین	ہمیشہ حاسد حوال و بیچار و سرگردان	۱۰۴۳
	۱۰۴۳		۱۰۴۳
۱۶	بصد ترنیں بلوچ محمل شاہ	رقم دیدم قران محمد ربامہ	۱۰۴۳
	۱۰۴۳		۱۰۴۳
(نوٹ) اس مقیدہ تاریخی کو باعتبار صنائع مختلفہ مجمع الصنائع کہنا چاہیے			
(۱) ہر ایک مصرع سے مادہ تاریخ حاصل ہوئے۔ اور یہ صنعت ترصیع ہے۔			

(۲) ہر ایک مصرع کے اعداد حروف مہملہ کو دوسرے مصرع کے اعداد معجمہ کے ساتھ جمع کرنے سے بصنعت اعجام تاریخ نکلتی ہے۔

(۳) اسی طرح ایک شعر کے دونوں مصرعون سے حروف مہملہ کے اعداد کی میزانیں نوٹ نہ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔

(۴) ہر ایک مصرع کے حروف اول کو بصنعت توشیح جمع کریں تو ایک تاریخ شعر حاصل ہوتا ہے جو آخر قصیدہ پر لکھا گیا ہے۔ اس شعر میں بھی صنائع ترصیع و اعجام و ہا موجود ہیں۔

(افادہ) (۱) شعر سوم کے پہلے مصرع میں (کہ) کے عدد ۲۰ محسوب ہوئے ہیں حسب مذہب دوم۔ اسی طرح شعر پنجم کے پہلے مصرع میں۔ اور باقی تمام قصیدہ میں (کہ) کے عدد حسب مذہب اول ۲۵ محسوب ہوئے ہیں۔ ایک قصیدہ میں ایک ہی موشح کی دو علی قابل غور ہے۔ ہماری رائے میں موشح کا تسلسل ہے۔

(۲) شعر ہفتم کے دوسرے مصرع میں (کہ) کے عدد ۲۰ محسوب ہوئے ہیں حسب مذہب دوم۔

سہرنا کی تقریب عروسی صاحبزادہ دہلی مرزا عباس بیگ طبرغراد جناب قدر بلگرامی معذور

رنگ شاہانہ دکھاتا ہے چمک کر سہرا	آئینہ منہ سنبخت سکندر سہرا
۶۱۸۷۷	۶۱۸۷۷
حلقہ شوق ہے یہ باتہ میں کنگنا دلخواہ	دامن حسن ہے قیاض کے سر پر سہرا
۶۱۸۷۷	۶۱۸۷۷
جس نے دیکھا نہ ہو خورشید زمین کرو زمین	دیکھے ان کا رخ نایاب ہٹا کر سہرا
۶۱۸۷۷	۶۱۸۷۷

کیا ہی حیران ہے گردِ رخ انور سہرا	مثل تار نگہ شوق ہوا جو صدقے
۶۱۸۷۷	۶۱۸۷۷
سب جبین صبح ہے منہ چاند ہی اختر سہرا	سرخ جوڑا ہے شفق وہ قد طراز فلک
۶۱۸۷۷	۶۱۸۷۷
صیدِ خلاص کرے سر کے پتھر اور سہرا	تازہ الفت کا بہت دام تو پہلیا ہے
۶۱۸۷۷	۶۱۸۷۷
ہے سجا رخیہ یہ سہرے کے برابر سہرا	سب کے تار نگہ شوق ہیں لپٹے مٹکوس
۶۱۸۷۷	۶۱۸۷۷
دامنِ ظلِ علمدار دلا اور سہرا	تاج ہے روشنی الفت مرزا عباس
۶۱۸۷۷	۶۱۸۷۷
کہیں اس زور کا اثر قدر سخنور سہرا	ایک اک مصرعے تا یخ مسیحی ہے ملا
۶۱۸۷۷	۶۱۸۷۷
تاریخ کہ خدائی نواب اصغر علی خان لکھنوی طبع زاد ایضاً	
متہارا گہر بسا شادی مبارک	سنو نواب اصغر خان صاحب
نشاط خانہ آبادی مبارک	کہا یہ قدر نے مصرعے تاریخ
۱۲۹۷ھ	
ایضاً	ولہ
دین عقدہ بشہر فقیر شش و اشہ	نہن صاحب بعقد مہد آرا شد
بازہرہ قرآن مشہری آغا شد	اے قدر نوشتیم مسیحی تاریخ
۱۸۸۰ء	
تاریخ کہ خدائی دختر و پسر نواب شرف الدولہ بہادر وزیر سلطنت اودہ طبع زاد جتایہ میرٹھی معذور	نواب باحتم شرف الدولہ ذمی ہرسم
جنگلی بہادری پہ ہر شمشیر تک گواہ	

<p>وہ آسمان جاہ تو اولاد مہر و ماہ دو نوں دُرِ یگانہ دریاے عز و جاہ کاشن کا رنگ جشن سے محفل پر اشتباہ یہ مہ قیرن بزہرہ و زہرہ قرین ماہ</p>	<p>اچھے کے اچھے ہوتے ہیں سچ ہے جہان ہین رنگ و بو کا باغ شرف و تہن سیر دو نوں کی شادیاں ہوئیں ایوانِ نرپائی نیر تایخ خاتمہ و وزبان نے لکھی امیر</p>
<p>ایضاً</p>	<p>ایضاً</p>
<p>گہر و دوپاے ہین درج شرف نے قمر و دو آسے ہین برج شرف میں</p>	<p>زمین و آسمان دو نوں ہین نار ان یہ سال عقد ہے نور علی نور</p>
<p>(نوٹ) لفظ آئے میں مورخ نے ایک یا محسوب فرمائی ہے جس سے ہم کو اختلاف ہے (مؤلف)</p>	
<p>تایخ رسم عروسی صاحبزادہ مولوی عبد القادر طاہر۔ طبع غادر مؤلف کتاب ہذا خجستہ و زرخستہ صبحی خجستہ شامی خجستہ دان چہ فصل فصلیکہ شدہ مسلم بہار و جلوہ گلستان چہ ماہ ماہیکہ شمع روشن چراغِ رموی کند فروزا بعاوض سہرہ نور چو خجستہ آفتاب تابان غلام محمود را تو دانی عقد او کردہ گل بدایان چہ شام گاہیکہ رب و زینت کند شب وصل ایجران خجستہ آنیکہ این آرزو قیرن کند در حضور قرآن چہ زور مجروح و صبح مسعود و شام امید آں اربان ذالارقم زد کہ رنوا وینہ بست و بجم ز ماہ شعبان</p>	<p>خجستہ عہد و خجستہ فصلی خجستہ سال و خجستہ ماہ چہ عہد عہد کہ شد مکرم رہیمت بہدیش عالم چہ سال سالیکہ ماہ و روشن شال نور و نور چہ روز روزیکہ شاخا و برپیش نشہ شود بزر چہ صبح صبحی کہ در جوانی نسیم گلزار کاہلانی چہ شام شامیکہ خوانِ نعمت بشم و شمسیت خجستہ جشن بود قرآنِ اعراس نوشاہ جہم جانا چہ عہد محبوب فصل مرغوب سال مہمون مہمان خجستہ تایخ حبش ز نور و تایخ و ماہ و ماہ</p>

تاریخ رسم عروسی خنزادی ولوی احمد حسین چیف سکرٹری مقیم پیشی سرکار نظام الملک باطنی بطغراد موکتا	
لاشک من تبع الہدی بالطلع فهو مہذب	انی ابشر للذی ترک المناسی فاشعنا
فلقد تزوج ابنہ احمد حسین مطیب	وقع النکاح بجلستہ شرعیۃ ارخ الاولی
ایضا ولہ	
بزم شادی شد از وجہ و جلوه فروز	جشن دامادی مہر کرم است
نوشہ الطاف حسین ست امروز	ہاتف سال عروسی است و لا
ایضا ولہ	
آرزو پوری ہوئی کیجیو حسین	لومیان آج چڑھی میل منڈ ہے
کتھدا ہو گئے الطاف حسین	عقد ہوتے ہی کہا ہاتف نے
سہرہ تاریخی بتقریب عروسی صاحبزادی مبارک کرشن پٹا دہا دارالہام سلطنت صلیبیہ عراق	
نقاب پوش نبود امر سخندان سہرہ برعاض	مدیستی مگر درسم ایران سہرہ برعاض
دہد ماجلوہ لولوے غلطان سہرہ برعاض	بسفتم گوہر مضمون بتاز فکرت نازک
توان دریافت از زلف پریشان سہرہ برعاض	اگر داری ہوا موشگافیہا مضمونش
کہ سرتاپا بدارد گل بدامان سہرہ برعاض	سحر گاہان شود صد عند لب دل فدائی
کشد از پنجہ خورشید تابان سہرہ برعاض	برخ دارد عروس نہ فلک زرین نقابے را
عروس باغ دارد در گلستان سہرہ برعاض	رگل گل سلک گوہر میکشد از قطرہ شبم
بوصلت کتھائی راست سامان سہرہ برعاض	ز تار نغمہ بلبیل ز رگل گشتہ زربفتی
کہ دامادی پروانہ پنہان سہرہ برعاض	عروسی خانہ فانوس دارد شمع محفل را
خلاف تار کش بر جلد قرآن سہرہ برعاض	باب زربود بر مصحف رو صد خط روشن

<p>بچشم آنکه خار زوئے نشکند دل چکد صد قطره شرم از رخس در و نمایها بر جل خط فروز مصحف و جلوه روشن بتقریبی که باشد از رگ جان ساز و مانش و آلا از ما خداین رسم هندستان خبر دام بمشکوے مهاراجه بین السلطنه حبش بیان واقعی هم صنعت اعجاز شمسالاش مبارک عقد صاحبزادی شاد است تایید</p>	<p>پسند و مروت پیش مرغان سهره بر عارض ز سلک گوهرین کردار بنیسان سهره بر عارض غلاف میکشد بالای فرقان سهره بر عارض سند و تازنگه با صد دل و جان سهره بر عارض که دعوی نفوق میکند زان سهره بر عارض که شد رونق فراداد و یوان سهره بر عارض زهره و مصرع نموناه و لیسان سهره بر عارض همایون باد یارب دست سلطان سهره بر عارض</p>
--	--

ایضا قصیده تاریخی و له

<p>شاد شد دلها که تابان گوهر برج مراد چشم ماروشن که رخشان کوکب برج اهل جندار و زیکه خورشید و رخشان امید لے خوشا فصلیکه اشک شادای اهل طرب گل بدامن با هر عالم ریخت رنگ انبساط شادای و دامادی دخت یمین السلطنه آن همارا ج و وزیر اعظم ملک دکن اعتبارش ممبر بخت سکندر طالعان جان نثار شاه شاگرد رشیدش سخن آنکه ذات او بقصر مملکت رکن کین</p>	<p>شد آب و تاب از یوگرش لبند شاد در شبستان طرب براج شادی جلوه داد بر سپهر خاطر عالم بر آمد بامداد صبح عشرت و چمن زار تمنا آب داد تا نسیم جانفزای عنجه و طبا کشاد یافت از افضال خلاق و دو عالم انقضاء آیه رحمت لقب دارد بلطف و عدل داد انکسارش حلقه در گوش شه آصف نژاد تابع هر لفظ و معنی پرور حسن رشاد و آنکه راسه مستقیم است دولت راعداد</p>
---	---

انکہ صلح کل بود وابستہ حسن معاش	وانکہ از حسن عمل وابستہ فکر معاد
فطرت دشمن نوازش دوستدار خاص عام	نیت اعدا گدازش قاصص صل غناد
دشمن از لطف ہمیش غرقہ آب حیا	دوست از دست کریمش میکش جام و دا
اوست کز طرز عمل بہر عسایا معتد	اوست کز حسن عمل شہ را بذاتش اعتماد
این بود مردمی کہ با خویشان ندارد اختلاف	وین بود شخصی کہ با بیگانگانش اتحاد
باشد اورا با امان شریعت اعتراف	باشد اورا با بزرگان طریقت اعتقاد
در طریقت مسلک او جادہ پیامہ صفا	در شریعت رہنماے او طریق اجتہاد
اقدارش قدر دان پایہ ارباب فضل	قدرتش جوہر شناس مایہ اہل سواد
دارد او ذوق سخن آن مایہ در لفظ عجم	کز کلامش میکند فکر نظامی استقامت
چہتش از حیضہ فکرست بیرون اسے ولا	حرف صوفش را بود صد معنی نومستز
برد عا ختم سخن اولے کہ پایانش شکلست	قول خاموشی بود حدیثنا دارم بیاد
زانکہ در فن جبل ناز و ید طولاسے من	در دعا ہر مصرعے من طرح تاریخی نہاد
حق نگاہش دارد از ہول حوادث دانا	کو نگہدارد بوضع عافیت حق العباد
۱۳۱۷ فصلی	۱۹۶۵ سمت
باد عمر او بطل سدرہ آصف دراز	عسکر اقبال روز افزون بود دولت یاد
۱۹۰۸ ع	۱۳۱۵ ہجری
دوستانش را میسّر باد گنج بے شمار	خاک در چشم رفاه دشمنان بدنہاد
۱۹۶۵ سمت	۱۹۶۵ سمت
یار بایں چہشں ہما یونش شود رنگ طرز	چشم اور روشن بود دائم دل او شاد باد
۱۸۳۰ شالہ یون	۱۳۲۶ ہجری

(و) تواریخ سالگرہ و جوہلی	
تاریخ سالگرہ ولیعہد حضور نظام دکن خلد اسد ملکہ طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور	
ہوئی ہے سال گرہ آج شاہزادہ کی	رہے ہمیشہ الہی بہار سال گرہ
برائے نذر شہنشاہ داغ لکھتاریخ	زیادہ تا با بد ہو شمار سال گرہ
تاریخ سال گرہ حضور نظام دکن ادام اسد دولتہ طبعزاد ایضاً	
ہوئی ہے سال گرہ آج شاہ والا کی	حجستہ فال ہے یہ اور نیک فال گرہ
یہ جشن وہ ہر کہ کہتی ہر ساری خلق اسد	کہلے نصیبوں کی یارب ذوالجلال گرہ
ہزار دانہ یا قوت کی بنے تسبیح	بڑے کلاوہ میں ہر سال ایک لال گرہ
لکھا ہر داغ نے یہ اس کا مصرع تاریخ	ہزاروں سال مبارک یہ جشن سالگرہ
تاریخ سال گرہ چہل سالہ سرکار نظام دکن حضور بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی طبعزاد مولف کتاب	
خوشا جشنی کہ در عہد بہار از فضل یزدانی	گرہ بندان چل سال ست ایوان سلطانی
رعایا راست در درگاہ آصف حکم بہانی	نوا سنجان باغ مدح محو تہنیت خوانی
اسد و نامید شد شمع شب افروز گلستانش	
زمین تا آسمان محو تماشا ہے چراغانش	
ہوا جو بیان دولت در ہوا می سیر گلزارش	نوا سنجان مدحت چشم بردست گہر بارش
متنئے مراتب در دل ارباب دربارش	بغد رتبت خود فکر کمر کس در پئے کارش
دل یک عالمے شوق حصول مدعا دارد	
دعا گویش سر نوک زبان ذوق دعا دارد	
الہی تا بود دست و قلم از آستین پیدا	شود ناحر و مشکین بیاض کاغذین پیدا

خط تقدیر عالم را بود تا بر چین پیدا	کند تا صنعت حکاک نقشه بر نگین پیدا
کتابین چهره محبوب ما با خال و خط باشد	طراز نکته چین محکوک چون حرف غلط باشد
مدا این حرف بر کاغذ کند تا عنبر افشانی	ز شجر فین تم آتش خور و تا لعل رسانی
بود تا حلبیه بین السطور صبح نوزانی	کشد تا پنجه خورشید از جدول ایشیانی
الهی تا بر اوراق جهان نقش است از صولت	بود شیرازه بند ملک شاه جوان دولت
الهی تا بود نوک زبان را لذت گفتن	همی تا در نقاب لفظ معنی راست بختن
سخن گفتن بود تا در مثال بکر جان سفتن	الهی تا مضامین است نگار بوز بشتن
نگار لفظ را تا جان معنی در بدن باشد	نظام الملک آصف جا به محبوب دکن باشد
الهی تا بود مضمون نگین در ته فکر	تا بد تا با روح طبع نورانی مه فکر
عروس نظم تا پنهانست در خلوت گه فطرت	الهی تا بود اوستایم معنی راسخ فکر
زبان خسرو و اطوطی شکر شکن باشد	کلام آصف ما آصف ملک سخن باشد
بسطح ارض تا نظم مالک است آیین	ضوابط را بود تا در جهان ترتیب بدین
نواست جهان محبت راست تا مضمون رنگین	زمین آسمان را بود تا در تحریک و سکین
الهی شاه معنی پرور ما در جهان باشد	زمین نظم را فکر بلبندش آسمان باشد

بطل ایزدی طوبائے ذات پر ثمر بادا	ولی عہد تو بر خودار در نطل پد بادا
بزیر سایہات نخل مرادش بار و بادا	زا بر قدرت سیرایش از آب ز بادا

ز مژگان آب و جاروبے کشم بر سطح بستت	
ضیاء چشم عالم باد قندیل گلستان	

گرہ بر گوش بدخواہان نپد بر فلک پیہم	بکو تا ہی گراید رشتہ عمر عدو ہر دم
گرہ افند بکار بد سگالان جفا توام	گرہ از کار یارانش کشاید خالق عالم

و لا سال گرہ بندان بود و نخواہ آصف را	
ہمایون باد این جشن ہمایون شاہ آصف را	

(ز) تواریخ غسل صحت

تاریخ غسل صحت مہاراجہ کہجے سنگہ والی ریاست بلرام پور طبرغراد جناب قدربلگرامی مغفور

و کہجے سنگہ آنزہیل کے سہی س آئی خطاب	آنکہ اندر رزم بر شیران زند صد و رباش
چشمہا برداشت اندر صید شیران کرام	شد زبون چون مردن چشم تن ہر تاباش
ہر یکے نخل و عاب نشانہش از بہر اثر	ہر یکے دست و زبان برواشت از بہر عیش
غسل صحت کرد و آب رفتہ در جو آمدش	عمر عیسیٰ مژدہ گو آمد زلب ہر شفاش
قدر از دست دعا بنوشت سال عیسوی	بہر پاس جسم باد آب غسل آب بقاش

تاریخ صحت نواب اعظم الدین خان مدارالمہام ریاست رام پور طبرغراد جناب داغ دہلوی

کرم گتر داغ جنرل بہادر	ترا منصب و جاہ و ثروت مبارک
شنیدم چو این مژدہ تاریخ گفتہم	مبارک ہر آئینہ صحت مبارک

قطعہ تاریخ صحت اعلیٰ حضرت بند گانہ متعلقہ حضور زور کن دام قابہ طبع ارجاب داغ دہلوی مغفور	
رہے شاہ دکن یارب سلامت لکھی یہ داغ نے تاریخ صحت ضیا حاصل ہے جب تک مہر و مد کو مبارک دور صحت بادشہ کو ۱۳۰۹ھ	
ایضاً ولہ	
مرے حضور الہی جیکن ہزار برس کہا ہے داغ نے یہ سال صحت سلطان شفایہ جن کے سکون ہر دل زمانہ کو خدا نے دی ہے شفا عادل زمانہ کو ۱۳۰۹ھ	
تاریخ جشن صحت نواب یوسف علیخان بہادر والی رام پور برور عید طبع ارجاب امیر مینائی مغفور	
مژدہ ام طالبان شاہد عیش یوسف عہد کو ہولی جو شفا دہوم ہے ہر طرف مبارک ہو فکر تاریخ کی جو میں نے امیر ہولی تاریخ جشن و عید بہم کہ ہولی صبح عید شام امید مرتبے میں ہولی دوبالا عید وصل میں وصل اور دید میں دید کیا ہی روح القدس کی تائید جشن میں جشن اور عید میں عید ۱۳۰۸ھ	
ایضاً ولہ	
شرف وان مہر کو ہریان عروج ماہ دولہی کسے سال ہمایون ماتہ آتا ہے امیر ایسا عجب صحبت عجب جلسہ عجب شاد کی سہ مہینا عید کا نور و کا دن روز صحت ہے ۱۳۰۸ھ	
تاریخ غسل صحت منشی امتیاز علیخان وزیر ریاست بہوپال طبع ارجاب امیر مینائی مغفور	
عمر خضر نصیب مرے دستگیر کو لب پر امیر مصرع تاریخ اگیا چمن آگیا ہر ایک صغیر و کبیر کو اقبال شاہ سے ہومی صحت وزیر کو ۱۳۰۸ھ	
تاریخ غسل صحت حاجی لوی حسن الزمان محمد دام فیوضہم طبع ارجاب مولوی محمد ابراہیم سعد خالص حیدر آبادی	

	چشم حق بین شیخ پاک نہاد چشم مار و دشمن دل ماشاد ۳۴۶ھ		شکر حق باز یافت بینائی سال آن فی البدیہہ تعد گفت	
تاریخ غسل صحت حضرت اقدس اعلیٰ حضور پر نور نظام کن مظلمہ العالی طبع زاد مولف کتاب ہذا حامی ترا خدا ہے ملک دکن کے والی حکمت سے کب جدا ہے تقدیر لائیلی اور مرکز دعا ہے درگاہ ذوالجلالی سب کچھ تیری عطا ہے وجہ فراغیالی جیبیں وہ بہر ہا ہوتا جس کا ہاتھ خالی موجود جا بجا ہے رنگ خجستہ حالی رد تیری ہر بلا ہے اسی بندگانغالی			کل تیرے دشمنوں کی ناساتہی طبیعت شکوئے کو قہر تین دین اور صلح بدین مسکت منار ہے ہیں صد تجہی آرہیں خیاتیوں کی کثرت داد و دہش کی شہرت تیرے کرم کے صد تیری عطا کے قربان خوشیوں کے ہیں ترانے صحت کے شادان تاریخ غسل صحت لکھو دلا بجلت	
(ح) تواریخ جلوس و فرمانروائی				
تاریخ جلوس شاہ جہان بادشاہ طبع زاد جناب آقا امیر شوقی مغفور				
	خرم و شاد و کامرن باشند تاجہان باد در جہان باشند		بادشاہ جہان و شاہ جہان حکم او بر خلائق عالم	
(نوٹ) اس قطعہ تاریخ کے مصرع سوم میں کوئی اشارہ تاریخ کا نہیں ہے۔				
یہ طرز متاخرین کے پاس جائز۔ ہماری رائے میں اشارہ تاریخی ضرور ہے۔				
انتخاب اقصیہ تاریخی دوازدہ شعبہ کی مراد آبادی تقریب جلوس نواب ناصر لدولہ والی حیدرآباد				
وجہ اشعارم زد دل بیند کنون کو قد دان			جو ہر ناطق منم مشہور از حسن بیان	
۶۲۲	۱۲۴۴ھ	۶۲۳	۶۲۲	۱۲۴۴ھ ۶۲۳

نیستند از جوہر اہل دول گہ بام قدر	یادوام از دل اعجب نکتہ ہا کو قدران
۶۲۲ ۱۲۴۴ھ ۶۲۲	۶۲۲ ۱۲۴۴ھ ۶۲۲
دیدہ ام من در جہان وقت باز راہ	ہر کہ می دارد سند ساز و باوقات جہان
۶۲۲ ۱۲۴۴ھ ۶۲۲	۶۲۲ ۱۲۴۴ھ ۶۲۲
قلب و لاکم شناسد از مدار جہاں نطق	در کہ عاقل میدہد از جوہر قابل نشان
۶۲۲ ۱۲۴۴ھ ۶۲۲	۶۲۲ ۱۲۴۴ھ ۶۲۲
(نوٹ) ہر ایک مصرع میں حروف مجملہ کے اعداد ۶۲۲ ہیں۔ اور حروف مہملہ کے اعداد ۶۲۲ اور دونوں کا مجموعہ ۱۲۴۴۔ اور یہی سہ ماہی مطلوب ہے۔	
اسمیں صنعت ترصیع کے ساتھ صنعت ازدواج۔ اور مجمع الصنائع بھی ہے۔	
ہمارے ایک مہربان نے براہ مہربانی اس قصیدہ کی نقل مرا و آباد سہ پہی تھی	
مگر اس کے اکثر اشعار میں لفظی غلطیاں بہت سی تھیں اعداد پورے نہیں ہوتے تھے	
لہذا ہم نے ان سے صرف ۴ اشعار کو منتخب کر لیا جن کے عدد صحیح تھے۔	
تاریخ جلوس سند نشینی نواب محمد شاق علیخان بہادر والی ریاست مملوٹہ طبعہ اجنادین دہلی	
زہے نشاط زہے خرمی زہے عشرت	بنا ہے غیرت فردوس مصطفیٰ آباد
جہان جہان ہر خوشی عیش انبساط سر	زبان زبان ہے ادا نعمہ مبارک باد
نگہ نگہ سے ٹپکتا ہے بادہ عشرت	نفس نفس میری آواز ہے کہ آئی مراد
دہن دہن میری دلاے بقاے دولت و عمر	سخن سخن میں ہر شکوہ و پیاس حد سہ یاد
عروج و دولت و اقبال و شان و شوکت ہے	بنا ہے عالم بالا یہ عالم ایجاد
ہوا و سادہ نشین روز جمعہ کو نواب	فنا یوں نے دعا دیکے دی مبارک باد

زہے طراوت آب و ہوائے گلشنِ دہر
وہ جوشِ رنگِ ہر ہوا بہ نیشتر بھی شہتا
مثالِ خاطر بشگفتہ ہر گلِ امید
سب اعتدال سے ہیں اب عناصرِ ربیع
مزاجِ اہل زمانہ میں ہے وہ یکسوئی
چڑھا کے ساغرِ صہبائے عشق کو صوفی
قضا قضا کرے لے لیکے ہچکیاں پیہم
شرابِ برق بھی دانتوں میں ڈرے لے لنگا
ترے سکونِ طبیعت قیامِ دولت سے
فروغِ نیرِ اقبال سے عجب کیا ہے
ترے زمانے میں دل ہو گئے ہیں آئینہ
گدا کو بھی وہ تھل سبے عہدِ ولایت میں
ترا اشارۃً ابرو و کلیدِ فتحِ امید
ڈلی ڈلی کو نمک کی ترستے ہیں اعدا
اب اسکو سہو کہیں ہم کہ حافظہ ٹھہرائیں
بہت قدیم نمکھوارِ معتد متناز
جگرِ نگار و دلِ انگار و مضطر و غمناک
اسے خدا نے باغِ از و آبر و رکھا
امید وارِ ترجمہ ہے خواستگارِ کرم

قدمِ جما کے سنبھلتا ہے باغ میں شمشاد
جو صُدد لے رگ شاخِ نہال کی فصّاد
برنگِ غنچہ نشگفتہ ہر لبِ فریاد
سب اتفاق سے ہیں آب و خاکِ آتش و باد
مریض کی بھی مرض میں نہ جمع ہوں افساد
پکار اُٹھتے ہیں نشے میں ہر چہ بادِ باد
کسی مریض کو ہو لے سے بھی جو آئے یاد
ہو اے عدل سے جو صرصرِ خزانِ بر باد
کہے نہ اب سے زمانے کو کوئی بے بنیاد
پڑے اگر خطِ تقدیر کو رِ کو رِ مادرِ زاد
ہوا تہا صاف سکندر کے عہد میں فولاد
جو اس زمانے میں ہو خسرو می کرے فریاد
تری نگاہِ دل آرزو ہے جانِ مراد
مٹا ہے عہد میں تیرے وہ نامِ شوخ و فساد
ہمیشہ جھگڑا دیکھے بھول جانا یاد
یہ داغِ مدحِ سدا ساکن جہانِ آباد
قتیلِ خنجرِ اعدا و کشتہ حساد
مدام شاد رہا یہ بغضِ رعبِ عباد
نگاہِ لطف رہے خلدِ آشیان سے یاد

دعاین دیکے لکھتا ہے مصرعہ تاریخ	جلوس خسرو عالم پناہ نیک بہاد
تاریخ فرمانفرمانی سلطنت الیٰ حضرت نوروالی دکن دام سد قبائلہ طبع زاد مولف کتاب ہذا	
میر محبوب علیخان شاہ والا منرلت	حکمران شد شادا ز احسان خلّا ق من
۱۹۴۰ سمیت	۱۸۸۴ عیسوی
چار تاساںش نوید پنجد کلک والا	مملکت رانی ہمایون بادامی شاہ دکن
۱۲۹۳ فضلی	۱۳۰۱ ہجری
تاریخ دربار دہلی بقریب ناچوشی ملک معظم قیصر ہند طبع زاد مولف کتاب ہذا	
آباد بود تا بقیامت سر ہند	شاہ انگلنڈ و قیصر کشور ہند
ہا قف چون قیوب زدند سال جلوس	جشن دربار نامے قیصر ہند
تاریخ مسند نشینی مہاراجہ میسور طبع زاد مولف کتاب ہذا	
زہے جشنے کہ اندر ملک میسور	سرور افراس ہریر و جوان شد
نچے رسمے کہ در ایوان شاہی	مسرت بخش قلب راجگان شد
گور ز جہنم ہند از برایش	بگرو فرشتاہی میہمان شد
مہاراجہ سریر آراے راج است	بجہ اند کہ این دولت جوان شد
والا سال ہمایونش چہ خوش گفت	مہاراجہ بدولت حکمران شد
(ط) تواریخ فتح	
تاریخ فتح دہلی بدست بابر شاہ طبع زاد جناب مولانا حامی مغفور	
کشت در پانی پت ابراہیم شاہ	شاہ غازی بابر عالی نسب
وقت در روز و سال و تاریخ ظفر	صبح بود و جمعہ و ہفت رجب
	۹۳۲

تایخ فتح ستارہ گڑھ بصفت قطعہ ترتیبی طبعرا دجناب مولوی عبدالجلیل بلگرامی مغفور	
چوسید و سنبھا و رانا بہ گیتی	ز شیخ شہنشاہ گشتہ پارہ
الف ہاے این ہرہ راتا بیکجا	نوشتم تایخ فتح ستارہ
ایضاً ولہ	
چو محی الدین محمد شاہ غازی	ستارہ فتح منہ موداز اشارہ
رستم کردم بکک فکر بیتے	کزوشد چار تایخ آشکارہ
بود ہر مصرعہ عیش تایخ منقوط	ہمان حاصل بہم شد در شمارہ
محمد شہ اساس شطح را کند	بر آمد باطل از حسن ستارہ
۱۱۱۱ھ	۱۱۱۱ھ
(نوٹ) شعر چہارم کے دونوں مصرعے حامل تایخ ہیں۔ اور صیغہ ترصیع ہر اور انہیں دونوں مصرعون کے حروف مجملہ سے تایخ نکلتی ہے جس کا نام صنعت اعجاز ہے۔ اور علی ہذا دونوں مصرعون کے حروف مہملہ میں بھی تایخ ہے بصفت ابہمال۔	
(ی) توایخ وزارت	
تصیہ تاریخی وزارت نواب محار الملک زیر اعظم حیدر آباد و کن طبعرا دجناب معنی مغفور حیدر آبادی	
۱	بکمال از افضل عزیز و اہب سبحان
۱	بشد سالار و الاشان باقبال عجب دیوان
	۱۲۶۹ھ
	۱۲۶۹ھ
۲	خجہ سالار کز فسوی اسم جزیل وی
۲	مباہتے بیک عالم کند سالاری و دوان
	۱۲۶۹ھ
	۱۲۶۹ھ

۳	زگوہر یاری دست عطاے یامہر آدو	۳	بجوش دل شدہ گریان بس ز بی باگی نسیان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ	
۴	زبرق دانش عالم فروز لمعہ زیب ابو	۴	بگرو در حجاب ابر مہر نور دہ پنهان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ	
۵	مدار کردہ با حجاب عالی منزلت الحق	۵	بشد دار آبان در گاہ قصی جاہ او دربان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ	
۶	فدای وجہ او جانم کہ در غرغشت اراو	۶	لالی را حصول آب و جانی یافتہ مرجان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ	
۷	ز بڑا و فرو دہ دیگر آبے جو ہر منت	۷	ز جو د او گرفتہ حسن بیکر میکمل احسان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ	
۸	ہدایت مید ہلس مفسدان جبر کا سب	۸	شود در عہد او چون پیر صاحب سلسلہ زندان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ	
۹	بکنج جو د او چون لعلے از رنگ ہوا رفتہ	۹	بمال بذل او گر ہر بیامد از بن دندان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ	
۱۰	جہان آزاد گشت از بند رنجی بس بعد او	۱۰	بطوق قمر یان بس سرو از برگی زند ستون
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ	
۱۱	دیرین قحط الرجال از قدر افزائی او قصداً	۱۱	بود ہر حال اہل علم با قدر گران بازان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ	
۱۲	ز جو د وے معین بڈ برات رزق عالم لا	۱۲	باو گر دید دیوانی باین رو در شمع بان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ	
۱۳	رمہ در ہر چرا کہ میچرو چالاک بے تینے	۱۳	دوان گرگ بر بستہ ز عدل عام و مہر چوپان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ	

۱۴	سجود آسمان اور دشواری حصول آید	۱۴	بپائے رفعت ایوان سر از چہدے نہ کیوان
۱۵	ریاست اولاً بودہ بدید مرگ بیمار	۱۵	کہ در دربان وے در ماند و عوگر ہندہ وژان
۱۶	کنون از طبت تدبیر بیضا آن فلاطون عقل	۱۶	بیک دار و صحت آمدہ جسم وی صبحان
۱۷	چہ دار و آبر و یابی ہو س از آتش دلہا	۱۷	باد از خاکپایے موکب می کل چار ارکان
۱۸	بود زین بوم نیکو بوم حیوان سخا نہ ویرانی	۱۸	کہ بس این ملک از سعی و شد جملہ آبادان
۱۹	ز حیرانی دید او دہشتی بدیوار	۱۹	بہ پیش لمعہ نور روے او آئینہ حیران
۲۰	بندر عقل او سہل آمدہ دشوار از ہر فن	۲۰	بہ پیش طبع اواز علم ہر شکل بو آسان
۲۱	سر اعدا بپایے وے بہر سومی فتہ چون گوگرد	۲۱	میان جنگاں شمشیر و گویا ز ند چو گان
۲۲	برایوان بلند وے کہ بعد لاتنا ہی شد	۲۲	ز اہل حکمت الحق نامسلم ستمی بران
۲۳	عجب نبود اگر معنی ہم از دولت بروزگہ	۲۳	جہانے آمدہ بر خوان چود وی کنون بہان
۲۴	اٹہی تا بود ساکن چو مرکز این زمین کیرہ	۲۴	بگروا بود مانند پر کا زان فلک گردان

سکون این ریاست از وجود ہمیشہ باد	۲۵	بیاد دولت و جاہ ابد در گردوی قرآن
ھ ۱۲۶۹		ھ ۱۲۶۹
(نوٹ) استاد معنی مغفور نے (کہ) کے اعداد ۲۰ محسوب فرمایا ہیں اور شعر (۱۹) میں لفظ آئینہ میں یاے اول کو ہمزہ قرار دیکر اس کا عدد (۱) لیا ہے۔ ہماری رائے میں یہ تسامح ہے۔ اور خلاف قاعدہ۔		
تایخ وزارت ایضاً طبع فرما دیا جناب معنی مغفور رحید آبادی		
صد شکر ز تائید میسم یزدان		دیوان دکن چو گشتہ سالار زمان
ھ ۱۲۶۹		ھ ۱۲۶۹
زان سال نکو چنین نوشتہ معنی		سالار زمان بگشت نیکو دیوان
ھ ۱۲۶۹		ھ ۱۲۶۹
(نوٹ) اس رباعی کے مصرع اول میں حضرت معنی نے لفظ تائید میں ہمزہ کا ایک عدد محسوب فرمایا ہے۔ یہ تسامح اور خلاف قاعدہ ہے۔		
ولہ		
چون بان نواب دار منزلت سالار جنگ		طرفہ دیوانی نصیب از لطف رحمانی بشد
ھ ۱۲۶۹		ھ ۱۲۶۹
معنی از سال جلوس انبساط او گھاگشت		جلوہ سالار کل بر صدر دیوانی بشد
ھ ۱۲۶۹		ھ ۱۲۶۹
ولہ		
ہزار شکر کہ سار جنگ نیک مال		چو شد وزیر بے انباز از مکارم شان
ھ ۱۲۶۹		ھ ۱۲۶۹

نوشہ قاعدہ از منطق محیط جہان	نمودہ فکر باین سال مہینت معنی
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
چراغ محاورہ ترک و کج و جملہ زبان	چراغ خطاب کلام عرب و منطق عجم
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
شمار کن عدد الاحشاد بعد از آن	بگوئے ہر چہ بخواہی ز حرفہائے جمیل
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
شدہ چو جمع بتقسیم پنج نہ ہمگان	میان دہ بزن و ہشت ہم دران افزا
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
بین کہ چیت باقی عدد بفاش عیان	بہ پنجگانہ چو کل منقسم تمام بشد
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
کہ تا عیان بشود سال او ز قصد نہان	دگر بچار صد و بست و سدہ بزن و عمل
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
(نوٹ) واجب الاحترام مؤرخ نے اس قطعہ تایخ میں بھی کاف کے عدد ۲۰ محسوب فرمایا ہیں۔ اور یہ یا تو تسلیح ہو یا مذہب دوم کی پیروی۔ واضح ہو کہ اس تایخ میں صنعت ترصیع کے سوا عامۃ الودود سے بھی کام لیا گیا ہے۔	
تایخ وزارت نواب معتمد الدولہ وزیر غازی الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ از جناب ناسخ مخدوم	
تایخ سعید کہ و ناسخ تحریر	شد اسکندر وزیر اسطاطالیس
تایخ مدار المہامی جنرل اعظم الدین خان بہادر طبع از جناب داغ دہلوی مخدوم	
اعظم الدین خان بہادر کو	جاہ و منصب ملا با سالی

<p>مستقل ہے حکم سلطانی ہے شجاعت میں رستم ثانی عہد دولت میں باغ و افی ہے یہ آزار دشمن جانی دل ہے مجموعہ پریشانی پہلو پہلو بغض و بغانی ہے یہ نواب کی ہنردانی اصفیہ عظیم جہان بینی</p>	<p>یہ مدار المہام عالی جاہ کیوں نہ ہوتا یہ فوج کا جنرل عدل و انصاف داد و فیض و کرم داغ آشفٹ ہو گیا مجبور تن ہے آلودہ ہزار امراض مانگتا ہے دعائیں صحت کی اپنے جرنیل کو دیا عہدہ اس نیابت کی یہ کہی تاریخ</p>
<p>پہر بشیر الدولہ عادل امیر ابن امیر بادشاہت بدل ہو تو وزارت ہے نظم شاہ عالم گیر دستور معظم شیعہ اس سی جان آرام میں ہوا اس سی دل راجہ مالک اقبال روشن صاحب رائے کیوں رہے ملک کن میں نام کو بھی افتخار مہر و ماہ آسمان نور بہن شاہ و وزیر</p>	<p>پہلے سلطان ابن سلطان خسرو ملک کن قابل معج و دعا میں لائق وصف و ثنا یہ دلاور ہے سکندر وہ بہادر بہترین جہاں خاقان دوران مر جہا نواب عہد یہ ہے شمع سلطنت تو وہ چراغ ابہت یہ اگر ابر کرم ہے وہ ہے دریائے نوال داغ تاریخ وزارت اتفاق شد سے لکھ</p>
ایضاً ولہ	
<p>ہوئی دہوم سے دہوم ماہی سے ناماہ وزیر شہنشاہ سر آسمان جاہ ۱۳۰۵ھ</p>	<p>ملا آج نواب کو خاص خلعت کہی داغ نے خوب تاریخ اس کی</p>

تاریخ سرفرازی خلعت وزارت بہ سالار جنگ ثانی طبع از جناب طاہر ناطی	
وزیر داد و در مختار دوران	بہ گیتی تا ابد باشد باقبال
۱۹۴۰ سمت	۱۲۹۳ ف
چنان خاصہ مبارک سنہ نوشتہ	جوان بختی جوان پیہ جوان سال
۱۸۸۳ ع	۱۳۰۱ ہجری
تاریخ وزارت نواب عماد السلطنہ سالار جنگ ثانی وزیر سرکار نظام خلد ملکہ طبع از مولف	
رفیق با وفا گوشہ نشین تشریف وزارت دی	ہوئی حاصل بلندی پایہ عز و تفاخر کو
ولاجوش سرتمین پئے تاریخ بول اوٹھا	کہ دیوانی مل لائق علی خان بہادر کو
تاریخ وزارت نواب سرفواد الامر مغفور وزیر سلطنت آصفیہ طبع از مولف کتاب	
چون مہر کرم خلعت دستوری خود را	بخشید ببالاے مہ برج امارت
برجستہ رقم زد سنہ اش معتمد او	زیبہ بوستار الامر البس وزارت
تاریخ وزارت مہاراجہ مین السلطنہ سرکش پرشاد بہادر شاہ مخلف وزیر سلطنت آصفیہ طبع از مولف	
پیشکار دکن کشن پرشاد	شد وزیر حضور شاہ دکن
ای و لا سال سرفرازی اوت	دل ما شبام چشم مار و شن
(ک) تواریخ خطابات	
تاریخ خطاب یجری بہ نواب افسر الملک بہادر طبع از جناب داغ دہلوی مغفور	
قدردان ہے قیصر ہندوستان	کردیا میجر زراہ معدلت
ہو مبارک یہ خطاب یجری	بجھکوائے نواب والا منزلت
اے بہادر پاک دل پاکیزہ خوی	مع کے قابل ہے تیری ہر صفت

قدردان تیرا ہے شاہِ دکن مصرعہ تاریخ لکھا داغ نے	شاہ کیساتھ فخر سلطنت میجر افسر جنگِ عالی منزلت
تاریخ خطاب بہ معتمد صرف خاص حضور نظام طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور	
اک خطاب آصف نواز الدولہ آج دوسرا آصف نواز الملک ہے	شاہ نے بخشا نہایت انتخاب جس کی قدر و منزلت ہے بحساب
ان خطابوں کے تھے شایان آپ ہی داغ نے تاریخ اس کی یہ کہی	سیّد والا حسبِ عالی جناب معتمد صاحبِ میرے زیبا خطاب
(نوٹ) استاد نے لفظ ہوئے میں ایک یا محسوب فرمائی ہے۔	
تاریخ خطاب شمس العلماء بیہولف کتاب ہذا طبعزاد جناب مولوی صبغة اللہ مدنی افسر تخلص	
نواب فلک جناب شمس العلماء رافت لکھی ہے میں نے اسکی تاریخ	سب ذرے ہیں آفتاب شمس العلماء اعلا ہے یہ خطاب شمس العلماء
ایضاً طبعزاد جناب میر دلاور علی حیدر آبادی دانش تخلص	
گردید عزیز جنگ والا ایدون دانش برخواند مصرع سال خطاب	شمس العلماء بفضل رب بیچون شمس العلماء عزیز جنگست کنون
ایضاً طبعزاد جناب سید سجاد علی سوم تعلّق دار حیدر آباد (اثر) تخلص	
شمس العلماء خطاب دادہ بولا شاہ طبرش در مصرعہ تشریف صلی شدہ بنوشت اثر	بایوسف نامہ در مجملہ دار دانش نواب عزیز جنگ شمس العلماء در فصل یوسف بنیش
تاریخ سرفرازی خطاب کے سی الیٰ کی بہ نواب کرنل افسر الملک بہادر طبعزاد مولف کتابچہ افسر نوج دکن آج ہیں کے سی الیٰ کی	جن کے اعزاز سے مسرور ہے سارا لشکر

کہہ یامین نے ولا مصرع تاریخ خطاب	افسر الملک کو قیصر نے کیا کیوان سر
ایضاً ولہ	
افسر الملک کو برٹش نو دیا سر کا خطاب پئے تاریخ یہ کہتے ہیں ولا رتبہ شناس	یا الہی ہو مبارک یہ خطاب افسر کو افسر الملک سے زینت ہو خطاب سر کو
(ل) تواریخ جانشینی و تقرر خدمت	
طالب علی امی قدر ولی بود بحق	تاریخ جانشینی چودہری طالب علی بجائے پدر طبعاً و جناب قدر بگلرامی معذور
بر کرسی سال نقش تاریخ نشست	بر جہے پدر جلوس فرمود بحق
تاریخ تقرر نواب وقار الملک وقار الد ولا نصار جنگ مولوی شفاق حسین خان و طبعاً و انکتاب	حق بر مرکز و سوار بنمود بحق
باحسن البشارة العظيمة وقار ملک انصار معتمد ولم یکن سواہ مستحقہ فاحسن تلافیا لما فات سمعت عامہ من الولا کذا	ابشر الصریق کان لشیاق بکالج فستم منہ احقاق فعند ذاک لظمین آفاق اتی لنا بحسن البدل رزاق بالصلح المقام قام شفاق ۱۲۵۵ھ
ایضاً ولہ	
بہر کالج معتمد گردید مرد با وقار سال تاریخش ولا بر صغیر گیتی ارشت	آن وقار الد ولہ ما افتخار الملک شد جانشین جائز بحسن وقار الملک شد ۱۲۵۵ھ
ایضاً ولہ	
وقار الملک سر دنیا میں ناواقف نہیں کوئی	فقیرانہ روش رکھتے ہیں آگاہ حقائق میں

پسند آنکو ہمیشہ سر پر لب کی پابندی لیاقت قابلیت تجربہ ہے انکا لاثانی کریں گے وہ بہت کچھ آزمیری مقدم ہو کر بیان واقعی تاریخ ہے ان کے تقرر کی	جفاکش ہیں بڑی محتاط ہیں چون ناپتہ ہیں غرض ہر طرح سے مشتاق مدوح خلایق ہیں سنہی قوم کی خدمت کردہ پہلو سر شائق ہیں وقار الملک حتی جو یا اسی خدمت کو لائق ہیں
--	--

(م) تواریخ خیر مقدم

تاریخ خیر مقدم نواب مختار الملک مغفور وزیر اعظم حید آباد طبغرا و جناب قدر بلگرامی مغفور کیا مقدم نواب کی بس شہرت ہے حقاً نازل یہ آیہ رحمت ہے ۱۲۸۶ھ	تاریخ خیر مقدم نواب مختار الملک مغفور وزیر اعظم حید آباد طبغرا و جناب قدر بلگرامی مغفور کیا مقدم نواب کی بس شہرت ہے حقاً نازل یہ آیہ رحمت ہے ۱۲۸۶ھ
ذیحجہ میں ہے نزول اول امر قدر ۱۲۸۶ھ	جب توحج اکبر میں نہیں حجت ہے ۱۲۸۶ھ

تاریخ مراجعت العلی حضرت حضور پر نور ادامہ السدا قبلہم از بہمنگندہ طبغرا و جناب داغ و بلوخی مغفور ہوئے زیب بلدہ جوشاہ دکن کہو خیر مقدم کی تاریخ داغ	ملا دیدہ و دل کو نور و سرو بہمنگندہ ہے آگے اب حضور ۱۳۰۲ھ
--	--

تاریخ خیر مقدم سرکار نظام ادامہ السدا قبلہم از کلکتہ طبغرا و مولف کتاب ہنیائیا لکل البرایا و لا سال تاریخ او عرضہ دارد	کہ از مقدم شد دکن شد منور ز کلکتہ آبدشہ بندہ پرو ۱۳۰۲ھ
--	--

خمسہ تاریخی متعلق بہ خیر مقدم پرنس آف ویلس بجید آباد طبغرا و مولف کتاب ہذا امی نیکین خاتم و کٹور یا خوش آمدی امی درخشنده بحر عطا خوش آمدی	وی جلا افزاے تخت اندیا خوش آمدی امی سہیل آسمان اعتلا خوش آمدی
---	--

ای فروغ مطلع منکر ساختن آمدی	
ای اسطوری زمان لقمان و فلاطون شیم	دی همین تن نریمان نیر دو گشتا سیم
ای سکندر بخت و دارا منزلت جیشیدیم	وی منظر فرسلیمان تخت و افریدون شیم
ای با کلیلت پروبال بها خوش آمدی	
دید که گیتی بخیر مقدمت چشم ره است	گردا بهت سر می بخش چشم بر شنا بنش است
غفل قطع بهت از پشت ما بهی نامه است	خانه دلباه یک عالم ترا منزل گه است
ای سلی بخش بر شاه و گدا خوش آمدی	
در چین با صد زبان سوسن ثنایت گفته است	بشیم اندر رشته جان و در مدحت سفته است
در نقاب برگ گل مضمون نو نهفته است	غنی دل در روایت همچو گل بگفته است
در بهار دولت ای باد صبا خوش آمدی	
ای بهندستان ورود چین صبا اندرین	تکبوت فیضت چو بوی نافه مشک استن
تا قدم بنهاد بر تارک ملک دکن	تا چراغ افر خستی در خانه چشم بزم
از در و دیواری آید صدا خوش آمدی	
سایه پروردان تو ظل الهیت گفته اند	آستان بوسان تو گردون شاپیت گفته اند
حکمرانان خسرو اقدیم جا بهت گفته اند	دو برینان جهان نور نگا بهت گفته اند
ای فروغ دیده اهل صفا خوش آمدی	
از شهنشاهان چین گوهر سبقت برده	از حکیمان سلف حکمت بدست آورده
بر طریق حاتم طائی قدم افشوده	تا بهند وستان ز نخل جو خود بر خورده
ای چین آرا گلزار سخا خوش آمدی	

شیر با آموخور و از چشمه عدل تو آب	پشته از میل دمان هرگز نه میگیرد حسنا
باز و شاهین از شکار کبک دارد اجتناب	جور و بیداد و جفا را کس نمی بیند بخواب
ای توانائی ده هر بینوا خوش آمدی	
چشم عالم طایب روے پر انوار تو بود	ریده اهل دکن شتاق دیدار تو بود
در دلم سوداے جنس قدر بازار تو بود	ای می کنگان دل میکن خریدار تو بود
ای متاع نیک لعل بے بها خوش آمدی	
بینوایان چشم بردست گهر بار تو ماند	جان نثاران دکن جانباز سر کار تو ماند
حکمرانان جهان با جان و دل یار تو ماند	خسروان دهر سر تاسر و فادار تو ماند
ای نگهدار دل اهل وفا خوش آمدی	
با تو هر اهل پرستش دکن جهان است	جلوه افروزش وفق بخش هندستان است
از قدوم او بهار تازه در بستان است	نغمه سنج بارگاهش غنای لب جان است
مرحبا ای بانو گلگون قبا خوش آمدی	
یا آلهی خسرو مادر جهان پاینده باد	قیصر هندوستان بفرق عالم زنده باد
آفتاب خاندانش دامنا خشنده باد	مهرزاتش بر سپهر دولتش تابنده باد
ای ولی عهد در وقت دعا خوش آمدی	
خدمت هندوستان را بجا آورده ام	ناز تا لایفات خود این بختبآ آورده ام
من بدرگاه عیسی التجا آورده ام	عمر و اقبال ترا دست دعا آورده ام
ای پذیرای مقال دعا خوش آمدی	
بر عذار نازک مهتاب عکس خال تست	در دل آیینہ مهر فلک مثال تست

مطلع ہفت آسمان ششخانیہ قابل تست	خمسہ فکر و آلا رونق پذیر سال تست
اسی مہر برج شہنشاہی بیاخوش آمدی	
(ن) تواریخ شکار	
تاریخ صید افگنی حضرت بندگاہ تعالیٰ مدظلہ العالی طبع از جناب داغ دہلوی مغفور	
میر محبوب علیخان خسرو آفاق کو	بخت اسکندر دل رستم دیا اللہ نے
داغ اس شیر افگنی کا سال اگر پوچھو کوئی	کہدے اچا شیر مارا شاہ آصف جاوید
ایضاً ولہ	
ایک ہفتہ کا ہے حساب شکار	داغ کی تم زبان سے سن لو
کہی گنتی کی ایک ہی تاریخ	شاہ آصف نے شیر مارے دو
ایضاً ولہ	
سلطان دکن رستم دوران و دلیر	ایسا ہے زبردست کرے شیر کو پیر
لکھا سر آغاز سے یہ داغ نے سال	بال فعل جہا نڈا رہے مارے دو شیر
(س) تواریخ تالیف و تصنیف کتب وغیرہ	
تاریخ اجزائے اخبار شعلہ طور کا پور طبع از جناب قدر بلگرامی مغفور	
غش ہین بشیر بیان پر ہی ارنی زبان	شعلہ طور کا پور نور فشان ہے درو
قدر شروع سال ہے مصرع عیسوی لکھو	سر مہ چشم فکر ہے شعلہ طور کا پور
تاریخ طبع دیوان مولوی سلامت اللہ کشفی طبع از جناب قدر بلگرامی مغفور	
کلام کشفی جادو کلام را نازم	بگوش طبع خواص و عوام شد مطبوع
چو طبع گشت کلامش قبول طبع افتاد	تمام گشت چو دیوان تمام شد مطبوع

یکے بیاض سطور و دیگر سوا و خطش زہے ترانہ و فرد و قصیدہ و غزلش نوشته قدر پے طبع مصرع و تاریخ	چو عارض سحر و زلف شام شد مطبوع ہمہ کلام بلاغت نظام شد مطبوع کلام کشفی نام و کلام شد مطبوع
تاریخ کتاب مفتاح الہند مؤلفہ غلام محمد خان و اصل طبع از جناب قدر بلگرامی مغفور	نام پاکش ہند و مفتاح الہند صد فصل دل کشا و مفتاح الہند
اے قدر نوشت و اصل این طرف کتاب مفتاح تسلیم کشود فصل ابجد	(نوٹ) وزن رباعی بین پہلا مصرع بدون التزام ردیف و قافیہ مکررہ ہے۔ (مؤلف)
تاریخ مثنوی لوح محفوظ طبع از جناب قدر بلگرامی مغفور	چوٹے نامون مرے فیروز علی شعر کہنے کو لگا یا جوشگاف لوح محفوظ لکھی صل علی کیا حد یثون کو بنا یا تصویر مثنوی ہے کہ خدا کی قدرت نعمۃ بلببل معنی معنی نہوئی حسیل کہی ایسی کتاب یاد کر کے انہیں سر و ہنتا سے جم گیا سال کا نقشہ امر قدر
تاریخ آغاز مخزن الاخبار طبع از جناب امیر مینا لی مغفور	نکمر سے کر گئے ادا و تسلیم کہل کئی خاطر ناشاد و تسلیم اس تسلیم و مین ملی واد و تسلیم جبذا صنعت بہزا و تسلیم دیکھئے زور خدا داد و تسلیم لفظ بین قسمی شمشاد و تسلیم جب سے قائم ہوئی بنیاد و تسلیم یہ صریحین بین کہ فریاد و تسلیم لوح محفوظ ہے ایجاد و تسلیم
مخزن الاخبار کو پایا جو مال مال حسن	لوٹنے کا ڈر غلطان کو بہانہ مل گیا

سال سہ ہجری و پنج مشرقی و شمس امیر	جس کو پرچہ مل گیا سمجھا خزانہ ملکیا
تاریخ رسالہ اردو و کشمیری و فارسی و عربی و ہندی و علی بہو پالی طبع فراد جناب امیر مینائی مغفور	
اس رسالہ کی قدر ہو گی ضرور	رائگان جا بیگی نہ یہ محنت
فال ہے نیک امیر کی تاریخ	پاے گا یہ قبول کا خلعت
تاریخ طبع دیوان اول نواب کلب علیخان بہادر والی ریاست رام پور طبع فراد ایضا	
جب اہل فہم سنتے ہیں ایسے کلام کو	آتی ہے چار سمت سے آواز مرجا
تاریخ ہے یہ خاتمہ طبع کی امیر	دیوان شاہ ملک سخن طبع مرجا
تاریخ ناول تصویر مؤلف ریاض طبع فراد جناب امیر مینائی مغفور	
لفظ تو مخصوص انسان ہر امیر	ہے اسی کا خاص تصویر بھی
لیکن اس ناول نے ثابت کر دیا	بولتی تصویر ہے تصویر بھی
تاریخ رسالہ سلوک مؤلف حضرت شہ معصوم نقشبندی طبع فراد جناب امیر مینائی مغفور	
ہدایت میں اس کے مضامین عالی	خضر ہیں پے کاروان طریقت
امیر اس کی تاریخ میں نے یہ لکھی	زہرے برہبر سا لکان طریقت
تاریخ دیوان نواب عبدالعزیز خان دہلوی طبع فراد جناب امیر مینائی مغفور	
یکتا ہے فصاحت میں بلاغت میں دیوان	تعریف کرے اس کی یہ کیا منہ ہر دہن کا
زیبا ہے امیر اس کے لئے مصحح تاریخ	ہر صفحہ نیا آئینہ ہے بزم سخن کا
تاریخ دیوان فارسی نواب کلب علیخان بہادر والی ریاست رام پور طبع فراد جناب امیر مینائی مغفور	
در انجمن معنی سلطان سخن آرا	سمعے عجبے افروخت از شعلہ زبانیہا
آن شمع بود دیوان آن شعلہ بود مضمون	پیدا ست ز لمعاتش رنگ ہمہ دانیہا

ازہند بایران شد و ز پارس بہند آمد در پارس مہمی بالذین نظم زبانہائی مطبوع شد و گفتم تاریخ امیر آغا	ہر ملک معطر گشت از عطر فشانہا در ہند مہمی جو شد زین بحر و انہا چون ہند بچم نازید از شوخ زبانہا
تاریخ دیوان نایاب مرحوم طبع از جناب امیر مینا بی معفو	تاریخ دیوان نایاب
نایاب نے کیا کہلائے ہین ہول تاریخ بھی ہے امیر نادر	الدر ہے یہ باغ شاداب کس حسین کی ہے یہ نظم نایاب
تاریخ طبع کلیات میان منیر طبع از جناب داغ دہلوی معفو	تاریخ طبع کلیات میان منیر
جب یہ دیوان ہو چکا مطبوع داغ نے اس کی یہ کہی تاریخ	ہو گئی نظم و نثر عالم گیر آفتاب منیر و بدر منیر
تاریخ ناول منشی ریاض احمد خیر آبادی طبع از جناب داغ دہلوی معفو	یہ فسانہ کس قدر رنگین ہوا داغ لکھ دواس کا سال عیسوی
یہ فسانہ کس قدر رنگین ہوا داغ لکھ دواس کا سال عیسوی	ہو سکے کیا ہم سے تعریف ریاض ناول نادر ہے تالیف ریاض
تاریخ اشاعت اخبار ہزارستان طبع از جناب مولوی سید علی کامل گنہوی معفو	تاریخ اشاعت اخبار ہزارستان
در مجلس ما بیا کہ اینجا بشنو نغمت نغرا خباہ	خوش اجمہر زراستان است این بزم ہزارستان است
تاریخ طبع سالہ معین الشعر مولفہ میجر محمد علی خان طبع از جناب مولوی محمد یحییٰ عالم و فاضل تاج محلہ نالی علی حیدر آبادی	تاریخ طبع سالہ معین الشعر مولفہ میجر محمد علی خان
آپ نے حضرت ناظم الکشر عام لوگوں کی سہولت کے لئے	قاعدے جمع کئے بے تحصیف آپ نے اس کی اوٹھائی تکلیف

جب ہوئی ختم کہا قاصد نے	ہے معین الشعرا یہ تالیف
تاریخ تالیف کتاب قانون فارسی مؤلفہ میرزا کمال الدین سنج طبع زاد مؤلف کتاب ہذا	درین زمانہ کہ شیریں مقال گردیدہ
چہ سنجہ آن چین آراے بوستان کمال	اگر چہ در طلبش ماہ و سال گردیدہ
فلک نیافتہ چون وے بروی صفحہ ہر	میان حلق عظیم المثال گردیدہ
بین بہ نسخہ قانون رستم نمودہ او	وجود نسخہ دیگر محال گردیدہ
بدین صراحت و خوبی و اختصار بیان	پسند خاطر اہل کمال گمہ دیدہ
و لکے ماسنہ طبع او نمودہ رقم	۱۲۹۹ ہجری
ریو یو تاریخ بر کتاب صحیفہ زرین مرتبہ آراے پر اک نارین بہار کو طبع زاد مؤلف این کتاب	نخبش بدل خلق نقش بر حجر است
نوا کشور کہ مرد حجتہ طالع بود	خوشا بہار کز و نخل علم پر ثمر است
بہار باغ وجودش پر اک نارین	حدیقہ چمنستان دانش و ہنر است
صفیای چشم مروت امیر روشن راے	شہ قلم و انشا لایق نامور است
روان طبع سخن مالک اودہ اجاب	دلے بقل جوان گویم این بہ از پدر است
بہ راے صاحب خود گرچہ آن تفوق داشت	مقولہ عجمی حسب حال این پسر است
پدر اگر نتواند پسر تمام کند	کہ در تسلسل احوال رشتہ گہر است
بین صحیفہ زرین ز حسن تالیفش	بنام نامے قیصر چہ مایہ مفتخر است
صحیفہ بمثل یادگار دربار است	صحیفہ کہ مشاہیر ہند را تاریخ
صحیفہ کہ مشاہیر ہند را تاریخ	زہے وضاحت مضمون باخضا بیان
زہے وضاحت مضمون باخضا بیان	سوا کجش معانی بود سوادش
سوا کجش معانی بود سوادش	بیاض بین سطورش تجلی نظر است

<p>پسند خاطر اہل کمال چون نہ شود ہنرورانِ جهان قدر و قیمتش دانند ہمے اوج سعادت بدام و افتد بعید نیست کہ قیصر کند برو نظرے طلا کند مس بے مایہ را نگاہ کرم مؤلفش ہمہ تن در خور خطاب پدر سزد کہ نائب قیصر شود محرک او ز دست من نرسد پیچ جز بقصد دعا و لا بلوح کتابش رسم نہ تاریخ</p>	<p>کہ از کمال مؤلف زمانہ با خبر است کہ کوہ نور با کلیل منسرق با جوہر است اگر تو جوش را بجانبش گزرت کہ این خزینه ازان بار کہ قریب رست شکر نیست اگر کمی از خاک در است کہ یک اشارہ سلطان وسیلہ لطف است بعند لیب چمن احتیاج بال و پر است کہ ارمغان سخن گوشہ حرف مختصر است نشان مستی نام آوران ز آب ز رست</p>
<p>قطعه تاریخ آغاز پیسہ اخبار روزانہ طبعہ ادمولف این کتاب</p> <p>بجان دل ستایم مولوی محبوب عالم را بحمد اللہ کہ حسن صورت اخبار روزانہ طراز معینش سکینہ دلہا ست عالم را قلم بشکست در دست خرد مضمون نگاہا چہ تصویریکہ از خال و خشم بر صفحہ گیتی ز روز افزونی قدرش ہمین یک نکتہ تصدیق زبان معترض اندر دہن کیفیتے دارد پے ساش ہم گوید و لا برجستہ تشبیہ</p>	<p>بزرور بازویش بنیادین اخبار محکم شد جلا افزای چشم قدر دانان کمر شد سواد خط بیاض کاغذش حسن مجسم شد گروہ خردہ گیران اسواد دیدہ پر خم شد تجلاے نگار صورت معنی مسلم شد کہ نقد قیمت سالانہ از وہم و گمان کم شد بتحرک نہان پہلو نشین حرف مدغم شد کہ حسن شاہد رنگین بیان محبوب عالم شد</p>
<p>تاریخ تالیف کتاب حیوۃ الحماہ مولفہ مولف طبعہ ادمولف کتاب ہذا</p>	

<p>یافت باوان نکو اختتام پیش کشیدش بحضور نظام نامورم ساخت و خاص عالم نیز اقبال تو تا بددم با همه اقبال و همه احتشام از قلمت ملک تو گیر نظام باده امیید بریزد بجام طائر اقبال در افتد بدام آصف ما بادا آهی بکام نسخه نایاب حیوة الحما</p>	<p>شکر خدا راست که تالیف من بنده دیرین نمک خوار او مایه نازست که حسن قبول خضر و ما بر فلک ملکوت تا بابد بر سر ما زنده باش بر ورق و هر بود و قدرت ساقی تقدیر تو بزم ترا فکر بلند تو شود اوج سا کام روا باد ولی عهد تو بلبل و نکرت و انسج سال</p>
<p>که از لطف عام ماو کست قسمی در آیین دل به بند و طلسمی چو جان آتش بر کن از خاک جسمی عطیات سلطانیش کردم اسمی</p>	<p>نوشتم درین نامه مضمون خاص چه قسم آن که منعم کند مفلس را طلسمی که آب دهد از سراب چه جسم آنکه یک لفظ و صد معنی او</p>
<p>بر حسن گل و سبزه نظر کن شاه از باغ فرح بخش بدر کن شاه</p>	<p>(ع) تواریخ تعمیر و تیاری عمارات و چاه ها و باغ ها و حوضها تاریخ تیاری باغ فرح بخش طبرزد نعمت خان عالی در باغ فرح بخش گزر کن شاه نعمت خان را بر اے سال تاریخ</p>

(نوٹ) باغ فرح بخش کے اعداد ۲۱۹۳ ہیں جن میں سیرا اعداد نعمت خان (۱۲۱۱) کا تحریر کیا جائے تو ۹۱۲۰ حاصل ہوتا ہے اور یہی سند مطلوب ہے	
تاریخ تعمیر مسجد غضنفر خان در شہر کبھی طبعزاد جناب ناصر علی سرہندی مغفور	
آن خان غضنفر جگر دشمن کاہ تاریخ بنائے او علی مے گوید	مسجد آراست نقش بت کردہ تباہ ایک شدہ حسن مطلع بیت الہ
تاریخ تعمیر پل رود موسیٰ واقع حیدر آباد طبعزاد معنی مغفور	
نظام الملک آصف جاہ دو ان بود خورشید اقباش درخشان کہ نیکی را بود ہر حال خواہان سفیر نیک دل زی شوکت و شان نباشد بچو طاق ہفت ایوان زمعنی مصحح تاریخ برخوان	بعہد افضل الدولہ بہادر الہی تا بود تابان مسر و خور نکو دیوان او مختار ملک ہست بود کہ نیل ڈیو و سن بہادر بحسن رائے مسٹر میارٹ این پل صراط مستقیم رود موسیٰ
تاریخ بنائے چاہ در بلگرام طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور	
مثال زمزم از آب کرد طغیانی بنامودہ سر راہ زمزم ثانی	چو ساخت چاہ سر رہ محمد اسمعیل پے کتا بہ نوشتیم قدر تار بخش
تاریخ مسجد الکبیر پور کہ از زرچندہ تیار شد طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور	
چو جد خویش علی بیخ کفر قانع بسعی خویش بنا کرد مسجد لاسع شد از جماعت اسلام قائم این جامع	طراز خانہ دین سیدی وزیر حسین کشیدہ دائرہ از عوامل دفتر بنائے سال ز معمار فکر قدر آمد

تایخ تعمیر مسجد آغا علی خان لکھنوی طبع نذر اذ جناب قدر بلگرامی مغفور	جناب آغا علی خان اور الطاف حسین نے
عبادت کو خدا کی راہ میں تعمیر کی مسجد	کبھی یوں قدر نے تایخ ہجری ایک مصرع میں
حرم کی رشک پر اللہ اکبر یہی مسجد	تایخ ختم تعمیر کیننگ کالج واقع لکھنؤ طبع نذر اذ جناب قدر بلگرامی مغفور
بجد و جد کل اثبارہ سو سرسٹہ نو تیرن	گورنر جنرل عالی روش لارنس صاحب نے
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
مگر سد سکند جس طرح وقت سکند میں	قوی ڈالی بناے خیر خود کیننگ کالج کی
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
زمان عدل وزیر ونٹ سر جارج کو پیرن	عمارت بن چلی وہ بنتے بنتے بنگیا کالج
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
ملک پہلو نشین ہیں اس واق عرش پیکر میں	جو باتمکین ہیں کرنل ریڈ صاحب مہتمم لائق
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
ہو زیبا شجاعت کہیجے سنگد اسم ذکر میں	سنخی دل سر مہاراجہ بہادر منصف واقف
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
کفیل حال کالج ہیں یہ دانا بخشش زمین	پریسیڈنٹ مہربج طاقت کے سی اس آئی
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
یہ عالی رکن امیر حسن ہیں فتح مگر میں	سعید الملک امیر لد ولہ والا نجم ذی ہمت
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
کوئی مہر نہیں جاہ و عروج و شوکت و زمین	یہ عٹان سخا وائس پریسیڈنٹ سابق میں
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷

ہیں نیز ایسے پیٹینٹ داخل اہل جوہرین	ہے نیز با پایہ از بس اوج شکر بخشش انکا
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
ہیں سرکاری یہ مہر بحر دانش جملہ مہرین	ہما یون بہر ڈیٹی میرزا عبا سرخان صاحب
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
دل فراتہ صفائی خوب ہر دیوار و درین	ہوئے میر عمارت نیکدل کرنل جوہر شامین
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
لکھی تھی قطع صنعت انکی کالج کے مقدیرین	ہیں لغمان خرد و لمور صاحب نامی انجینیر
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
سر پافر دے کیننگ کالج ہفت کشورین	نکو خوام جی ہوائٹ مقام امیر اسمین قہرین
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
ہیں جب تک نجم و مہ فلک پر یوتی سمندین	سلامت یا خدا حکام منصور اور یہ کالج
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
ہیں سال عیسوی مقصود ہر ایک مصرع ترین	کمل نظم وہ لکھی ہے قدر بگڑی نے
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
تاریخ تعمیر دولت سرے حاجی بادشاہ سفیر ترکی مقام مد راس طبعراؤ ٹولف کتاب ہذا	
کہ قصہ آسمان شیش اویست	گرامی منزل و فرخ مکملنے
ہما یون قصہ حاجی بادشاہ است	بیان واقعی شد سال تعمیر
۱۲۹۸	
تاریخ تعمیر دولت سرے نواب عماد جنگ مہر میر مجلس مجلس لید عدالت حیدر آباد طبعراؤ ٹولف کتاب ہذا	
کہ عالی پایہ خیلہ ہوشمند است	مہر برج امارت میر مجلس
فراز بام معنی را کند است	سخن سنچے کہ طول باع فکرش

بنامرود نورانی بنائے و تائیح تعمیرش چه خوش گفت	کہ چون بانی بعالم سر بلند است نقلے امید مکان و پسند است ۹۹
تائیح تعمیر مسجد بنا فرمودہ نواب صدیق یا جنگا بہاؤ لکھنؤ قمر علی حیدر آباد کن طبعہ اولف کتاب بڑا	
اینک از احسان ب حسن عمارت گرفت	خانہ رب العباد مسجد کہ مسلمین
۹۴۰ سمت	۱۲۹۳ فصلی
کاک سروش و لا سال بنایش شوت	معبد قدسی مقام مسجد اقصی است این
۸۳ اعمیوی	۱۳۰۱ ہجری
تائیح تعمیر الگن محل در ریاست ناہا طبعہ اولف این کتاب	
ہمایون راجہ بیگوان سنگہ دی مراتبے مولی تکمیل اس کی راجہ ہیر سنگہ بکتے یہ راجہ راجگان ہند کے ہیں اور مہاراجا اسیمین نائب قیصر کی مہانیکا سامان تھا بڑائی آبرو فیض قدم سے لارڈ الیجن نے انہیں کے نام سے روشن ہوا نام اس کا دکاخوض کی تائیح سمیت بر محل اسکی	بنائی اک عمارت دلکش دربار ناہا ہیں چو لعل بے بہا ہیں معدن کہسنا ناہا ہیں شجیع نامور ہیں شکر جزار ناہا ہیں اسی سے نام پایا یہ مکان امصار ناہا ہیں اسی سے آبرو ہے گوہر شہوار ناہا ہیں بشکل ماہ تابان گنبد دوار ناہا ہیں بنا الگن محل پر فضا سرکار ناہا ہیں ۱۹
تائیح تعمیر مسجد سلطان پورہ حیدر آباد کن جسکا صرفہ مد صرف خاص شاہی ہو طبعہ اولف	
مسجد صرف خاص سلطانے راست مے گویش علو منار سد اسکنہ ریست دیوارش	تن سلطان پورہ راجان است فاست مرو در گلستان است فاصل حد کفر و ایمان است

چهره اش را کمان چو قوس قزح رکن ایمان بود ستون بلند زینۀ منبرش تقالے الله بارک الله پر نفس صحنش نہر او سبیل باغ جنان صفّ آویزہ قنادیش فرش گلزنگ جا نمازی او حافظ اوست اوستادزل سال تعمیر از مرورش و لا	خم طاق ابر و سینان است سقف عالیش نخل سبحان است ارتفاعش عروج ایمان است درفراخی دل کریمان است آبر و بخش بحر عثمان است سلک سیار ہمس تابان است پردہ چشم عند لیبان است کتبش درس گاہ قرآن است مسجد صرف خاص سلطان است ۱۳۱۸
---	--

تایخ تعمیر مسجد بنا فرمودہ شیخ میران در قصیدہ رمار می پیٹہ طبعرا و مؤلف کتاب

میران الشیخ بنی المسجد فیقول ولا التایخ له	الصلوة العبد الاواه اعلم ہذا بیت الله ۵۲ انت امر
---	--

(ف) تایخ سزا

تایخ حکم میل کشیدن بچشم شاہزادہ شہریار طبعرا دش	تایخ حکم میل کشیدن بچشم شاہزادہ شہریار طبعرا دش
زنگس گلاب ارچہ نتوان کشید اگر از تو پرسند تایخ من	کشیدند از زنگس من گلاب بگو کہ شد دیدہ آفتاب

(ص) تایخ فراغ حج

تایخ فراغ از حج بیت اہد شریف طبعرا و جناب شیرین سخن خان راقم مغفور	تایخ فراغ از حج و زیارت
چو فارغ گشتم از حج و زیارت	بلطف دستگیر شفقت افزا

و عایش خواستم در ضمن تازیخ	جزا ہ اللہ فی الدارین خیرا
----------------------------	----------------------------

(ق) تازیخ ربانی

تازیخ ربانی میر مہدی علی بگڑھی از قید فرنگ طبع زاد جناب قدر بگڑھی معذور	سید عالمی نسب و الاحساب مہدی علی
فرش راہ آل احمد خاک پایے بوترا ب	پہر گئے طالع ہوئے وہ قیدی قید نگ
تین سال آخر یونہیں نازل رہا پیر خدا	قید خانہ برج عقرب تھا تو وہ اوسمین
اُن ریز گردش ہر کہیں ایسی خواست کا جواب	قید خانہ اک کہن تھا اوسمین وہ خورشید تے
اف ریز اند میرا بل عالم سب تہو چشم پر آب	انکہمین آنسو و عالم پر دلوئین لغ و درد
دفعہ یوں ہو گئیں سب کی دعائیں مستجاب	قید سے اوس یوسف ثانی کا چہنگار ہوا
آیا پہر آیا زینخاے مسرت پر شباب	پہر وہی جلسے وہی چہلین ہی بہن جگہٹ
پہر وہی ساقی وہی مینا وہی چنگ و رہا	بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذر
چپ رہوای قدر ہر یہ داستان گونگے کا خواہ	کو کب تازیخ چنگا دوسماے فکر
ماہ اس عقرب سہ نکلا یا کہن سے آفتاب	

(ر) تازیخ وفات

تازیخ شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ طبع زاد عبد الغفور خان نقشاخ	برید ابن لمجم چو فرق ولی
عیان گشت تازیخ فوت علی	

(نوٹ) اگر فرق ولی (و) کو گرا دین تو سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔ یا فرق ولی سے لفظ علی کا عین لین تو عین کے جدا ہونے سے (لی) کے عدد ۴۰ باقی رہ جاتے ہیں جو سال شہادت ہے۔

تازیخ شہادت حضرت امام ہمام علیہ السلام طبع زاد مولانا روم علیہ الرحمہ

سن چہ گویم کہ بلارا واقعات	آہ بیرون آمدہ از اسم ذات
(نوٹ) اسم ذات سے لفظ احمہ مراد ہے جس کے عدد موخ نے ۶۷ لائے ہیں اور پہر انہیں سے اعداد لفظ (آہ) یعنی (۶) کا تخرجہ کیا ہے۔ واضح ہو کہ اسمین الف ثانی از دوسے رسم الخط فرقائی کثیر از بر ہے نہ الف اور کہڑے زبر کا عدد جل بقاعدہ جل محسوب نہیں ہوتا۔ اہل جل کے پاس احمہ کے عدد (۶۶) معین ہیں (ع) اللہ بود یک الف و ہا و دو لام پز پس مولانا سے حساب اعداد میں شام ہوا ہے۔	

تاریخ وفات شیر شاہ طبرزدیکے از متاخرین	شیر و بز آب را بہم می خورد
چون برفت از فنا بدار بقا	سال تاریخ او ۹۵۲
تاریخ وفات ہمایون بادشاہ طبرزدیکے از متاخرین	کہ فیض خاص او بر عام افتاد
ہمایون بادشاہ آن شاہ عادل بنائے دولتش چون یافت فعت	اساس عمرش از انجام افتاد
چو خورشید جہان تاب از بلندای	بیایان در ساز شام افتاد
جہان تاریک شد و چشم مردم	خلل در کار خاص و عام افتاد
قضا از بہر تاریخش رقم زد	ہمایون بادشاہ از بام افتاد ۹۶۱
تاریخ وفات کلیم ہمدانی طبرزد و غنی کا نقشبندی	گفت تاریخ وفات او غنی
طور معنی بود پویشن از کلیم	تاریخ وفات مولانا سید نوح طبرزد و جناب آزاد بگلرامی معذور

عمدة العصر سیدی نوح قال آزاد عام رحلتہ	ذاتہ مخبئة البریات ان للثقیین جنات ۱۱۹۵
تاریخ وفات ناصر جنگ شہید آفتاب تخلص طبع از جناب آزاد و بلگرامی مغفور	
نواب عدل گستر عالی جناب رفت در مہدیم ز ماہ محرم شہید شد	فرصت نہاد شیخ حوادث شتاب رفت تاریخ گفت نوحہ گرے آفتاب رفت ۱۱۹۶
تاریخ شہادت بزرگے طبع از جناب شمس الدین مظہر جانجیان رحمۃ اللہ علیہ	
آن متبلد ارباب نفی عاشق حمید مجموعہ ہر دو صفت سال وفاتش	وان قدوہ ارباب سخا مات شہیدا ۱۱۹۱ مظہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان سعیدا ۱۱۹۵
تاریخ رحلت عباس پاشا خدیو مصر طبع از جناب راقم مدراستی مغفور	
فرمود رحلت چون والی مصر تاریخ فوتش گفتا سرو ششم	زین دار فانی اسے وادریغا شد سوے جنت عباس پاشا ۱۲۰۶
تاریخ رحلت حضرت شاہ محی الدین قطب یلوت قدس سرہ طبع از جناب افضل مدراسی مغفور	
شیخ دوران ز دار فانی شد گفت تاریخش افضل ہجور	در بقیع مدینہ سوے جان رفت بیہبات محی دین ز جان ۱۲۸۹
تاریخ وفات غازی الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ طبع از جناب نسخ مرحوم	
گشت تاریخ مصرع استاد	اگر بسا آرزو کہ خاک شدہ ۱۲۴۴
تاریخ رحلت نواب میر جعفر علیخان طبع از جناب غالب دہلوی مغفور	
گردید نہان مہر جہان تاب دریغ این واقعہ راز روے زاری غالب	شد تیرہ جہان بچشم اجاب دریغ تاریخ رستم کرد کہ نواب دریغ ۱۲۸۰

تایخ رحلت قاضی شیخ محمد تلمسانی طبعزا و جناب باقر آگاه ناطلی مغفور	
مقتدا ہے شریعت غرا	شد بدگاه قاضی الحاجات
گفت آگاه غم رسیدہ او	رضی اللہ عنہ سال وفات ۱۲۰۱
تایخ رحلت نواب افضل الدولہ بہادر مغفرت مکان نور الدمرقہ طبعزا و جناب ذکاء مغفور	
اے طبیب جان تان ناو علی	صحت از راے تو دائم نارضا
کردہ با افضل الدولہ چنان	کا بن مجسم با علے مرتضیٰ
ما جرابس عبرت انگیز است لیک	حاصلہ نبود بذکر ماضی
در گزر کردم ازین تایخ آنست	چون طبیب ایلہ شود آید قضا
	۱۳۲۶ - ۴۱ = ۱۲۸۵
تایخ رحلت مولوی سید غلام جیلانی مودودی طبعزا و جناب ذکاء مغفور	
اے رونق دودمان مودود	کر عہد شباب بر نخورده
رفتہ ز جهان و رشتن او	نور نظر از قبیلہ برده
کلفت زدہ خاطر مشفش گفت	ہے ہر شام شمع مرده
	۱۲۹۰
تایخ وفات سید محمد ابراہیم مغفور طبعزا و جناب قدر بلگرامی مغفور	
وفات کردہ ز دنیا و دین ہزار افسوس	رضین نامورے عمدہ نامدار و کریم
۱۲۷۸	۱۲۷۸
ز قدر سال چہارم برگ او بشنو	سفر نمودہ ز ہستی محمد ابراہیم
۱۲۷۸	۱۲۷۸
تایخ وفات مولوی صدر عالم تہانوی طبعزا و جناب قدر بلگرامی مغفور	
صدر عالم کہ بود بدر عالم	در دہر ہمے فروز قدر عالم

رحلت بجان نمود صدر عالم ۱۲۶۹	تاریخ وصال او نوشتیم اس قدر														
<table> <tr> <td data-bbox="103 284 481 349">تاریخ وفات علم مؤرخ طبع فراڈ جناب قدر بلگرامی مغفور</td><td data-bbox="481 284 922 349"></td></tr> <tr> <td data-bbox="103 349 481 414">جان بجان آفرین سپرد افسوس</td><td data-bbox="481 349 922 414">علم من قبلہ و ملاؤ من</td></tr> <tr> <td data-bbox="103 414 481 487">اس قدرت علی بدو افسوس ۱۲۸۳</td><td data-bbox="481 414 922 487">سال شفقرا و بخوان اس قدر</td></tr> </table>	تاریخ وفات علم مؤرخ طبع فراڈ جناب قدر بلگرامی مغفور		جان بجان آفرین سپرد افسوس	علم من قبلہ و ملاؤ من	اس قدرت علی بدو افسوس ۱۲۸۳	سال شفقرا و بخوان اس قدر	تاریخ وفات خواجہ بدرالدین دہلوی طبع فراڈ جناب قدر بلگرامی مغفور								
تاریخ وفات علم مؤرخ طبع فراڈ جناب قدر بلگرامی مغفور															
جان بجان آفرین سپرد افسوس	علم من قبلہ و ملاؤ من														
اس قدرت علی بدو افسوس ۱۲۸۳	سال شفقرا و بخوان اس قدر														
<table> <tr> <td data-bbox="103 544 481 609">نور آیا یا کہ چشم کورین</td><td data-bbox="481 544 922 609">خواجہ بدرالدین ہوئے تربت میں دفن</td></tr> <tr> <td data-bbox="103 609 481 690">اے بدر آیا چشم کورین ۱۳۹۶</td><td data-bbox="481 609 922 690">قدر نے تاریخ کا مصراع کہا</td></tr> </table>	نور آیا یا کہ چشم کورین	خواجہ بدرالدین ہوئے تربت میں دفن	اے بدر آیا چشم کورین ۱۳۹۶	قدر نے تاریخ کا مصراع کہا	تاریخ رحلت فرزند راجہ گردباری پرشاد باقی طبع فراڈ جناب داغ دہلوی مغفور										
نور آیا یا کہ چشم کورین	خواجہ بدرالدین ہوئے تربت میں دفن														
اے بدر آیا چشم کورین ۱۳۹۶	قدر نے تاریخ کا مصراع کہا														
<table> <tr> <td data-bbox="103 747 481 812">زمی چشم زمی رتبہ عالی منزلت عالی دروغ</td><td data-bbox="481 747 922 812">راجہ ہنسی نگر گو باقی تخلص نیک خو</td></tr> <tr> <td data-bbox="103 812 481 876">اس طرح برباد ہو جاے یکایک اسکا باغ</td><td data-bbox="481 812 922 876">اس فلک افسوس یوں ہو بلالے حادثات</td></tr> <tr> <td data-bbox="103 876 481 941">آفتاب خاندان وہ تھا تو یہ گہر کا چرخ</td><td data-bbox="481 876 922 941">سال بہر میں دونوں فرزند اگر پیچھے اٹھ گئے</td></tr> <tr> <td data-bbox="103 941 481 1006">تنگناے دہر میں حاصل نہیں ہوتا فراغ</td><td data-bbox="481 941 922 1006">سچ ہے ہستی کے لئے لازم ہوئی ہنسی بستی</td></tr> <tr> <td data-bbox="103 1006 481 1071">اس جہان پرالم میں کوئی کیا ہو بلوغ</td><td data-bbox="481 1006 922 1071">ایک دن عشرت کدہ چالیس دن ہو غمکدہ</td></tr> <tr> <td data-bbox="103 1071 481 1136">جو خدا کے بہیدہ میں ملتا ہے کب اکھاٹور</td><td data-bbox="481 1071 922 1136">آدمی کو چاہیے صبر و شکیبائی کرے</td></tr> <tr> <td data-bbox="103 1136 481 1242">آہ باقی کو ہوا اب دو سرے بیٹے کا داغ ۱۸۸۸</td><td data-bbox="481 1136 922 1242">داغ نے یہ عیسوی سنہ میں کہی تاریخ آج</td></tr> </table>	زمی چشم زمی رتبہ عالی منزلت عالی دروغ	راجہ ہنسی نگر گو باقی تخلص نیک خو	اس طرح برباد ہو جاے یکایک اسکا باغ	اس فلک افسوس یوں ہو بلالے حادثات	آفتاب خاندان وہ تھا تو یہ گہر کا چرخ	سال بہر میں دونوں فرزند اگر پیچھے اٹھ گئے	تنگناے دہر میں حاصل نہیں ہوتا فراغ	سچ ہے ہستی کے لئے لازم ہوئی ہنسی بستی	اس جہان پرالم میں کوئی کیا ہو بلوغ	ایک دن عشرت کدہ چالیس دن ہو غمکدہ	جو خدا کے بہیدہ میں ملتا ہے کب اکھاٹور	آدمی کو چاہیے صبر و شکیبائی کرے	آہ باقی کو ہوا اب دو سرے بیٹے کا داغ ۱۸۸۸	داغ نے یہ عیسوی سنہ میں کہی تاریخ آج	تاریخ طلت سعادت میر خان طبع فراڈ جناب مولوی محمد نجفی عالم و فاضل قاصد تخلص ناطلی حیدر آبادی
زمی چشم زمی رتبہ عالی منزلت عالی دروغ	راجہ ہنسی نگر گو باقی تخلص نیک خو														
اس طرح برباد ہو جاے یکایک اسکا باغ	اس فلک افسوس یوں ہو بلالے حادثات														
آفتاب خاندان وہ تھا تو یہ گہر کا چرخ	سال بہر میں دونوں فرزند اگر پیچھے اٹھ گئے														
تنگناے دہر میں حاصل نہیں ہوتا فراغ	سچ ہے ہستی کے لئے لازم ہوئی ہنسی بستی														
اس جہان پرالم میں کوئی کیا ہو بلوغ	ایک دن عشرت کدہ چالیس دن ہو غمکدہ														
جو خدا کے بہیدہ میں ملتا ہے کب اکھاٹور	آدمی کو چاہیے صبر و شکیبائی کرے														
آہ باقی کو ہوا اب دو سرے بیٹے کا داغ ۱۸۸۸	داغ نے یہ عیسوی سنہ میں کہی تاریخ آج														
<table> <tr> <td data-bbox="103 1299 481 1364">گشت تیرہ از غم اندوہ آن تابندہ دل</td><td data-bbox="481 1299 922 1364">چون فدا از آسمان مجدان سعادت سعود</td></tr> <tr> <td data-bbox="103 1364 481 1445">روح رفتہ از سعادت میر خان زندہ دل ۱۳۱۴</td><td data-bbox="481 1364 922 1445">خاتمہ قاصد رقم زد سال تاریخ خنین</td></tr> </table>	گشت تیرہ از غم اندوہ آن تابندہ دل	چون فدا از آسمان مجدان سعادت سعود	روح رفتہ از سعادت میر خان زندہ دل ۱۳۱۴	خاتمہ قاصد رقم زد سال تاریخ خنین	(نوٹ) سعادت میر خان زندہ دل کے اعداد ۱۵۳۶ ہیں جن میں سے روح کے										
گشت تیرہ از غم اندوہ آن تابندہ دل	چون فدا از آسمان مجدان سعادت سعود														
روح رفتہ از سعادت میر خان زندہ دل ۱۳۱۴	خاتمہ قاصد رقم زد سال تاریخ خنین														

۲۱۲ عدد خارج کئے جاوین تو (۱۳۲۲) حاصل ہوتے ہیں اور یہی سنہ مطلوب ہے	
تاریخ رحلت مولوی محمود نواز خان غم مؤلف کتاب طبعراؤ مؤلف	
کریم النفس از دنیا سفر کرد	مقامش منزل مقصود بادا
دعائے مغفرت شد سال رحلت	خدایا عاقبت محمود بادا ۱۲۹۵ھ
تاریخ وفات محمد جہان گیر، مستم الفامات حیدر آباد طبعراؤ مؤلف کتاب	
خدایا این چہ نافر جام روزیت	کہ از شام بلا افزون بہ تحذیر
زبان گردیدہ با فریاد ہمدم	تنفس را تحیر شد گلوگیر
الم پشت جہان شکل کمان کرد	رساند از آہ دل بر سینہ ہاتیر
ز تار نالہ و سنر یاد عالم	مسرت را بپا افتادہ زنجیر
کہن افسوس می مالہ پے ہم	ز حسرت ہر جوان و کودک و پیر
چو این افسانہ خوابے فی المثل بود	بجستم از سروش غیب تعبیر
سروشم داد تاریخی جوئے	جہان بگزاشت بیچارہ جہان گیر ۱۲۹۹ھ
تاریخ وفات مشفق مولوی نیاز احمد وکیل ہائی کورٹ حیدر آباد دکن طبعراؤ مؤلف کتاب	
پاک باطن آسمان علم و فضل	از قضا زین دار فانی شد روان
۱۲۹۳ھ فضل	۱۸۸۳ھ عیسوی
گفت رضوانم و لا از بہر سال	شد نیاز احمد بگلگشت جہان
۱۹۴۰ھ سمیت	۱۳۰۱ھ ہجری
تاریخ رحلت نواب احمد حسین خان بہادر فوج یا جنگ صوبہ دار حیدر آباد دکن طبعراؤ مؤلف کتاب	
جب ہوئے دنیا سے خست ملتا ایمان کوستا	قصہ حیات میں ہوئے متنازع فوج یا جنگ

چلے گئے و نیل سے باغ از رفعت یا جنگ	کہہ دیا فکر و لائے سال رحلت فی البیت
مشرقیہ تاریخ رحلت نواب سرسالا جنگ مختار الملک وزیر اعظم حیدر آباد دکن طبع فرادولف کتاب	
<p>انگہ در ملک کن مینی ز عدلش آب و رنگ ماہر ہر کار عالی فہم نفاذ و زرنگ نیر بج امارت مہر چرخ ہوش و ہنگ انگہ از حسن بیان آورد و لہار با جنگ داد او بیدار بر داشت چون آئینہ رنگ کافقائے رانہفت از چشم عالم بے درنگ آسمان ز شیشہ سحر غریزش را بہ سنگ زمین سبب بار و مصائب همچو باران خدنگ اندرون سینہ بار را نفس گردیدہ تنگ بسکہ باریدہ است چشم خلق اشک لا لزرنگ در عزا داریت روم و شام با چین و فرنگ صبر کن ز بہار با تقدیر یزدانی مجنگ کاندرین رہ بنگر نی ندیشہ ابا پائے لنگ فائز دار البقا گردید سرسالا جنگ</p>	<p>آسمان رفعت وزیر نامور مختار ملک حامی خلق خدا شیرازہ بند ملک جو ہر کان کرامت گو ہر بحر کمال خوش زبان شیرین بیان غلب اللسان شکوفا ظلمت آباد دکن را مہر ذاتش نور دم حیف اچرخ جفا کار آہ از جور سپہر آن قبح بشکست و آن ساقی نماند تہجا شد دو تاد را تمش پشت فلک مانند قوس تا فغان نالہ بر خیزد ز لہا متصل سنبستان جہان سرخت چون خست ہید ملک ہند از جلنش تہا نباشد نالہ کش امر و لایس کن ز اشک و آہ و فریاد و فغان در قضای حضرت باری نباید دخل کرد بشت کن سال و فائش بر سر لوح مزہ</p>
اول	ایضا
ظلمت سر سر کون و مکان از قضا گزشت ہر گہ کہ مژد نام نکو در قضا گزشت	مختار ملک داد گر کشور دکن تاز بست کرد ہمسر خود در جہان شد

<p>در روزگار هر که جفا بود پیشه اش آیینه کرد ملک دکن را بنور عدل واحسر تا که بر ورق دهر کس نماند واحسر تا که فرید از زمانه رفت واحسر تا که همچو گل را خزان ببرد با خود نبه دیچ مگر نیکی عمل رحمت بروج پاک وزیر که بهنجو نیست افسرده خاطر مسمنه انتقال گفت</p>	<p>از بهیشت سجده جور و جفا گزاشت خود از جهان گزشت و بروش جلا گزاشت دور زمانه همچو کس را چو و اگر گزشت رفت آچنان که عقل و دل خلق جا گزاشت بر آچنان که طاقت صبرش را گزاشت بر روی دهر شهره جو و دنیا گزشت احسان نمود و مزد عمل بر خدا گزشت سالار جنگ وای جهان فنا گزشت</p>
<p>وله قطعہ تاریخ</p>	
<p>راهی دار الجنان گردید زین دیز حرا</p>	<p>صاحب بهمت وزیر با خبر سالار جنگ</p>
<p>۱۸۷۸ عیسوی</p>	<p>۱۹۳۹ شمست</p>
<p>سال او گوید و لای در دند جان نثا</p>	<p>سیر گلزار جان بگزید سر سالار جنگ</p>
<p>۱۲۹۲ قمری</p>	<p>۱۳۰۰ هجری</p>
<p>مرثیه تاریخی حلت خیر النساء بکرم محل خاص باب علام غوث خان در رئیس کمال طبع و ادب کتاب</p>	
<p>جفا از جهان که مایک دیرینه وطن جفا و فلک که بگیم خاص امیر هند فریاد از آن زمان که نشانی نماند از واحسر تا که در چمنستان زندگی گویم مگر که ما در گیتی خبر نداشت</p>	<p>زین خاکدان گذشت و ملک بقا رسید رخت سفر بست و بدرالجزا رسید در ساعتیکه نعره واحسر تا رسید در موسم شیم چه باد فنا رسید زین صدمه که آه ز دستش بار رسید</p>

<p>گوئی کہ ناوکے بدل اندر فرار رسید چون این خبر پرده گوش ولا رسید زان حجب که برگرم بر ملا رسید از گلستان و هر گوش آشار رسید خاک از زمین بدامن پیرسار رسید شورش بین ز کجا تا کجا رسید</p> <p>خبر النسا حضور ۹۵۲ + ۳۹۹ = ۱۳۵۱ خبر النسا ۹۵۲ + ۳۹۹ = ۱۳۵۱</p>	<p>چشم جهانیاں بغش اشک خون گریست دل بیقرار گشت و جهان تیره در نظر ہے ہے ازین دلم کہ طبعیدن نہان شد کو مصرعے کہ بلبل شیراز زد و نصیر آن پیر لاشہ را چو سپردند زیر خاک میآرگان دور فلک منتشر شدند تاریخ او بدخلہ گوید سرودش غیب روح الامین بگفت کہ بنگر مرا پیش</p>
<p>صاحب اقبال عالی پا نگاہ مطلع پا گاہ کے تابندہ ماہ اور ریاست کے نہایت خیر خواہ قصر فردوس برین ہے خواب گاہ ابر غم سے روز روشن ہے سیاہ تیرہ و تارہست و چشمان نگاہ ماے دنیا سے گئے خورشید جا</p>	<p>وہ محی الدین خان تیغ جنگ اصفی دربار کے میر کبیر نئے دکن میں وہ بزرگی کے نشان رہگراے جنت الماوائے ہوئے شمس یہیم امارت چہپ گیا تیراند و ہنس بد لہا جا گرفت سال رحلت ہے بیان واقعی</p>
<p>فرمود ازین جہان فانی رحلت سید محمد و شد بقصر جنت</p>	<p>چون حامی قوم و افتخار ملت گفتہ سنہ وفات او مکر و لا</p>

تاریخ رحلت مولوی سید علی لکھنوی کامل تخلص اسناد مؤلف این کتاب مؤلفہ	
دنیا سے گیا ملک سخن کا والی	اقلیم سخن کی ہے یہ بدقبالی
افسوس جہان میں فرد کامل نہ	استاد سے ہو گیا زمانہ حالی
تاریخ رحلت استاد ذی نواب افصح الملک مرزا خان داغ دہلوی طبعزاد مؤلف کتاب ہذا	
میرے استاد داغ نام آور	جو مزجج ہتھے ہر مقابل پر
اس زمانے میں انکی فکر بلند	آسمان تہی زمین شکل پر
بلبل ہند تہی زبان ان کی	سند تہی لب عناد ل پر
آج دنیا سے کر گئے وہ سفر	اصل حق بین پہلی منزل پر
ہو گیا آج انکا بیڑا پار	رہ گئے ہم تڑپ کے ساحل پر
مصرع سال ہے فغان و آلا	ہے وہ داغ دگر گئے دل پر
تاریخ رحلت استاد ذی مولوی نجم الدین حسن افضل تخلص طبعزاد مؤلف کتاب ہذا	
کرد تیر آہ ہجران کا ریک دیگر تمام	زانکہ از بار غمش نشیت جہان ز قوس شد
چشم گریان را دلا سامی شود سال و قات	جائے نجم الدین حسن بر مطلع فردوس شد
مرثیہ تاریخی رحلت نواب محسن الملک مرحوم طبعزاد مؤلف کتاب ہذا	
محسن قوم کزین ملک فنا ہجرت کرد	تا دم رست بغم خواری ماد عوت کرد
بود در پیش روی ہمقدم سیر سید	اے چہ سجادہ نشین کہ بر وسبقت کرد
داشت با خلق خدا خلق ہمیب قائم	با تجر نشان حوصلہ اش نفرت کرد
رہہ مسلک احکام شریعت میبود	تا توانست مگر پیروی سنت کرد
فطرت او بالوالعزمی خود داشت صفت	رو نقی داد بہر کار کہ او ہمت کرد

دست از شیوه راحت طلبی باز کشید
 حیدر آباد هم از نخل وجودش برخوردار
 والی ملک دکن آصف سادس بکرم
 با خطا بیکه منرا و ارجمین خدمت بود
 نائب سلطنت هند گورنر جنرل
 گرچه بودند و گزشتند حکیمانہ بسے
 منہمک بود شب و روز بغم خواری قوم
 نظر خوش گزرش داشت دل خلق بد
 مرتبت داشت ولیکن برہ خدمت موم
 تلخ گفتاری عالم بشکر خندہ برد
 حرمت ہر کس ناکس بنظر داشت مدام
 مزد محنت بخدا داد خلوص عملش
 کرد کارے ز پے قوم کہ بے کار زلفت
 وای چشم زدن ملک بقار ا بگزید
 ہر کہ بشنید صفاتش بدعا کردش یاد
 وادریغا فلک کجہ روش ناہنجار
 قوم اسلام چہ نقصان غلیمہ برداشت
 روے گل سیر ندیدیم بہار آخشد
 لالہ داغے بگردد و ماہم داغے

تا بزم کشتی بار سفر عادت کرد
 سعی موفور بت دابی این دولت کرد
 محسن الملک خطا بش عوض خدمت کرد
 نام نامیش با طراف جہان شہرت کرد
 تمغہ قیصر شین داد و بسے عزت کرد
 شرط انصاف کہ با او توان نسبت کرد
 خدمت قوم بہر خطہ و ہر ساعت کرد
 سخن او ہمہ را شیفتہ الفت کرد
 بندہ بود کہ ترک ترک چشمست کرد
 ز ہر بد گوئی ما را عوض شربت کرد
 با حریفان جفا جو کرم و شفقت کرد
 بارک اللہ کہ بے مزد عمل محنت کرد
 انجہ پیغمبر برحق بہ حق ائمت کرد
 دیر نگذشت کہ زین دار فاعلت کرد
 وانکہ نامش بزبان برد بر و حمت کرد
 بر ہم این دفتر و شیرازہ جمیعت کرد
 کلفش مایہ نقد دل و جان غارت کرد
 کہ بہ بر باد می این باغ خزان عجلت کرد
 داغ ہجران کہ فلک در حق ماقسمت کرد

دیدہ عالمیان در المش خون بگریت وولیتے بود گر انما یہ کہ از دست برفت حیف از مادر گیتی کہ کشد فرزندے اے ولاتن زن واین مرثیہ را طول نہ دست گاہیکہ لعن جملت دا و خداے فکرت من بسہ لوح دل ز سال وفات	تادل از سوز غم رطبت اور قمت کرد واسے چرخ کہن از مایہ خود غفلت کرد تف برویش کہ ستم کار چنین حرکت کرد کہ بقدر آہی نتوان ججت کرد صرف این کار بیاید بعبودیت کرد نقشبہ یافت کہ گوئی قلم قدرت کرد
رحلت محسن ملک آہ چہ کلفت زوہ است	مایہ صبر و دوائے دل ما رخصت کرد
۱۹۰۷ عیسوی	۱۹۶۴ مکرماجیت
ما فردماندہ بماندیم درین غم کردہ	ہادی صادق ازین ملک فنا ہجرت کرد
۱۹۰۷ عیسوی	۱۳۳۶ محمدی
ما بر بخوری و تار یکی خود جان بلبیم	سید القوم مسیح دوم ما رحلت کرد
۱۹۰۷ عیسوی	۳۱۷ فیصلے
حیف ہنگام خبر گیری مانیت کسے	ہاتف قوم بگزار جان راحت کرد
۱۹۰۷ عیسوی	۱۸۲۹ اشالیوین
داشت کارے مگر آنچاپے قوم ممتاز	محسن الملک بزودی سفر جنت کرد
۱۹۰۷ عیسوی	۱۳۲۵ ہجری
تاریخ وفات نواب محسن الملک مرحوم طبع زاد مولف کتاب ہذا	ہوا محسن قوم دنیا سے رخصت
آہی یہ ہے قوم پر کیا مصیبت ارے ہاے مہدے علیخان بہادر	ترے دم سے کالج کی تہی خیر و برکت

نہ اس طرح مرنے کا وہم و گمان تھا
 گئے جب وہ شملہ پہ اچھے پہلے تھے
 سسافر بنے خاطر قوم لیکن
 یکایک ہوا سرخ بادہ کا دورہ
 مقامی حکیموں نے کی فکر ساری
 خبر پا کے پہنچے طبیب اپنے جلدی
 شب چار شنبہ میں محسن سد ہارے
 اما دے کو لے کر چلے نعلش اون کی
 وہ قیمت سے غافل تھو دنیا کے بندے
 عزیزوں نے چاہا کہ لے جائیں گہر پر
 ادھر حسن تدبیر پر تھا بہرہ
 ٹرسٹی ہوئے جس گہری جمع سارے
 مگر روح سید کا مقصد یہی تھا
 ہوا فیصلہ قوم کے حق میں جس دم
 ناز جنازہ پڑھی جمعہ کے دن
 چھپے۔ محسن الکلب مہدی علی خان
 عجب بندہ پاک باطن تھا حسن
 دم مرگ بھی قوم کا غفلت نہ تھا
 راہ علم حیرت قوم کا توفد الی

زمانہ سے اچھی نہ تھی گرچہ صحت
 گزشتہ مرض کی تھی تھوڑی نقاہت
 طبیوں نے اون کو نہی تھی اجازت
 بدلنے لگی و مبدم اُن کی حالت
 مگر کچھ نہ کام آئی اون کی خداقت
 ولیکن گئی رائگان ساری محنت
 جہان فنا سے ہوئی اون کی ہجرت
 علی گڑھ کی مٹی میں تھا جذبا الفت
 رہی دیر تک دفن محسن میں حجت
 رفیقوں نے کی خیرچ اپنی رفاقت
 ادھر حکم تقدیر نے کی حمایت
 وصیت کی ظاہر ہوئی سب حقیقت
 بنے اپنے پہلو میں محسن کی تربت
 چلے لے کے تابوت تب اہل ملت
 غرض دفن سے اسکے پائی فراغت
 کہلی گور میں تعمیہ کی حقیقت
 کرے تجھ پہ نازل خدا اپنی رحمت
 نہ کی اپنے گہر کے لئے کچھ وصیت
 پچھوڑی کسی وقت کالج کی خدمت

تجھی سے جڑ ہی اپنے کالج کی رونق
 تنزل کو روکا ترے دم قدم نے
 اولوا العزمیان تیری خفی نہ تہین کچھ
 وہ خلق مجسم تھا محسن ہمارا
 زمانہ میں اوس کا نتہا کوئی شاکی
 امارت تھی اوس کی خدا داد لیکن
 غریبوں کا مونس فقیروں کا والی
 امیروں کے دل میں جگہ اوسنے پائی
 کیا کام جو اپنی طاقت سے بڑھ کر
 کریں جس قدر اوس کی تعریف کم ہے
 رہے گا زمانہ میں نام اوس کا قائم
 لکھو اے و لا مصرع سال ایسا
 پڑے تہلکہ کیوں نہ دنیا میں اس سے
 پہنکا آج صور سرافیل گویا
 عجب کیا جو قبروں سے اٹھ اُمین مڑے
 عجب کیا جو سوج ہو نیزے پر قائم
 اڑے خال و خط مصحف رخ سے ایسے
 یہ کہکرا تر آئے عیسیٰ فلک سے

تجھی سے گہٹی بدگمانی کی شہرت
 ترقی رہی ساری تیری بدولت
 زمانہ میں ممتاز تھی تیری فطرت
 مثل تھی زمانہ میں اوس کی مروت
 عجب اوس کی فطرت میں تھی اہمیت
 پسند اوسکو ہرگز نہ تھی شان و شوکت
 مصیبت زد و پیر رہی اُسکی شفقت
 رئیسوں کی آنکھوں میں تھی اُسکی عزت
 غرض اس زمانہ میں تھا دم غنیمت
 زبان مستم کو نہیں اُسکی طاقت
 کرے گی اوسے یاد تاحشر خلقت
 کہ ذکر اوس کا باقی رہے تا قیامت
 کہ اپنی جگہ سے ہٹا رکن ملت
 ہوا ہو گا میدان برستی ہے وحشت
 کہ مردوں سے بدتر ہے زند و نکلی صوت
 لعلِ غم سے غرق عرق ہے جو خلقت
 کہ جس طرح نو ٹوٹے بعد مدت
 قیامت ہوئی ہمارے مہدی کی حلت

اب ہم اس کتاب کو دعلے دولت و عمر و اقبال و لی نعمت و دام القباہیم
 پر ختم کرتے ہیں جس نے مؤلف حقیر کو وظیفہ حسن خدمت عطا فرما کر مالا مال اور
 فکر معاش سے فارغ البال کر رکھا ہے۔ اسی نعمت عظمیٰ کی بدولت ہم مشاغل
 علمی میں منہمک اور اس ریاست ابد قرار اور والی ریاست کے لئے دعا
 کرتے ہیں۔ ۲۹ رزی حجہ ۱۳۲۵ھ ہجری

اعلان

جس کتاب کے آخر پر اسی عبارت کے ذیل میں مؤلف کے دستخط نہ ہوں
 وہ کتاب مسروقہ سمجھی جائے گی نقطہ

فرہنگ الفاظ اصطلاحی متذکرہ کتاب غرائب الجمل پیابندی و

سلسلہ نشان	الفاظ اصطلاحی	سلسلہ نشان	صفحہ نشان	الفاظ اصطلاحی	صفحہ نشان
۱	۲	۱	۳	۲	۳
۱۵	ابجد فوجی	۳۹	الف ممدودہ		
۱۶	ابو جاد	۳۶	۵۱	آبی حروف	۱
۱۷	ابو جاد	۳۷	۵۳	آبی لفظ	۲
۱۸	احسن الصنائع	۱۸۳	۵۱	آتش حروف	۳
۱۹	اساس	۳۰	۵۳	آتش لفظ	۴
۲۰	استنطاق	۲۳۰	۲۸	آحاد	۵
۲۱	اسم	۶۹	الف مقصورہ		
۲۲	الفاظ جبل	۳۵	۳۶	ابجاد	۶
۲۳	الفاظ جسم انانی	۵۶	۳۹	ابجد	۷
۲۴	الوف	۲۸	۳۷	ابجد آدم	۸
باسے عربی			۵۵	ابجد ابدان	۹
۲۵	باطن	۲۷۹	۲۲	ابجد ترفع	۱۰
۲۶	بسط	۲۲۹	۷	ابجد تنزل	۱۱
۲۷	بسط الحروف	۲۳۵	۲۶	ابجد سبعہ	۱۲
۲۸	بسط المرئی	۲۳۸	۵۲	ابجد طبعی	۱۳
۲۹	بسط المقوسی	۷	۵۱	ابجد عناصر	۱۴

۲۶۴	بسط تواخی	۲۹	۲۶۶	بسط تجمع	۳۰
۲۶۹	بسط ضرب باطن باطن	۵۰	۲۵۱	بسط ترفع ازواج	۳۱
۲۸۴	بسط ضرب باطن بظاہر	۵۱	۲۴۹	بسط ترفع اوتار	۳۲
۲۸۱	بسط ضرب ظاہر و ظاہر	۵۲	۲۴۸	بسط ترفع بالطبع	۳۳
۲۳۳	بسط عددی ترکیبی	۵۳	۲۴۵	بسط ترفع حرفی	۳۴
۲۳۰	بسط عددی حرفی	۵۴	۲۴۶	بسط = طبعی	۳۵
۲۴۱	بسط غریزی	۵۵	۲۴۳	بسط = عددی	۳۶
۲۸۸	بسط داخل اربعه	۵۶	۲۴۴	بسط تضارب	۳۷
۷۰	بینات	۵۷	۲۶۹	بسط تضاعف	۳۸
تائے عربی			۲۷۹	بسط تقوی	۳۹
۱۴۳	تایخ	۵۸	۲۷۶	بسط تنکیر	۴۰
۱۵۸	تایخ مرکب	۵۹	۲۸۶	بسط تمانج	۴۱
۱۵۹	تایخ مستقل	۶۰	۲۷۰	بسط تناصف	۴۲
۱۵۷	تایخ مفرد	۶۱	۲۶۱	بسط تنزل ازواج	۴۳
۱۵۹	تنخرجه	۶۲	۷	بسط تنزل اوتار	۴۴
۱۶۰	تدخل	۶۳	۲۵۹	بسط تنزل بالطبع	۴۵
۲۹۴	ترقیم	۶۴	۲۵۷	بسط تنزل حرفی	۴۶
۱۵۹	تعبیه	۶۵	۲۵۸	بسط تنزل طبعی	۴۷
۷	تعمیه	۶۶	۲۷۱	بسط تنصیف	۴۸

۵۱	حروف آتشی	۸۳	۱۶۰	تعمیہ خارجی	۶۷
۵۳	حروف بارود	۸۴	۷	تعمیہ داخلی	۶۸
۲۵	حروف تہجی	۸۵	تائے مشتبہ		
۲۹	حروف جبل	۸۶	۴۰	شخص	۶۹
۵۳	حروف حارہ	۸۷	جیم عربی		
۵۱	حروف خاکی	۸۸	۷۴	جامع صغیر و وسیط	۷۰
۵۳	حروف رطبہ	۸۹	۱۶	جمل	۷۱
۴۷	حروف زحل	۹۰	۶۲	جمل اصغر	۷۲
۷	حروف زہرہ	۹۱	۷۷	جمل اکبیر	۷۳
۵۵	حروف سہرا پے انسانی	۹۲	۷۹	جمل اکبر مع الترفیع	۷۴
۴۷	حروف شمسی	۹۳	۷۰	جمل اوسط	۷۵
۷	حروف عطارد	۹۴	۳۴	جمل رومیان	۷۶
۷	حروف قمر	۹۵	۳۲	جمل سنسکرت	۷۷
۲۵	حروف مہانی	۹۶	۶۶	جمل صغیر	۷۸
۴۷	حروف میخ	۹۷	۳۱	جمل فارسیان ہندی	۷۹
۱۹۹	حروف مسروری	۹۸	۷۳	جمل کبیر	۸۰
۴۷	حروف مشتری	۹۹	۷۰	جمل وسیط	۸۱
۲۵	حروف معجم	۱۰۰	حائے مہملہ		
۱۹۹	حروف مکتوبی	۱۰۱	۵۱	حروف آبی	۸۲

۲۶	سریانی	۱۱۶	۱۹۹	حروف ملفوظی	۱۰۲
۴۰	سعفس	۱۱۷	۲۵	حروف منفردہ	۱۰۳
۲۱	سکیت و دیا	۱۱۸	۲۵	حروف منفصلہ	۱۰۴
۳۰	سنہ آدمی	۱۱۹	۲۵	حروف ہجا	۱۰۵
۳۱۳	سنہ آلہی	۱۲۰	۵۱	حروف ہوائی	۱۰۶
۳۰۱	سنہ براہیمی	۱۲۱	۵۳	حروف یابہ	۱۰۷
۳۱۶	سنہ بکرمی	۱۲۲	۴۰	حطی	۱۰۸
۳۱۳	سنہ بنگلہ	۱۲۳	خائے معجمہ		
۳۰۹	سنہ ترکی	۱۲۴	۱۸۶	خاصۃ الوجود	۱۰۹
۳۱۳	سنہ جلالی	۱۲۵	۵۳	خاک لفظ	۱۱۰
۳۰۱	سنہ داؤدی	۱۲۶	وال مہملہ		
۳۱۶	سنہ رومی	۱۲۷	۲۱۰	دارۃ تاریخی	۱۱۱
۳۱۵	سنہ ساکا	۱۲۸	۲۱۵	دارۃ ششمہ	۱۱۲
=	سنہ سنبت	۱۲۹	وال معجمہ		
۳۱۶	سنہ شاہکی	۱۳۰	۲۰۸	ذو تاریکین	۱۱۳
۳۰۳	سنہ عیسوی	۱۳۱	زائے معجمہ		
۳۱۵	سنہ فارسی	۱۳۲	۶۶	زبر	۱۱۴
۳۱۰	سنہ فصلی	۱۳۳	۷۳	زبر و بیات	۱۱۵
۳۰۳	سنہ محمدی	۱۳۴	سین مہملہ		

۲۰۲	ضعت تعریب	۱۵۲	۳۰۷	سنه مهدوی	۱۳۵
۲۲۰	ضعت تکثیر	۱۵۳	۳۰۲	سنه موسوی	۱۳۶
۱۹۴	ضعت تاصف	۱۵۴	۳۱۶	سنه نوروز	۱۳۷
۱۲۱	ضعت تنقیط	۱۵۵	۳۰۵	سنه هجری	۱۳۸
۱۸۶	ضعت خاصه الوجود	۱۵۶	۳۱۵	سنه یزدجردی	۱۳۹
۲۱۰	ضعت دائره	۱۵۷	۱۸۳	سهل المتع	۱۴۰
۲۰۸	ضعت ذوات یخین	۱۵۸	شبین معجمه		
۲۲۳	ضعت سلب نقط	۱۵۹	۱۸۳	شعبه نایرج	۱۴۱
۲۲۴	ضعت طلسمی	۱۶۰	صا و صله		
۱۸۳	ضعت عامه الورد	۱۶۱	۲۰۳	ضعت ازدواج	۱۴۲
۲۲۶	ضعت مجمع الاقسام	۱۶۲	۱۹۶	ضعت اغنام	۱۴۳
۲۱۰	ضعت مراتب	۱۶۳	۱۹۷	ضعت اجمال	۱۴۴
۲۰۱	ضعت مرکبه	۱۶۴	۲۲۹	ضعت بسط	۱۴۵
۲۰۶	ضعت مسجع	۱۶۵	۱۹۲	ضعت تجمع	۱۴۶
۱۹۹	ضعت مسروری	۱۶۶	۱۹۹	ضعت تحریک	۱۴۷
۲۰۶	ضعت معکوس	۱۶۷	۲۰۷	ضعت ترصیع	۱۴۸
۲۱۹	ضعت معملی	۱۶۸	۲۰۰	ضعت تسکین	۱۴۹
۲۰۱	ضعت مفروده	۱۶۹	۱۹۵	ضعت تضارب	۱۵۰
۱۹۱	ضعت مقطعه ترتیبی	۱۷۰	۱۹۳	ضعت تضاعف	۱۵۱

۱۸۳	کلمن	۲۰	۱۹۹	صنعت مکتوبی	۱۴۱
لام			=	صنعت ملفوظی	۱۴۲
۱۸۴	لوح طلسمی	۲۲۵	۱۵۱	صوری	۱۴۳
میم			۱۵۲	صوری بمعنوی	۱۴۴
۱۸۵	نات	۲۸	ضاد معجمہ		
۱۸۶	مجمع الصنائع	۲۲۸	۱۴۵	ضنغ	۲۰
۱۸۷	ندارج	۱۸۲	طائے مہملہ		
۱۸۸	مراتب	=	۱۴۶	طالب	۲۸۷
۱۸۹	مستقل تاریخ	۱۵۹	ظائے معجمہ		
۱۹۰	مسمی	۶۹	۱۴۷	ظاہر	۲۷۹
۱۹۱	مطلوب	۲۸۷	عین مہملہ		
۱۹۲	معنوی تاریخ	۱۵۲	۱۴۸	عامۃ الورد	۱۸۳
۱۹۳	مفردات	۲۵	۱۴۹	عدد بنیادی	۱۸۴
۱۹۴	مقطعات	۲۵	۱۸۰	عشرات	۲۸
۱۹۵	ملفوظ	۷۰	غین معجمہ		
۱۹۶	مقطوعہ تریبی	۱۹۱	۱۸۱	غیر مستقل تاریخ	۱۵۹
نون			قاف		
۱۹۷	نظیرہ	۳۰	۱۸۲	قرشت	۲۰
ہائے ہوز			کاف عربی		

۱۹۸	ہوائی حروف	۵۱	۲۰۰	ہووز	۴۰
۱۹۹	ہوائی لفظ	۵۳			
تواریخ کتاب ہذا					
(۱) تاریخ تالیف کتاب طبع زاد جناب مولوی سعید الدین سعید تخلص					
الف المکتوب فی فن الجمل			مالہ بدل و ایس لہ البیدل		
ابتغی الاحباب تاریخاً لہ			قلت عاماً ذاک تالیف جمیل		
ایضاً			از مولف کتاب		
مانرے والد فی فن الجمل			مثل ذاک و ہو دلیل قاطع		
قلت تاریخاً تالیف الکتاب			انہ ہذا کتاب با طع		
ولہ			ہر صفحہ او در خور صد تحسین ست		
حقاً کہ غرائب الجمل رنگین ست			در علم جمل سخن نہ نادراست		
ولہ			مانرے فی الغرائب العرب		
مثل ہذا غرائب الجمل			ان ہذا الکتاب بوجع		
قال فکری لعام تالیفہ			ایضاً طبع زاد جناب مولوی جلیل حسن مینائے جلیل تخلص		
مرحبا نواب والا نشان نے لکھی وہ کتاب			وصف میں جس کے زمان اہل بان کی لائے		
سال جو تالیف کا پوچھ کہو اس سے جلیل			بے بہا آئینہ تاریک کوئی سال ہے		
(نوٹ) لائق مورخ نے لفظ ہا کے (۸) عدد کا تحریف نہایت لطافت سے فرمایا کہ					

ایضاً طبغراد جناب ابو طیب محمد بن قاصد تخلص - نشی - فاضل - مولوی - عالم

قد اوضح هذا التالیف للناس سبیل التاریخ
ارخت لعام التاریخ الفصل ولیل الستار

(۲) تاریخ طبع کتاب طبغراد فاضل اجل جناب ابوبکر بن شهاب پرو فیض عربی در تذکره

للعلم عرش معتل	فوق السماک الاعزل
العلم خیر مقتنی	زین لکل محصل
یسمو به المرآة	لکل مقام اکمل
بنور انواع العلم	م کل غیم یجلی
فأنهل الفوائد من	فراشها و عقل
واستخرج المخبأ	ت من غریب الجبل
وان اردت النجی فی	تحقیق اسے مشکل
فداوم الامعان فی	کتاب ذمی الففضل الجلی
مولای شمس العلماء	عالباع المتکمل
عزیز جنگ السید	می الذری المبجل
فقد اتی قیه بما	اعجز کل اول
مفسر لما مضی	والحال والمستقبل
الذعمه ابله	من الریح السلسل
ارختها اذ تم فی	بیت من الشعر الجلی
یحرق مولانا استه	جمع کتاب الجبل ۱۳۲۶

ایضاً طبع زاد مؤلف کتاب	
لقد شاعت النسبة في الزمان	بفتح الجمل ذاك فن نبيل
فأرخت تاريخ طبع الكتاب	الا ان هذا الكتاب جميل
ایضاً ولہ	
قد ألف ذلك الكتاب	مطبوع الخلق مستطاب
أرخت بدايته لعامة	ما أحسن ذاهو الكتاب
ایضاً ولہ	
صد شكر خدائے خالق غر جمل	شائع شدہ این کتاب در علم و عمل
از فکر و آست سال طبعش پیدا	مطبوع شدہ این نسخہ احوال جمل
ایضاً ولہ	
فضل الہی سے یہ نسخہ چپ چکا	اہل جمل کہتے ہیں جسکو لا جواب
تاریخ طبع اسکی کہو تم اے ولّا	علم جمل کی مستقل ہے یہ کتاب
ایضاً طبع زاد جناب ابو طیب محمد یحییٰ قاصد تخلص منشی - فاضل - مولوی عالم	
ولّا کی مین نے یہ تالیف دیکھی	جملستان جمل کی خوب کی سیر
مؤلف سے کہی مین نے یہ تاریخ	جزاکم اللہ فی الدارین بالخیر
ایضاً ولہ	
در علم جمل دیدم این طرفہ کتابے را	جمع مت درین دفتر صد ہا نسخہ تاریخ
بسیار صعوبت برداشت بتالیفش	آوردہ مؤلف از ہر جا نسخہ تاریخ
از بسط بیان کردہ ہستاقسام وقواعد را	اینہم کہ شد ستاز کہ پیدا نسخہ تاریخ

<p>نایاب صنائع جم آورده درین نسخہ باید کہ عمل پیرا باشد بہ قوانینش نابیش کنم نذر نایاب مؤلف را گفتار من ہا قف قاصد چہ دلاویز است</p>	<p>بنوشته شائش را ہم با سہ تالیخ خواہد چو کہے کردن انشا سہ تالیخ از فکر بر آوردم کیت سہ تالیخ گفتم سہ تالیخ گفتا سہ تالیخ</p>
<p>ایضاً طبعزاد جناب مولوی سید غلام علی جوش تخلص چون علما شمس با جنگ عزیز ولا عون ولی احد جوش رقم سال ۱۲۰۶</p>	<p>سسخہ غرائب نما کر در رقم بے بدل نادر علی لم بود نسخہ رفتن جمل</p>
<p>ایضاً طبعزاد جناب نواب عبدالباری خان بہادر موجد تخلص در فن جمل نسخہ را از فکر ولا۔ باطن زنگو کم باب ضرورت و مسائل طبعش افاضی طبع</p>	<p>دیدیم و پے نظیر گوید دل با۔ زین بوجہ تالیف عزیز جنگ شمس العلما۔ نایاب بگو</p>
<p>(نوٹ) قلب طبع سے بائے موحده کا تعمیہ ہوا ہے</p>	
<p>دلہ</p>	
<p>عزیز جنگ بہادر ولا ہلاک کن کشود قفل دہان من از کلید ولاش</p>	<p>نوشت نسخہ جامع چو در فن تالیخ برای سال سیحی بہ مخزن تالیخ</p>
<p>دلہ</p>	
<p>در بلکہ غرائب الجمل طبع چوشہ گفتم سن فعلیش گراے موجد</p>	<p>از سعی ولا شاعر پاکیزہ سخن مجموعہ دلپسند بر مطبوع دکن</p>
<p>ایضاً طبعزاد جناب مولوی عبدالواسع۔ صفا۔ تخلص فن تالیخ میں شمس العلما کی یہ کتاب</p>	<p>جس کے مشتاق تھے یہ شعر طبع ہوئی</p>

واہ کیا خوب یہ تالیف ولا طبع ہوئی	طبع موزون نے صفحہ صخرہ تاریخ کہا
(نوٹ) فن تاریخ سے فن جمل یا فن تاریخ گوئی مراد ہے۔ (ہوئی) کے عدد حسب مذہب دوم ۲۱ محسوب ہوئے ہیں۔ لائق مؤرخ حضرت امیر مینائی کے پیرو ہیں۔	
ترجمہ ریویوز انگریزی ریختہ کلک جناب مولوی میرزا محمد یحیٰ خان کوکب تخلص آ۔ آر۔ اس۔ ام۔ و۔ ام۔ آر۔ آ۔ اس۔	
شمس العلام مولوی احمد عبدالعزیز ناطقی خان بہادر نواب غیر جنگ اردو لٹریچر پر بہت بڑا احسان کیا کہ عربی کرفن جمل کے متعلق ایک ایسی مبسوط کتاب تالیف کی جو (غرائب الجمل) کے نام سے موسوم ہے۔ لاطن میں جس طرح آتی مٹی کیتس ایل سٹی ٹی ایم کے لئے اعداد مقرر ہیں اسی طرح عربی کے اٹھائیسوں حروف کے لئے عددین ۹ حروف اکائی کے لئے مخصوص ہیں اور ۹ حروف دہائی کے لئے اور ۹ حروف سیکڑے لئے اور ایک حرف ہزار کے لئے۔ یہی کیفیت سنسکرت کے حروف کی ہے۔ بدین وجہ کہ سنسکرت کے حروف ۳۶ ہیں انہوں نے الف کے لئے بھی ۹ حروف کو خاص کیا ہے۔	
عربوں نے اس فن سے دو طرح پر کام لیا ہے۔	
(۱) اعداد کا کام حروف سے۔ (۲) حروف کا کام اعداد سے۔	
نمبر (۱) سے بہت بڑا کام لیا گیا ہے یعنی مبسوط عبارتیں اور اشعار ایسے	
+ از گورنمنٹ آف انڈیا ۴ از سرکار نظام	

لکھے گئے ہیں جن کے مضمون سے خاص خاص واقعات کی ہٹری معلوم ہوتی ہے اور انہیں عبارتوں کے فقرات یا اشعار کے مصرعون کے حروف کے اعداد سے اس واقعہ کا سنہ نکلتا ہے یہ کچھ آسان کام نہیں ہے بلکہ نہایت دقیق کام ہے۔ اور نمبر (۲) سے صیغہ راز کی کتابت کا تعلق ہے یعنی خاص قواعد کے ساتھ صرف ہندسوں میں مراسلت اور مکاتبت ہوتی ہے۔ لیکن غایت نمبر ۲ کے مقابلہ میں نمبر (۱) بہت مشکل کام ہے جس میں عربوں سے زیادہ اہل علم نے کام کیا ہے اور عجیبوں سے ہندیوں نے اس فن کو لیا ہے اور اس وقت بین ہندوستان میں ہر طرف جاری ہے۔ مشرقی بادشاہوں کے درباروں میں تعینیت یا تعزیت کا کوئی واقعہ ہوتا تھا تو شعراے وقت اس فن میں اشعار کہتے تھے اور ان اشعار کے اعداد حروف سے اس واقعہ کا سنہ نکالتے تھے اور وہ اشعار اس واقعہ کی عمدہ ہٹری اور یادگار سمجھے جاتے تھے وہی عمل اب تک ہندوستان میں جاری ہے۔ جب کوئی قوم کا لیڈر یا رئیس مرتا ہے یا کوئی عالیشان دربار ہوتا ہے یا کوئی والی ریاست کی تخت نشینی کی تقریب یا شادی ہوتی ہے یا اور کوئی واقعہ تو اسی فن میں اشعار لکھے جاتے ہیں اور ان اشعار کے حروف کا مجموعہ ازروے اعداد اس کا یادگار میسند قرار پاتا ہے۔ غرض یہ ایک مرغوب اور لطیف فن ہے جس کو اہل ہند نے اب تک اپنی روزمرہ ضرورتوں میں زیر استعمال رکھا ہے۔

بڑی حیرت اور تاسف اس پر ہے کہ فن کا نفاذ تو موجود ہے لیکن اس کے متعلق نہ عربی زبان کی کوئی مستقل کتاب ہے اور نہ فارسی زبان کی

صرف ہندوستان میں بعض استادوں نے اسی صدی میں مختصر مختصر دو تین سہائی سو پچاس صفحات کے لکھے ہیں جن میں سے ایک دو چھپے ہیں لیکن وہ ایسے کامل ہیں کہ ان سے جیسے چاہئے شائقین فن کو مدد نہیں ملتی عربی بہت سی کتابوں میں اس فن کا ذکر ہے اور چیدہ چیدہ مضامین ضمناً بیان ہوئے ہیں اور بعض قدیم کتابوں کے نام بھی جو اس فن کی مخصوص کتابیں ہیں معلوم ہوتے ہیں لیکن افسوس اس کا ہے کہ آج ان کتابوں کا پتہ کسی لائبریری میں نہیں ملتا اور نہ ان کے چھاپے کی نوبت آئی۔ اور مختلف کتابوں کے متفرق تذکرے سی پہلک کو یک جائی کے ساتھ کوئی کامل فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا ہے۔

ایسے وقت میں ہمارے دوست شمس العلماء اب عزیز جنگ بہادر کا اس اہم اور دقیق سبکدہ میں ایک متعل کتاب کا لکھنا جو ہمارے زیر ریویوز ہے بہت بڑی شکرگزاری کے قابل ہے۔ اگرچہ آپ کی تالیفات سے دور چین زیادہ کتابیں فنون قانون - تاریخ - سیاق - لغت - حیوانات اگر یکچہ وغیرہ میں ہیں۔ لیکن یہ نایاب کتاب ہماری رائے میں ان تمام کتابوں پر فائق ہے۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر اسی صدی میں یہ ضروری کام ہمارے دوست کی توجہ سے پورا نہ ہوتا تو آخر صدی تک بتدیج فن جل مٹ جاتا اور اردو لٹریچر میں بھی مثل عربی اور فارسی لٹریچر کے اس فن کے خانہ میں صف آ جاتا اور اس کا نام برائے نام صرف کتب لغت میں رہ جاتا۔ اگر یہ زمانہ مشرقی بادشاہوں کا ہوتا تو وہ لائق مولف کو موتیوں میں تولتے۔ تاریخ سے اس کا پتا

مکتبہ کے سربراہ سید میرزا اہلسب قلی ترک نے ۱۹ شعرون میں ایک قصیدہ لکھا تھا جس کے ہر ایک مصرعے کے اعداد حروف سے جلوس کا سنہ نکلتا تھا تو اوس کے صلہ میں شاہ جہان نے اوس کو ایک لاکھ روپیہ کا انعام دیا اور سوار کی کے لئے ایک ہاتھی اور گھوڑا ساز و سامان طلائی کے ساتھ عطا کیا اور جو ہر کا خاص خلعت عطا فرمایا۔

ہمارے دوست نے خود اس فن کے مسلمان شاعر ہونے کے علاوہ جب ایسی عمدہ کتاب ایسی ضرورت کے وقت میں لکھی تو اون کی بے شک بہت بڑی قدر ہوتی اگر اون کا یہ کام اوس زمانہ میں واقع ہوتا۔

سیچ یہ ہے کہ جس زمانہ میں مشرقی بادشاہوں کے بے بہا صلون کا ذکر صرف بطور یادگار تاریخ رہ گیا ہے۔ ہمارے دوست کا ایسا مہتمم باطن کام کرنا اور یہ جان کر کہ اون کو کسی اولوالعزم صلہ کی امید نہیں ہے محض پبلک کو فائدہ رسانی اور ایک قدیم علم کی حفاظت کے لئے ایسی ضخیم اور جامع کتاب کا تالیف کرنا بہت بڑی تعریف کے قابل بات ہے۔

جس زمانہ میں ہر طرف سطحی فنون کی دھوم ہے نا ولون کی جانب عام طبائع مائل ہیں ایسے دقیق سبکٹون میں قلم اٹھانا اور کامیاب ہونا صرف ہمارے دوست کا حق ہے۔ جن کی نسبت ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم اون کی صحت اور دلچسپی کو دیر گاہ باقی رکھے۔

اس کتاب میں صرف اصول فن ہی کا بیان نہیں ہے بلکہ فروعات کی بھی مکمل بحث ہے اور اختلاف مذاہب جمل کا کافی بیان ہے قواعد کے ساتھ متاخرین

اور متقدمین کے کلام سے قابل اطمینان مثالیں بھی پیش ہوئی ہیں۔ صنائع و بدائع
جمل کا مفصل ذکر ہے جن میں سے بعض کے موجد عرب ہیں اور بعض کے عجم اور اکثر کے
لئے اہل ہند۔ ہماری رائے میں صرف ایک نقص البتہ رہ گیا ہے جس کا اعتراف
خود مصنف نے کیا ہے کہ صنعتوں کے موجد اصلی کے نام کا پتہ کسی تاریخ سے اونکو
نہ مل سکا اور کیونکر ملتا جب کہ گزشتہ اہل تصانیف نے اس کی جانب توجہ بھی نہیں
کی اور ضمناً ہی کسی موقع پر اس کا ذکر نہیں کیا۔

غرض جو کچھ اس کتاب میں ہے وہ بہت کچھ ہے اور یہی ایک کتاب ہے
جس کے ذریعہ سے اردو لٹریچر میں اس فن کے متعلق جان آگئی ہے۔ اور بلا مبغہ
ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس فن کی مردہ لاش میں اس کتاب نے جان ڈال کر اس کو
زندہ کیا ہے۔

ہمارے اس بیان واقعی کی سچائی کا اندازہ وہ لوگ کریں گے جن کو
فی الجملہ اس فن کا مذاق ہے اور جو اس فن کے طالب ہیں اس کتاب کا ترجمہ
جس زبان میں ہوگا اس زبان میں یہ فن رائج ہو جائے گا۔

آخر پر ہم لائق مؤلف کو اون کی کامیابی پر مبارک باد دیتے ہیں خاص کر
اس لئے کہ اوہوں نے اس کتاب کو ہر بائیس نظام کے ملک سے شائع کیا
ہر بائیس میں مشرقی بادشاہوں کے صفات موجود ہیں خود ہی اس فن سے دلچسپی
رکھتے ہیں۔ ہر ملک کو کامل امید ہے کہ وہ اس کو مقبولیت کی نگاہ سے ملاحظہ فرمائیں
اور اگر گورنمنٹ آف انڈیا کے روبرو اس کی حقیقت اچھی طرح
ظاہر ہو جائے تو وہ بھی ضرور اس پر توجہ کرے گی اس لئے کہ ہم خوب سے

ہیں کہ ندوین علوم و فنون کی نسبت اسکی توجہ بخوبی مائل ہے لیکن افسوس اس کا
 ہے کہ غیر انگریزی زبانوں کی تالیفات کا فوٹو گورنمنٹ کے روبرو پیش
 ہونے کے ذرائع کافی طور پر مہیا نہیں ہیں۔

مرزا مہدی خان
 سرگوب

ریختہ کلک فصاحت رقم جناب مولوی ابوالمظفر محمد سعید الدین رضوی

سداحمد بر آن نقش کہ خاطر میخواست

آمد آخر ز پس پرده لقتدیر پدید

نسخہ غرائب الجمل مؤلفہ شمس العلماء نواب عزیز جنگ بہادر رامن اولہ الہ
آخرہ بامعان نظر دیدم۔ ماشار اسد کتابیت اجل و اکمل و جامع و مانع
در فن جل۔ مؤلف محترم خوب کارے کردہ است کہ این فن لطیف را بحیطہ
تدوین در آورده۔ شک نیست کہ اہل ہند را ضرورت میجو کتابے بود و چنانکہ
کہ طریقہ تاریک کوئی بتقارب تہنیت و تعزیت الی الآن در ہندوستان
جنت نشان مرقح و موجود است۔

لغزگویان لطافت پسند و سخن سنجان ہوشمند نیک دریا بند کہ در کتب
موجودہ چہ در زبان عبری و چہ فارسی وارد و نسخہ مستقل درین فن لطیف بدین
جامعیت و تحقیق و تدقیق کہ مؤلف محترمش بکار بردہ است الی الآن ہم دست
نشدہ است۔ پس وجہ نباشد کہ این نعمت عظمی و ہدیہ کبری رامن حیث
الجموع مغتتم شماریم و فرزانه موفش را در خور ہزار تحسین و صد ہزار آفرین بنیدایم
چہ بحسن التفاتش اینچنین تالیفے بے بہا و ہمچنین گوہرے یکتا بدست ما رسیدہ
کہ چشم ما تا حال عدیش ندیدہ و گوش ما الی الآن بدیش نشنیدہ
سوادش سر مہ چشم حسینان بیاضش نور بخش مہ جبینان
ہمانا فکرت مؤلفش خیل بلندست۔ و طرز بیانش بسیار دلپسند کہ
حقائق این فن لطیف را بآئینے ہدیہ ناخیرین کردہ کہ ہم بتدیان کم سواد را

بسلامت بیانی بے بہرہ میگذارد۔ وہم منتہیان کامل استعداد و ابلطافت معانی بہرہ کافی و خطہ دانی می بخشد فخر اہل اللہ عن اخیر الجزاء۔

شک نیست کہ این ذخیرہ نایاب از رسائل موجودہ فائق ترست کہ قواعد اقسام جمل را با صنائع و بدائع آن سیما باستناد اقوال محققین و نظائر و آراء معتقین کسوت تدوین بطرز بہین و برکشیدہ است و بعض نوادراین فن را کہ درین نسخہ بے بہا یافتہ میشود مہنوز گوش ہوش مانشیدہ۔ الحی کہ این کتاب لاجواب خیلی خوب است و بندہ بے بضاعت را بسیار مرغوب۔

بخیالم میرسد کہ اگر مؤلف محترم ہمدین نسخہ نایاب بطور ضمیمہ کتاب حصہ از الفاظ تنسائیہ الاعداد ہم درج میفرمود ناریگویان را خیلی مفید میبود۔ حالانکہ کار از دست نرفته است و تیر از شست برنجستہ۔ مؤلف محترم را اگر فرصت دست دہد تلافی مافات بخیر امکان اوست کہ طرح تالیف جلد ثانی این کتاب بنہد۔

بالجملہ از شاکتین فن و قدر دانان شعر و سخن توقع کلی ست کہ محنت و لطفش را بچشم انصاف بنگرند و ہمیزان عدل بسجند و از جادہ اعتدال پا بیرون نہتہد کہ اعدا لواہو اقرب للفقوی وارواست۔

خاکسار

ابوالمظفر محمد سعید الدین نصاری

ریونو منظوم تلخیص تالیف بنابر اجناس مولوی سید سجاد علی رحمتی

نواب غریز جنگ ذی شان	شمس العلامش هم خطا بیست
احمد عبدالعزیز نامش	روشن مانند آفتاب بیست
والا منش و ولا تخص	لطف آیین - مکرمت آبیست
با بنده مشیل و خواجه تاشه	هم بنده مالک الرقاب بیست
باشاه عنلام سرفروشه	در اهل وفا و فاجنا بیست
او بنده بندگان عالی	در درگاه شاه بار یا بیست
هر نکته ز جزو کل نصیبش	او صاحب فن بهر نصیب بیست
گویی که دقیقت سنجی او	آتش بر کن ز سطح آبیست
تاریخ و فلاح است از وجودش	مانند سیاق بهره یا بیست
تالیف دارد او بهر علم	در هر فن مال او کتا بیست
اکون جمیل گرایش او	تعبیر زیاده رفقه خوا بیست
این نسخه زیست و شش کتابش	شک نیست که فردا تنجا بیست
گویند غرائب الجمل را	کین منظره عجب العجا بیست

گویم اسمی است با مستی
آرے ز فضولی مطالب
موضوع جمل دروست فضل
شد کهنه صحائف از توش
یکجا است اصول و هم فروزش
از لمار اتمس جمل را
هر صفحه بنقشه های اعداد
در حق مشارف بیاضش
قانون معارف به برویش
پیمپیده مطالبش بمعنی
الحق که زبان معترض را
بخنج که روانی عبارت
گردید قبول درگاه شاه
شد نسخه بنام او معنون
سال تالیف او اثر گفت

نام ایزد که لا جوابیت
در حسن بیانش اجتنابیت
از علم و عمل خجسته بابیت
نقش که وجود او بر آبیت
مجموعه فن مستطابیت
این نسخه منتخب گلابیت
دیباچه دفتر حسابیت
بر عارض مهر آب و تابیت
رخشده ستاره در سحابیت
از بهر حسود پیچ و تابیت
پیرایه رسم سد بابیت
در وادی علم جو آبیت
گوئی که دعای مستجابیت
تالیف بشکل کامیابیت
در علم جمل چه به کتابیت

فہرست کتب مؤلفہ شمس العلماء نواب عزیز جنگ بہا سوجہ مطبع

ردیف	نام کتاب	جلد	صفحہ	تعداد	ملاحظات
۱	قانون صد مجموعہ قوانین مالگزاری مطبوعہ	۱	۱۲	۱۲	
۲	خریہ فیاض حساب جلد اول لغتہ	۱	۱۰	۱۰	دو نمونہ جلدوں کے
۳	ایضاً جلد دوم بابتہ	۱	۱۰	۱۰	خریدار کو
۴	شیرازہ و فائر	۱	۱۰	۱۰	اور خراج طہ ۱۲
۵	تاریخ النواظ یعنی قوم نویطہ کی تاریخ	۱	۱۰	۱۰	افراد قوم کے نصف قیمت
۶	محبوب السیر بانگاران آصفی	۱	۱۰	۱۰	
۷	عطیات سلطانی یعنی تاریخ معاش	۱	۱۰	۱۰	
۸	فلاحۃ النخل - یعنی طریقہ کاشت کھجور	۱	۱۰	۱۰	
۹	کاشت انگور	۱	۱۰	۱۰	
۱۰	کاشت ترکاری	۱	۱۰	۱۰	
۱۱	سیاق دکن	۱	۱۰	۱۰	
۱۲	حیوۃ الحماک یعنی رسالہ کبوتر بازی	۱	۱۰	۱۰	
۱۳	آصف اللغات - جلد اول متعلق بہ الفاظ مدودہ تقریباً ۹۰۰ صفحہ	۱	۱۰	۱۰	زیر طبع ہے
۱۴	غرائب الجبل - یعنی تاریخ گوئی	۱	۱۰	۱۰	

المشترک محمد حبیب اللہ منیجر عزیز المطابع - عزیز باغ - سلطان پورہ حیدر آباد دکن

